امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ

سے متعلق چند روایات کا جائزہ

از

ابو شہریار

۲۰۲۰

www.islamic-belief.net

فہرست

ایمان عمر کا قصہ......6
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے ؟......8
عمر محدث ہیں یا نہیں ہیں ؟......11
اہل سنت کا قول : عمر محدث ہیں......13
عمر محدث تھے کی مثالیں......24
ازواج النبی کو حجاب کا حکم......26
مقام ابراہیم کو مصلی کرو......30
فتبارک اللہ احسن الخالقین......36
جنگ بدر کے قیدی......36
شراب کی حرمت......47
عمر کو علم کہ ان کے بعد کون خلیفہ ہو گا......49
عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشگی خبر......53
اہل تشیع کا قول : ائمہ محدث ہیں......55
اے ساریہ پہاڑ کی طرف جا......61
محدثین متاخرین کی رائے......62
صوفیاء کی رائے......63
ابن تیمیہ کی رائے......63
ابن قیم کی رائے......64

65..البانی کی رائے
66.......................................ڈاکٹر عثمانی کی رائے
68..زبیر علی زئی کی رائے
69...وہابیوں کی رائے
70...دائمی کمیٹی کا فتوی
71...وہابی عالم صالح المنجد
72..اہل حدیث کی جدید رائے
75.................................عمر کی زبان ، ناطق سکینہ ؟
77......................................اذان کی شروعات کا قصہ
85..................................عمر کا گمان پورا ہو جاتا تھا
86..عمر کی دہشت
95.............................عمر نے علی کا گھر جلا ڈالا ؟
103...............................ابو بکر کے فیصلوں پر عمر کا اشکال
108...............................باغ فدک کے حق تولیت کا جھگڑا
117...عمر کا بطور خلیفہ تقرر
119...روایات میں احتیاط
122..............................عمرسے منسوب غیر ضروری کلام
124...........................عمر قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے تھے
132..آواز پست کرو
140..............................عمر نے اپنے بیٹے پر حد جاری کی ؟
149...............ایسا حکم کرنا جو اللہ کا نازل کردہ نہ ہو ؟
149...............................تین طلاق کے حکم میں تصرف
157...............اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی ممانعت

162..قرآن میں شبہات ہیں ؟
164.. اجتہاد سے فیصلہ کرنا
165...خلفاء کے تقرر پر پالیسی
169...شہادت عمر
175................... عمر نے کہا ابن عمر کو خلیفہ مت کرنا ؟

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی و دوست ہیں۔ ان کی شان اسلام میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے بڑھ کر ہے۔ قرن اول کے اختتام اور قرن دوم کے آغاز میں بعض راوی ایسے تھے جو عمر کے حوالے سے غلو پر مبنی روایات بیان کر رہے تھے یعنی یہ روایات بیان کرنے والے امام مالک و امام ابو حنیفہ کے ہم عصر راوی تھے۔۔۔ محدثین ان کو فضائل کے تحت لکھ رہے تھے اور قرن سوم تک جا کر ان میں سے چند روایات کو صحیح کا درجہ دیا جا چکا تھا۔ بعض روایات کا مقصد عمر رضی اللہ عنہ کو بہت بہادر ثابت کرنا تھا مثلا عمر نے علی رضی اللہ عنہ کا گھر جلا دیا تھا۔ بعض بیان کر رہے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی مرضی کے مطابق الوحی آتی تھی جن کو موافقات عمر کا نام دیا گیا ہے البتہ تاریخ نزول قرآن اور متن قرآن سے تقابل کرنے پر ان روایات کی نکارت واضح ہو جاتی ہے۔ بعض بیان کر رہے تھے عمر کو کشف بھی ہوتا تھا۔ بعض بیان کر رہے تھے کہ عمر حدود اللہ قائم کرنے میں اتنے اچھے تھے کہ بیٹوں پر بھی حد جاری کی۔ یہ تمام روایات بحث سے خالی نہیں ہیں۔ ہوش مندوں کے لئے یہ روایات قابل غور ہیں کہ سمجھیں کہ عمر کے حوالے سے کیا کہا جا رہا ہے نہ کہ خطیبوں کی سنی سنائی آگے کرنے لگ جائیں۔ یہ سب اس ویب سائٹ پر پہلے سے موجود ہے جس کو تھوڑے اضافہ کے بعد جمع کیا گیا ہے۔

ابو شہریار

۲۰۲۰

ایمان عمر کا قصہ

عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کی سب سے زیادہ مشہور روایت یہ ہے کہ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی نیت سے نکلے تو راستہ میں ایک شخص نے ان سے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو، تمہاری اپنی بہن اور بہنوئی اس نئے دین میں داخل ہو چکے ہیں یہ سن کر عمر سیدھے بہن کے گھر پہنچے وہاں ان کی بہن فاطمہ بنت خطاب اور ان کے بہنوئی سعید بن زید بیٹھے ہوئے خباب رضی اللہ عنہ بن اَرت سے ایک صحیفے کی تعلیم حاصل کر رہے تھے - عمر کے آتے ہی ان کی بہن نے صحیفہ فوراً چھپالیا مگر عمر اس کے پڑھنے کی آواز سن چکے تھے، انہوں نے پہلے کچھ پوچھ گچھ کی، اس کے بعد بہنوئی پر پل پڑے اور مارنا شروع کر دیا - بہن نے بچانا چاہا تو انہیں بھی مارا یہاں تک کہ ان کا سر پھٹ گیا - آخر کار بہن اور بہنوئی دونوں نے کہا کہ ہاں، ہم مسلمان ہو چکے ہیں، تم سے جو کچھ ہو سکے کر لو - عمر اپنی بہن کا خون بہتے دیکھ کر کچھ پشیمان سے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اچھا مجھے بھی وہ چیز دکھاؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے بہن نے پہلے قسم لی کہ وہ اسے پھاڑ نہ دیں گے پھر کہا کہ تم جب تک غسل نہ کر لو، اس پاک صحیفے کو ہاتھ نہیں لگا سکتے - عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا اور پھر وہ صحیفہ لے کر پڑھنا شروع کیا - اس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی - پڑھتے پڑھتے یک لخت ان کی زبان سے نکلا کیا خوب کلام ہے - یہ سنتے ہی خباب بن ارت، جو ان کی آہٹ پاتے ہی چھپ گئے تھے، باہر آ گئے اور کہا کہ مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنے نبی کی دعوت پھیلانے میں بڑی خدمت لے گا، کل ہی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اے اللہ، ابوالحکم بن ہشام (ابو جہل) یا عمر بن خطاب دونوں میں سے کسی کو اسلام کا حامی بنا دے - پس اے عمر، اللہ کی طرف چلو، اللہ کی طرف چلو - اس فقرے نے رہی سہی کسر پوری کر دی

اور اسی وقت خباب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا کر عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسلام قبول کر لیا یہ ہجرت حبشہ سے تھوڑی مدت بعد ہی کا قصہ ہے

راقم کہتا ہے یہ قصہ صحیح سند سے نہیں ہے- یہ قصہ سیرة ابن ہشام میں ہے اور اس کی سند منقطع ہے

طبقات ابن سعد میں بھی یہ قصہ موجود ہے وہاں سند میں القاسم ابن عثمان البصری ضعیف ہے

فضائل صحابہ از امام احمد ح 371 میں بھی ہے وہاں أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ بِنْتِ أَبِي حَثْمَةَ اور عَمَّنْ لَا يُتَّهَمُ سب مجہول ہیں

صحیح سند سے عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ معلوم نہیں ہے – اغلبًا اللہ نے ان کا دل اسلام کے لئے کھول دیا اور انہوں نے اس کا خود اعلان کیا اس میں کوئی واقعہ نہیں ہوا جس نے ان کو اسلام کی طرف راغب کیا ہو

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے ؟

الامام احمد (17405)، والترمذی (3686)، والحاکم (4495) من طریق

مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)

مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ نے عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ سے روایت کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے

امام حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے

4551 – أخبرني عبد الله بن محمد بن إسحاق الخزاعي ، بمكة ، ثنا أبو يحيى بن أبي ميسرة ، ثنا عبد الله بن يزيد المقري ، ثنا حيوة بن شريح ، عن بكر بن عمرو ، عن مشرح بن هاعان ، عن عقبة بن عامر – رضي الله عنه – قال : سمعت رسول الله – صلى الله عليه وآله وسلم – يقول : " لو كان بعدي نبي لكان عمر بن الخطاب " .

هذا حديث صحيح الإسناد ، ولم يخرجاه .

امام احمد نے منکر کہا ہے

قال إبراهيم بن الحارث: إن أبا عبد الله – يعني الإمام أحمد – سئل عن حديث عقبة بن الحارث :

(لو كان بعدي نبي لكان عمر)؟ فقال: اضرب عليه ؛ فإنه عندي منكر انتهى

المنتخب من علل الخلال (ص 191)

امام احمد کے نزدیک اس کو مارو یہ منکر ہے

ایسی ایک روایت الفضل بن المختار کی سند سے الطبرانی کبیر میں بھی ہے یہ راوی بھی سخت منکر حدیث ہے

مشرح بن هاعان پر محدثین کا اختلاف ہے اکثر کے نزدیک ضعیف ہے

قول اول ہے یہ منکر روایت ہے

قول ثانی ضعیف حدیث ہے، فضائل میں لی جائے گی

جن لوگوں نے اس کو قبول کیا ہے ان کے مطابق فضائل میں سے ہے ضعیف بھی ہو تو لی جائے گی

بعض نے اس روایت کو حسن لذاتہ قرار دیا ہے-

البانی نے صحیح کہا ہے[1]

اسی روایت کو امام احمد نے منکر کہا تھا

قول ثالث راقم کا ہے: راقم کہتا ہے اس میں مفروضہ ہے جو ناممکنات میں سے ہے ایسا قول قول نبوی نہیں ہو سکتا

---

1 https://www.youtube.com/watch?v=7oFI4ccR71o

یہ روایت منکر ہے کیونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا درجہ تمام اصحاب میں سب سے بلند ہے

کتاب الإبانة الكبرى لابن بطة میں ہے

حدثني أبو صالح محمد بن أحمد قال: حدثنا أبو الأحوص قال: حدثنا أحمد بن عبدالله بن يونس قال: حدثنا السري بن يحيى البصري عن ابن سيرين قال كان رجال على عهد عمر كأنهم فضلوا عمر على أبي بكر

ابن سیرین نے کہا کہ لوگ دور عمر میں عمر کو ابو بکر سے بھی افضل قرار دینے لگے تھے

معلوم ہوا کہ ہر چند کہ عمر خود ابو بکر کی فضیلت کے قائل تھے، اہل سنت میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا تھا جو تفضیل عمر کا قائل تھا اور یقینا اس کے نزدیک عمر تمام اصحاب میں افضل ہوئے- یہ گروہ پنپتا رہا، معدوم نہ ہوا-

قَالَ أَنَسُ بنُ سِيْرِيْنَ: وُلِدَ أَخِي مُحَمَّدٌ لِسَنَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ خِلاَفَةِ عُمَرَ

ابن سیرین خود دور عمر کے آخر میں پیدا ہوئے، یعنی انہوں نے روایات کے متن سے اندازہ لگایا کہ اس قسم کا کوئی گروہ تھا جو غالی تھا

عمر محدث ہیں یا نہیں ہیں ؟

کہا جاتا ہے کہ قرآن میں نبی اور رسول کے علاوہ محدث کا بھی ذکر تھا[2]۔ تفسیر الدر المنثور از سیوطی میں ہے

أخرج عبد بن حميد وَابْن الْأَنْبَارِي فِي الْمَصَاحِف عَن عَمْرو بن دِينَار قَالَ: كَانَ ابْن عَبَّاس رَضِي الله عَنهُ يقْرَأ (وَمَا أرسلنَا من قبلك من رَسُول وَلَا نَبِي وَلَا مُحدث)

وَأخرج ابْن أبي حَاتِم عَن سعد بن إِبْرَاهِيم بن عبد الرَّحْمَن بن عَوْف قَالَ: إِن فِيمَا أنزل الله {وَمَا أرسلنَا من قبلك من رَسُول وَلَا نَبِي} وَلَا مُحدث فنسخت مُحدث والمحدثون: صَاحب يس ولقمان وَهُوَ من آل فِرْعَوْن وَصَاحب مُوسَى

عبد بن حمید اور اِبْن الْأَنْبَارِي نے عمرو بن دینار سے روایت کیا کہ ابن عباس کی قرات کرتے تھے

وَمَا أرسلنَا من قبلك من رَسُول وَلَا نَبِي وَلَا مُحدث

اور ہم نے تم سے قبل کوئی رسول یا نبی یا محدث نہیں بھیجا

2

محدث پچھلی امتوں میں وہ ہوتا تھا جو نبی نہ ہو لیکن اس کو کوئی غیبی اشارہ دیا جائے مثلا ام موسی کو اشارہ کیا گیا کہ موسی کو دریا برد کرو یا محدث کو خواب میں کچھ نظر اتا تھا

عمر رضی اللہ عنہ میں اس قسم کی کوئی بات موجود نہیں تھی بلکہ ان کی بات یا مشورہ کو رد بھی کیا گیا ہے

اور ابن ابي حاتم نے سعد بن إِبْرَاهِيم بن عبد الرّحْمَن بن عَوْف سے روایت کیا کہا اس میں تھا وَمَا أرسلنَا من قبلك من رَسُول وَلَا نَبِي وَلَا مُحدث ، پھر اس میں محدث منسوخ ہوا اور محدثوں سے مراد صاحب یاسین ہے اور لقمان جو ال فرعون میں سے تھے اور موسی کے صاحب-

راقم کہتا ہے یہ قول باطل ہے حقیقت میں ناسخ و منسوخ نہیں ہوتا احکام میں ہوتا ہے–اگر یہ حقیقت تھی کہ پچھلی امتوں میں محدث تھے تو بات منسوخ ممکن نہیں ہے-اسی تفسیر میں ہے

وَأخرج ابْن الْمُنْذر وَابْن أبي حَاتِم عَن مُجَاهِد رَضِي الله عَنهُ قَالَ: النَّبِي وَحده الَّذِي يكلم وَينزل عَلَيْهِ وَلَا يُرْسل

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے تخریج کی ہے مجاہد نے کہا نبی وہ ہوتا ہے جس سے کلام کیا جاتا ہے اور اس پر نزول ہوتا ہے لیکن (قوم کی طرف) بھیجا نہیں جاتا

تفسیر قرطبیّ میں ہے

قَالَ ابْنُ عَطِيَّةَ: وَجَاءَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ:" وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ" ذَكَرَهُ مَسْلَمَةُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَرَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

ابن عطیہ نے کہا ابن عباس کے حوالے سے آیا ہے کہ وہ قرات کرتے تھے

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ

اس کا ذکر کیا ہے مَسْلَمَةُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَرَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نے

راقم کہتا ہے اگر قرات منسوخ تھی اور ایسی کوئی آیت تھی تو ابن عباس اس کی قرات کیسے کر سکتے ہیں؟

قرطبّی نے تفسیر میں کہا

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَهَذَا حَدِيثٌ لَا يُؤْخَذُ بِهِ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ قُرْآنٌ. وَالْمُحَدَّثُ هُوَ الَّذِي يُوحَى إِلَيْهِ فِي نَوْمِهِ

اس حدیث سے ہم یہ نہیں لیں گے کہ یہ قرآن میں ہے اور محدث وہ ہے جس پر نیند میں الوحی کی جائے

بہر حال بقول مفسرین محدث کا لفظ قرات میں سے حذف کیا گیا اس کو منسوخ قرار دیا گیا اور مفسرین کے مطابق یہ آیت قرآن میں سورہ حج میں اب اس طرح ہے

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (52) لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ

لیکن محدث کا وجود لوگوں میں باقی رہا!

اہل سنت کا قول : عمر محدث ہیں

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ". زَادَزَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ يَكُنْ «مِنْ أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ" قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: «مِنْ نَبِيٍّ وَلاَ مُحَدَّثٍ

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے . ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر ہیں۔ زکریا بن زائدہ نے اپنی روایت میں سعد سے یہ بڑھایا ہے کہ ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود فرشتے ان سے کلام کیا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے تو وہ عمر ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا «من نبي ولا محدث»۔

امام بخاری نے بھی روایت ٣٦٨٩ کے ساتھ جملہ ٹانک دیا کہ ابن عباس سے شاذ قرات کو منسوب کیا

«قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: «مِنْ نَبِيٍّ وَلاَ مُحَدَّثٍ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا «من نبي ولا محدث»۔

سعد بن إِبْرَاهِيم بن عبد الرَّحْمَن بن عَوْف المتوفى ١٢٥ ھ ہے، امام مالک کے نزدیک متروک ہیں اگرچہ بغداد والے ثقہ کہتے ہیں - الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ از ابن حجر میں ہے

قال الحاكم: مالك هو الحكم في حديث المدنيين

امام حاکم نے کہا — امام مالک فیصلہ کرنے والے ہیں اہل مدینہ کی حدیث پر

مستدرک میں حاکم کہتے ہیں

.....مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ الْحَكَمُ فِي حَدِيثِ الْمَدَنِيِّينَ

اہل مدینہ کی احادیث پر امام مالک فیصلہ کرنے والے ہیں

إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْد، یہ سعد بن إِبْرَاهِيم بن عبد الرّحمٰن بن عَوْف کا بیٹا ہے- ابراہیم ضعیف ہے- امام یحیٰی بن سعید القطان کے نزدیک، احمد نے کہا میں نے ابراہیم بن سعد سے روایت کیا تو امام القطان نے کہا

فقال لي يحيى: يا أبا عبد الله، عقيل وإبراهيم بن سعد!! عقيل وإبراهيم بن سعد!! كأنه يضعفهما

ابو عبداللہ.. ابراہیم بن سعد... گویا کہ اس کی تضعیف کر رہے ہوں

امام وکیع نے اس کو ترک کر دیا تھا

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا وكيع مرة، عن إبراهيم بن سعد. ثم قال: «أجيزوا عليه، تركه بأخرة. «العلل (4709)

یعنی یہ باپ بیٹے بڑے ائمہ حدیث کے نزدیک متروک ہیں

فضائل الخلفاء الأربعة وغيرهم لأبي نعيم الأصبهاني از أبو نعيم الأصبهاني (المتوفى: 430ھ-) میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ، ثنا بِشْرُ بْنُ مُوسَى، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّهُ كَانَ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُنْ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ» قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: الْمُحَدَّثُ الْمُلْهَمُ لِلصَّوَابِ

اس کی سند میں سعد بن إبراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف إبو إسحاق المتوفی ۱۲۷ھ قاضی مدینہ ہے جو ثقہ سمجھا گیا ہے لیکن امام مالک نے اس کو ترک کیا- مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ اور إبراہیم بن سعد بن إبراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف نے اس

کو روایت کیا ہے۔ ابن عَجْلَانَ کے بارے میں امام مالک کا قول ہے کہ اس کو حدیث کا اتا پتا نہیں ہوتا۔ یعنی مالک نے اس روایت کو اس سند سے سرے سے قبول ہی نہیں کیا ہو گا[3]

مسائل صالح بن امام احمد میں ہے کہ امام احمد نے اس حدیث کی اسناد کا ذکر کیا

حديث عَائِشَةَ -رضي اللَّه عنهما-: "قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ مِنْهُمْ

---

[3] ابن عجلان نے ہی ساریہ والی روایت بیان کی- البانی سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها (3/ 101-104) میں اس پر طویل گفتگو کی ہے ، اور اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ یہ واقعہ صرف ابن عجلان کی سند سے صحیح ہے

قلت: .... فتبين مما تقدم أنه لا يصح شيء من هذه الطرق إلا طريق ابن عجلان وليس فيه إلامناداة عمر " يا سارية الجبل " وسماع الجيش لندائه وانتصاره بسببه.ومما لا شك فيه أن النداء المذكور إنما كان إلهاما من الله تعالى لعمر وليس ذلك بغريب عنه، فأنه " محدث " كما ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم ولكن ليس فيه أن عمر كشف له حال الجيش، وأنه رآهم رأي العين

میں البانی کہتا ہوں : پس کے واضح ہوا کہ اس سلسلے میں ایک ہی طرق صحیح ہے جو ابن عجلان کی سند سے ہے اور اس میں عمر کی پکار کا ذکر ہے کہ یا سارية الجبل اور لشکر کا اس آواز کو سننا اور اس کے سبب مدد پانا تو اس میں شک نہیں کہ یہ الہام میں سے ہے جو الله تعالی نے عمر کو کیا اور اس میں کوئی عجیب بات بھی نہیں کیونکہ وہ محدث ہیں جیسا کہ نبی صلی الله علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس میں یہ نہیں ہے کہ عمر پر لشکر کا حال کشف ہوا اور انہوں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا

یعنی عمر کو محدث قرار دینا ، ان پر ساریہ والا واقعہ گھڑنا یہ سب ابن عجلان اور ان کے شیخ کا کمال ہے – لہذا صوفی نا پسند حلقوں میں اس کی ساریہ والی روایت کو رد کیا جاتا ہے اور پھر عمر کو غیر محدث قرار دیا جاتا ہے –

قال الإمام أحمد: يرويه إبراهيم بن سعد، عن أبيه، عن أبي هريرة ، وابن عجلان يقول: عن سعد، عن أبي سلمة، عن عائشة . فقال: هو في كتابه عن أبيه مرسل وإنما حدث به من حفظه وهو عن عائشة

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہما ہے کہ پچھلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے اگر کوئی میری امت میں تم میں کوئی ہے تو وہ عمر بن خطاب ہے

احمد نے کہا اس کو إبراہیم بن سعد نے اپنے باپ کی سند سے اس نے إبي ہریرۃ کی سند سے روایت کیا ہے اور ابن عجلان کہتا تھا سعد نے ابو سلمہ سے اس نے عائشہ سے روایت کیا۔ احمد نے کہا ابو سلمہ کی اپنے باپ سے روایت کتاب سے (محض پڑھی ہوئی روایت) ہے اور یہ مرسل ہے (یعنی ابو سلمہ کا باپ سے سماع نہیں ہوا) اور اس نے اس کو حافظہ سے روایت کیا ہے اور یہ عائشہ سے مروی ہے

کتاب الجامع لعلوم الإمام إحمد۔ علل الحدیث از إبراہیم النحاس میں ابراہیم نے اس روایت کے تحت لکھا

قلت: هذا الحديث كثر الكلام حوله، فقد انتقده الدارقطني في "الإلزامات والتتبع" 165 - 167 وأعله بالإرسال.

قال الحافظ في "الفتح" 7/ 61: كذا قال أصحاب إبراهيم بن سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف، عن أبيه، عن أبي سلمة، وخالفهم ابن وهب، فقال: عن إبراهيم بن سعد بهذا الإسناد، عن أبي سلمة، عن عائشة. قال أبو مسعود: لا

أعلم أحدًا تابع ابن وهب على هذا، والمعروف عن إبراهيم بن سعد أنه عن أبي هريرة لا عن عائشة، وتابعه زكريا بن أبي زائدة، عن إبراهيم بن سعد، وقال محمد بن عجلان، عن سعد بن إبراهيم، عن أبي سلمة، عن عائشة، قال أبو مسعود: وهو مشهور عن ابن عجلان، فكأن أبا سلمة سمعه من عائشة ومن أبي هريرة جميعًا. قلت: وله أصل من حديث عائشة من طريق ابن أبي عتيق عنها.

وأيضًا حكى النووي في "شرح مسلم" انتقاد الدارقطني وسكت عنه

میں إبراهيم النحاس کہتا ہوں اس حدیث کے گرد بہت کلام ہے اس پر دار قطنی نے الإلزامات والتتبع میں نقد و نظر کی ہے اور اس پر مرسل ہونے کی علت کا ذکر کیا ہے اور ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے ایسا ہی اصحاب ابراہیم بن سعد بن ابراہیم نے سند بیان کی ہے کہ اپنے باپ سے وہ ابو سلمہ سے روایت کرتے اور ان کی مخالفت کی ہے ابن وهب نے اور اس نے کہا ابراھیم بن سعد ان اسناد کے ساتھ روایت کیا

عن أبي سلمة، عن عائشة

اور ابو مسعود دمشقی نے کہا ہم نہیں جانتے کسی نے ابن وھب کی متابعت کی ہو اور معروف یہ ہے کہ یہ

عن إبراهيم بن سعد عن أبي هريرة

کی سند سے مروی ہے نہ کہ عائشہ کی سند سے ہے

اور إبراهيم بن سعد کی متابعت کی ہے زکریا بن إبي زائدة نے

اور ابن عجلان نے کہا

عن سعد بن إبراهيم، عن أبي سلمة، عن عائشة

اور ابو مسعود دمشقی نے کہا یہ ابن عجلان کی سند سے مشہور ہے-ابو سلمہ نے اس کو عائشہ اور ابوہریرہ دونوں سے سنا ہو گا

میں إبراہیم النحاس کہتا ہوں اس اصل میں حدیث عائشہ ہے ابن إبی عتیق کی سند سے اور ایسا ہی نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے دارقطنی کی اس حدیث پر تنقید پر سکوت کیا ہے

الإلزامات والتتبع للدارقطنی میں ہے

وأخرج مسلم حديث ابن عجلان عن سعد عن أبي سلمة عن عائشة: كان في الأمم محدثون فإن يكن في أمتي فعمر. وعن أبي الطاهر عن ابن وهب عن إبراهيم بن سعد عن أبيه عن أبي سلمة عن عائشة.

وأخرجه البخاري من حديث إبراهيم بن سعد عن أبيه عن أبي سلمة عن أبي هريرة من حديث زكريا عن سعد مثله.

والمشهور عن إبراهيم عن أبيه عن أبي سلمة: بلغني أن رسول اللّٰه (صلى اللّٰه عليه وسلم) . قال ابن الهاد عن إبراهيم وتابعه جماعة، منهم ابناه سعد ويعقوب وأبو صالح كاتب الليث وغيرهم

امام مسلم نے حدیث بیان کی

ابن عجلان عن سعد عن أبي سلمة عن عائشة

پچھلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے میری امتی کوئی ہے تو وہ عمر ہیں

.اور إبي الطاہر کی سند سے حدیث بیان کی عن ابن وہب عن إبراہیم بن سعد عن إبیہ عن إبی سلمة عن عائشة

اور امام بخاری نے اس حدیث کو

إبراهيم بن سعد عن أبيه عن أبي سلمة عن أبي هريرة

کی سند سے روایت کیا اور زکریا عن سعد کی سند سے بھی بیان کیا اور مشہور یہ ہے کہ یہ

إبراهيم عن أبيه عن أبي سلمة: بلغني أن رسول اللّٰه (صلى اللّٰه عليه وسلم) کی سند سے ہے

ابراہیم نے اپنے باپ سے اس نے ابو سلمة سے روایت کیا کہ اس کو پہنچا ہے رسول اللہ تک

ابن الہاد نے سند بیان کی ہے ابراہیم کی سند سے اور ایک جماعت نے اسی کی متابعت کی ہے جس میں ان کا بیٹا سعد ہے اور یعقوب ہے اور ابو صالح ہے جو کاتب لیث اور اور دیگر

اسی بات کو دار قطنی نے کتاب میں دوسری بار بھی دہرایا

وأخرج البخاري عن يحيى بن قزعة وعن الأويسي عن إبراهيم ابن سعد عن أبيه عن أبي سلمة عن أبي هريرة عن النبي (صلى اللّٰه عليه وسلم) : "كان في الأمم ناس محدثون". قال البخاري وزاد زكريا عن سعد عن أبي سلمة عن أبي هريرة: "من غير أن يكونوا أنبياء".

وقد تابعهما سليمان الهاشمي وأبو مروان العثماني وخالفهم ابن وهب فرواه عن إبراهيم بن سعد عن أبيه عن أبي سلمة عن عائشة رضي اللّٰه عنها.

وأخرج مسلم حديث ابن وهب هذا دون غيره عن إبراهيم، ورواه ابن الهاد ويعقوب وسعد أبناء إبراهيم وأبو صالح كاتب الليث وغيرهم عن إبراهيم ابن سعد عن أبيه عن أبي سلمة قال: بلغني أن رسول اللّٰه (صلى اللّٰه عليه وسلم).

وقال زكريا عن سعد عن أبي سلمة عن أبي هريرة. علقه البخاري وقال محمد بن عجلان عن سعد عن أبي سلمة عن عائشة أخرجة مسلم.

دارقطنی کا مدعا ہے کہ یہ روایت بلغنی سے ہے کہ اِبی سلمة (تابعی) نے اس کو رسول اللہ سے منسوب کیا تھا جو مضبوط راوی ہیں انہوں نے ایسا ہی بیان کیا تھا لیکن ابن عجلان نے اس کو عائشہ کی سند سے بیان کر دیا ہے بعض نے اس کو ابو ہریرہ تک پہنچا دیا -

صحیح بخاری کی روایت کا ترجمہ کیا جاتا ہے

مُحَدَّث یعنی جن پر الہام ہوتا ہے

نبی ﷺ نے فرمایا:

"لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ".

کہ تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔ (بخاری: فضائل اصحاب النبی ﷺ باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

اور صحیح مسلم میں عائشہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے میری امت میں اگر کوئی ایسا شخص ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔ اس حدیث کے راوی ابن وھب نے حدیث میں مذکور محدثون کی تفسیر میں کہا ملھمون (یعنی جن کو الہام کیا جاتا تھا)۔ (کتاب الفضائل۔ باب من فضائل عمر بن الخطاب)

راقم کہتا ہے اس کا ترجمہ یہ درست نہیں ہے اس میں کہا گیا ہے

پچھلی امتوں میں تم سے پہلے محدث تھے اور اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمر ہیں

اس روایت میں عمر کو محدث قرار دیا گیا ہے اور راقم اس کو رد کرتا ہے

راوی کا مدعا عمر کو محدث قرار دینا ہی ہے اسی لئے وہ ساری یہ والا روایت بھی نقل کرتا ہے

بریلوی ترجمہ	اہل حدیث کا ترجمہ
عمر محدث ہیں - یہ صحیح ترجمہ ہے	عمر محدث ہوتے غلط ترجمہ ہے – اسی وجہ سے اہل حدیث فرقہ کی کی جانب سے دو ترجمہ آ رہے ہیں
بے شک تم سے پہلی قوموں میں محدثین ہوا کرتے تھے اور میری امت کے محدث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں https://www.minhaj.org/urdu/tid/34390/حضرت-عمر-فاروق-پیکر-عدل-و-صاحب-بصیرت-مضمون-ڈاکٹر-علی-اکبر-الازہری.html	حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ". قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ سُفْيَانَ قَالَ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مُحَدَّثُونَ يَعْنِي مُفَهَّمُونَ. ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اگلی امتوں میں کچھ ایسے لوگ ہوتے تھے ، جو مُحدّث ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی ایسا ہوا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوں گے http://forum.mohaddis.com/threads/15729.سنن-الترمذی/page-222
	حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ "إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الأُمَمِ مُحَدَّثُونَ وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هَذِهِ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا، اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر بن خطاب ہیں۔ http://www.islamicurdubooks.com/Sahih-Muslim/book.php?page=1&fbookschapters_id=61&sbi=180&bookid=1

عمر محدث تھے کی مثالیں

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثنا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ: جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، أَخْبَرَنَا عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: "وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ، فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ، وَفِي الْحِجَابِ، وَفِي أُسَارَى بَدْرٍ"

عمر نے کہا تین میں میرے رب نے میری موافقت کی – مقام ابراہیم کو قبلہ کریں، عورتوں کو پردے کا حکم، غزوہ بدر کے قیدی

محدثین کا اس روایت پر بھی اعتراض ہے – جامع التحصیل فی إحکام المراسیل از العلائی (المتوفى: 761ھ) میں ہے

جويرية بن أسماء مكثر عن نافع وقد تقدم قول بن عمار الحافظ في حديثه عنه وافقت ربي في ثلاث وإن بينهما فيه رجلا غير مسمى

جویریۃ بن إسماء یہ نافع سے بہت روایت کرتا ہے اور ابن عمار کا قول اس کی حدیث میری رب نے تین باتوں میں میری موافقت پر گزرا ہے کہ جویریۃ بن إسماء اور نافع کے درمیان ایک شخص ہے جس کا نام نہیں لیا گیا

پھر العلائی لکھتے ہیں

فلو أن هذا الحديث عنده عنه لكان يساير ما روى عنه فلما رواه بواسطة بيه وبين شيخه المكثر عنه علم أن هذا الحديث لم يسمعه منه ولا سيما إذا كان ذلك الواسطة رجلا مبهما أو متكلما فيه مثاله حديث اخرجه مسلم من طريق سعيد بن عامر عن جويرية بنت أسماء عن نافع عن ابن عمر عن عمر رضي الله عنه حديث وافقت ربي في ثلاث وقد رواه محمد بن عمر المقدمي عن سعيد بن عامر عن جويرية عن

رجل عن نافع وجويرية مكثر عن نافع جدا فلو كان هذا الحديث عنده لما رواه عن رجل مبهم عنه

جویریۃ بن إسماء جانتا تھا کہ اس کے شیخ نافع اور اس کے درمیان ایک شخص ہے اس نے نافع سے نہیں سنا تھا

علل الأحادیث فی کتاب الصحیح لمسلم بن الحجاج از أَبُو الفَضْلِ ى بنِ الجَارُودِ الجَارُودِیُّ، الهَرَوِیُّ، الشَّهِيْدُ (المتوفى: 317ھ) میں ہے

وَوجدت فِيهِ حَدِيث سعيد بن عَامر عَن جوَيْرِية بن أَسمَاء عَن نَافِع عَن ابْن عمر عَن عمر قَالَ وَافَقت رَبِّي فِي ثَلَاث قَالَ أَبُو الْفضل فوجدت لَهُ عِلّة حَدثنِي مُحَمَّد بن إِسْحَاق بن إِبْرَاهِيم السراج حَدثنَا مُحَمَّد بن إِدْرِيس حَدثنَا مُحَمَّد بن عمر بن عَليّ حَدثنَا سعيد بن عَامر عَن جوَيْرِية عَن رجل عَن نَافِع أَن عمر قَالَ وَافقنِي رَبِّي فِي ثَلَاث فَذكر الحَدِيث وَلم يذكر ابْن عمر فِي إِسْنَاده وَأدْخل بَين جوَيْرِية وَنَافِع رجلا غير مُسَمّى

میں نے حدیث سعید بن عَامر عَن جوَيْرِية بن إِسمَاء عَن نَافِع عَن ابْن عمر عَن عمر کہ میرے رب نے تین میں میری موافق کی میں علت پائی – ابو الفضل نے کہا اس کو روایت کیا مُحَمَّد بن إِسْحَاق بن إِبْرَاهِيم السراج حَدثنَا مُحَمَّد بن إِدْرِيس حَدثنَا مُحَمَّد بن عمر بن عَليّ حَدثنَا سعيد بن عَامر عَن جوَيْرِية عَن رجل عَن نَافِع أَن عمر کی سند سے .... پس سند میں جوَيْرِية اور نَافِع کے درمیان شخص ہے جس کا نام نہیں لیا گیا

الغرض صحیح مسلم کی سند میں مجہول ہے جو اس روایت کو ضعیف بنا دیتی ہے

ازواج النبی کو حجاب کا حکم

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ عمر نے مشورہ دیا کہ امہات المومنین کو پردہ کرایا جائے

حديث نمبر: 4483حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ اللَّهَ فِي ثَلَاثٍ أَوْ وَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلَاثٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوِ اتَّخَذْتَ مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ، قَالَ: وَبَلَغَنِي مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَائِهِ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ، قُلْتُ: إِنِ انْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِنْكُنَّ حَتَّى أَتَيْتُ إِحْدَى نِسَائِهِ، قَالَتْ: يَا عُمَرُ، أَمَا فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ حَتَّى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ سورة التحريم آية 5 الْآيَةَ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ، سَمِعْتُ أَنَسًا، عَنْ عُمَرَ.

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے حمید طویل نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ فرمایا، تین مواقع پر اللہ تعالیٰ کے نازل ہونے والے حکم سے میری رائے نے پہلے ہی موافقت کی یا میرے رب نے تین مواقع پر میری رائے کے موافق حکم نازل فرمایا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ! کیا اچھا ہوتا کہ آپ مقام ابراہیم کو طواف کے بعد نماز پڑھنے کی جگہ بناتے تو بعد میں یہی آیت نازل ہوئی۔ اور میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ! آپ کے گھر میں اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم دے دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب (پردہ کی آیت) نازل فرمائی اور انہوں نے بیان کیا اور مجھے بعض ازواج مطہرات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی کی خبر ملی۔ میں نے ان کے یہاں گیا اور ان سے کہا کہ تم باز آ جاؤ، ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بدل دے گا۔ بعد میں ازواج مطہرات میں سے ایک کے ہاں گیا تو وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ عمر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی ازواج کو اتنی نصیحتیں نہیں کرتے جتنی تم انہیں کرتے رہتے ہو۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی «عسى ربه إن طلقكن أن يبدله أزواجا خيرا منكن مسلمات» کوئی

تعجب نہ ہونا چاہیئے اگر اس نبی کا رب تمہیں طلاق دلا دے اور دوسری مسلمان بیویاں تم سے بہتر بدل دے۔ آخر آیت تک۔ اور ابن ابی مریم نے بیان کیا، انہیں یحییٰ بن ایوب نے خبر دی، ان سے حمید نے بیان کیا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔

سند اس میں حمید الطویل مدلس کا عنعنہ ہے[4]۔ المخلصيات وأجزاء أخرى لأبي طاهر المخلص از محمد بن عبد الرحمٰن بن العباس بن عبد الرحمٰن بن زکریا البغدادی المُخَلِّص (المتوفى: 393ھ) میں ہے

4

امام بخاری کو ظاہر ہے علم تھا کہ سند میں حمید الطویل کا عنعنہ ہے لہذا اس روایت کے ساتھ انہوں نے سند دی ہے

وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ، سَمِعْتُ أَنَسًا، عَنْ عُمَرَ

اس طرح حمید کی تدلیس کا خطرہ ان کے نزدیک ختم ہو گیا ہے

اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ سند میں يحيى بن أيوب الغافقي المصري ہے جس کو ضعیف قرار دیا ہے

أبو حاتم: لا يحتج به. اس سے دلیل مت لینا

وقال النسائي: ليس بالقوي. قوی نہیں ہے

أحمد: سيئ الحفظ. اس کا حافظہ خراب ہے

بخاری نے ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، کی سند سے اس کو بیان کیا ہے

اور ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، نے امام مالک سے یحیی بن ایوب کی کسی روایت کا ذکر کیا تو امام مالک نے کہا کذب ہے یعنی یہ امام مالک کے نزدیک کذاب ہے

سیر الاعلام النبلاء از الذہبی میں ہے

وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثْتُ مَالِكًا بِحَدِيثٍ حَدَّثَنَا بِهِ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْهُ، فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ، فقال: كذب وغیرہ

لہذا اس سند سے سماع ثابت نہیں ہوتا - شارح بخاری شمس الدين البِرْماوي، أبو عبد الله محمد بن عبد الدائم بن موسى النعيمي العسقلاني المصري الشافعي (المتوفى: 831 هـ) کا اللامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح میں کہنا ہے

وإنَّما لم يجعل هذا الإسناد أصلًا لمَا في يَحيَى من سُوءِ حفْظه

حدثنا يحيى بنُ محمدٍ: حدثنا العلاءُ بنُ سالمٍ أبوالحسنِ: حدثنا حفصُ بنُ عمرَ الرازيُّ، عن قرةَ بنِ خالدٍ، عن حميدٍ الطويلِ، عن أنسٍ قالَ: قالَ عمرُ بنُ الخطابِ:وافقتُ ربِّي عزَّ وجلَّ في ثلاثٍ أو وافَقَني في ثلاثٍ، قلتُ: يا رسولَ اللهِ، هذا مقامُ أَبينا إبراهيمَ لو اتخَذْناه مُصلًّى، فنزلتْ: {وَاتَّخِذُواْ مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى} [البقرة: 125] وقلتُ: يا رسولَ اللهِ، لو اتخَذتَ حجاباً، فأَنزلَ اللهُ عزَّ وجلَّ آيةَ الحجابِ، وقلتُ لنسائِهِ: لتُطعْنَ رسولَ اللهِ أو ليُبدلنَّه اللهُ عزَّ وجلَّ أزواجاً خيراً مِنكن، . (1) فأَنزلَ اللهُ عزَّ وجلَّ: {عَسَى رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ} الآيةَ [التحريم: 5]

قالَ ابنُ صاعدٍ: وهذا (2) حديثٌ غريبٌ عن قرةَ، ما سمعْناهُ إلا مِنه.

ابن صاعد نے کہا اس حدیث میں غرابت ہے قرہ سے — یہ ہم نے نہیں سنی سوائے اس سے

اس کی سند میں بھی حمید الطویل مدلس ہیں-

.ولأنَّ ابن أبي مَرْيَم ذكَره مُذاكرةً، أي: على روايةِ (قال)، لا روايةِ (حدَّثنا)

اس سند کو بخاری لائے ہیں اصل میں نہیں (بلکہ شاہد کے طور پر) کیونکہ اس میں یحیی خراب حافظہ والا ہے اور بخاری نے یہ روایت حدثنا سے نہیں لی بلکہ کسی مذاکرے میں ابن ابی مریم نے ذکر کی تھی اس لئے قال کہا ہے

یعنی یہ صحیح کی اصل روایت نہیں تعلیقا ذکر کی گئی ہے

رجال کی کتب میں موجود ہے کہ
قال أبو عبيدة الحداد عن شعبة لم يسمع حميد من أنس إلا أربعة وعشرين حديثا
أبو عبيدة الحداد ، شعبة سے روایت کرتے ہیں کہ حمید نے أنس سے سوائے 24 روایات کے کچھ نہ سنا
جبکہ صحیح بخاری میں حمید کی انس سے پچپن 55 روایات ہیں جن کے متن جدا ہیں لہذا ظاہر ہے کہ امام بخاری نے سو سال پہلے وفات پانے والے بصرہ کے امام شعبہ کی بات نہیں مانی جو انہوں نے اپنے ہم عصر بصرہ کے راوی حمید الطویل پر کہی تھی -

یہ روایت صحیح بخاری کی ہی دوسری روایت سے متصادم ہے جس کے مطابق پردے کا حکم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے بعد آیا کیونکہ بعض لوگ دیر تک بیٹھے رہے۔

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کے حوالے سے کتاب جمل من إنساب الأشراف میں بلاذری نے لکھا ہے

ويقال إنه تزوجها رجوعه من غزاة المريسيع، وكانت المريسيع فِي شعبان سنة خمس. ويقال إنه تزوجها في سنة ثلاث

اور کہا جاتا ہے ان سے نکاح کیا غزوہ مُریسیع سے واپس پر اور غزوہ مُریسیع شعبان سن ۵ ہجری میں ہوا اور کہا جاتا ہے سن 3 ہجری میں کیا

سورہ الاحزاب کی ابتدائی آیات میں ہی پہلے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کا حکم ہے

زینب بنت جحش سے نکاح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی جس میں بعض حضرات زیادہ دیر رہے اور رسول اللہ نے ان کو جانے کا بھی نہیں کہا۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهَذِهِ الآيَةِ: آيَةِ الحِجَابِ " لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتْ مَعَهُ فِي البَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَدَعَا القَوْمَ، فَقَعَدُوا يَتَحَدَّثُونَ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ، وَهُمْ قُعُودٌ يَتَحَدَّثُونَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ} [الأحزاب: 53] إِلَى قَوْلِهِ {مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} [الأحزاب: 53] فَضُرِبَ الحِجَابُ وَقَامَ القَوْمُ

انس بن مالک رضی الله عنہ نے کہا میں آیت حجاب کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں جب زینب بنت جحش کا ولیمہ تھا وہ ان کے ساتھ گھر میں تھیں ، کھانا بنایا گیا لوگوں کو دعوت دی گئی ، وہ بیٹھے اور باتیں کرنے لگے ۔اس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا گھر میں لوگ ہیں پس آپ کو حیا آئی اور آپ چلے گئے اور اللہ نے حجاب کی آیت نازل کی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ سے لے کر قَوْلِهِ {مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} [الأحزاب: 53] تک ، پس حجاب ڈالا گیا اور قوم پھر کھڑی ہوئی

السندی کہتے ہیں کہ زینب رضی اللہ عنہا سے سن 3 ہجری میں نکاح کیا

زينب بنت جحش، أمُّ المؤمنين رضي الله عنها، هي أَسَدِيَّةٌ، تزوَّجها النبيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سنة ثلاث

غزوۃ الأحزاب ، غزوة بنی المصطلق سے پہلے ہوا کیونکہ سن ۵ میں غزوۃ بنی المصطلق ہوا تھا

لہٰذا امہات المومنین کو پردے کے جو احکام سورہ الاحزاب میں دیے گئے وہ سن 3 میں دیے گئے ہیں

یہ متن شاذ ہے جو عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا گیا کہ پردہ کی حکمت ان کے نزدیک یہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نیک و بد آتے ہیں - نیک و بد تو تمام انبیاء کے پاس آئے ہیں اور پردے کا حکم پچھلی امتوں میں نازل نہیں کیا گیا-

مقام ابراہیم کو مصلی کرو

یہ روایت قرآن سے بھی موافقت نہیں رکھتی جس میں سورہ بقرہ میں مدینہ میں بتایا گیا کہ ابراہیم کو حکم دیا گیا تھا

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى

مدینہ سے مکہ جا کر طواف کی ضرورت صلح حدیبیہ تک نہیں ہوئی تھی لہذا یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ عمر نے اس حوالے سے کوئی مشورہ دیا ہو[5]

عمر رضی اللہ عنہ کا یا کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ رسول اللہ کو طاعات کی ادائیگی کے حوالے سے مشورے دیں- مقام ابراہیم کا مطلب ہے کہ امام کعبہ کے سامنے جنوب مغرب میں رخ کرے اور یعقوب کے قبلہ کی طرف نہیں بلکہ کعبہ کی اس دیوار کی طرف رخ کرے جس سے رخ کعبہ کے دروازے یعنی شام مخالف سمت کی طرف ہو جائے- یہ سب تحویل قبلہ کے تناظر میں کہا گیا ہے-جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے جماعت سے نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ فردا فردا نماز ہوتی تھی-مکہ میں ہونے کی وجہ سے کسی بھی جانب سے کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جاتی-اس وقت صرف قبلہ کو لیا جاتا تھا مقام ابراہیم کو مصلی کا حکم نہیں تھا ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

5

مصلی کی تقرری کسی کے مشورے سے نہیں کی جائے گی بلکہ سنت ابراہیم کا اجراء کیا گیا- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ ابن عمر نے ذکر کیا کہ

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ قَمْطَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: {فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا} [البقرة: 144]، قَالَ: «قِبْلَةُ إِبْرَاهِيمَ تَحْتَ الْمِيزَابِ»، يَعْنِي: فِي الْحِجْرِ

ابراہیم کا قبلہ حطیم میں میزاب کے نیچے تھا یعنی حجر (حطیم) میں تھا

اس کی سند صحیح ہے- راقم کہتا ہے اس صورت میں رخ یمن کی طرف ہو جاتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے یروشلم کو قبلہ کبھی نہیں کیا- یہ بھی ممکن ہے کہ مقام ابراہیم اس دور میں حطیم میں ہی رکھا جاتا ہو کیونکہ یہ پتھر (مقام ابراہیم) کب کہاں کہاں رہا اس پر مکمل معلومات موجود نہیں ہیں

پر فرض ہوتا کہ وہ مکہ میں جہاں بھی ہوں مقام ابراہیم پر عین کعبہ کے سامنے پہنچیں نماز پڑھیں اور یہ ممکن نہیں کیونکہ مشرک کعبہ کا مسلسل برہنہ طواف کرتے تھے۔ مقام ابراہیم کو مصلی لینا اسی وقت ممکن ہے جب جماعت سے نماز امام کے تحت ہو۔ آجکل مقام ابراہیم کعبہ سے دور ہے لیکن مورخین کے مطابق دور نبوی میں اس چٹان کو کعبہ کی دیوار سے ملا کر رکھا گیا تھا۔ مقام ابراہیم کو مصلی بنانے کا حکم اصل میں امام کے لئے ہے کہ وہ مقام ابراہیم کے پاس کھڑا ہو گا۔ کعبہ کی اس دیوار کی طرف جہاں پر دروازہ ہے یعنی امام کا منہ جنوب مغرب کے بیچ میں ہو گا، یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اگر اس دیوار کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی تو انہوں نے بیت المقدس کی طرف رخ نہیں کیا بلکہ دوسری سمتوں میں رخ کیا تھا۔ نماز جماعت سے مدینہ میں پڑھی گئی وہاں سے مکہ پہلی بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے وقت آئے اور کعبہ کا طواف کیا اس وقت نماز پڑھی ہو گی لیکن سورہ بقرہ میں یہ بات پہلے سے نازل ہو چکی تھی۔ عمر کے حوالے سے منسوب بات اس وقت صحیح بیٹھتی جب سن ۶ ہجری میں اس پر بحث ہوئی ہو کہ مصلی کہاں گیا جائے اور سورہ بقرہ نازل نہ ہوئی ہوتی۔

سیرت ابن اسحاق، فضائل صحابہ از امام احمد، میں ہے

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ الْمَكِّيُّ عَنْ أَصْحَابِهِ: عَطَاءٍ، وَمُجَاهِدٍ، أَوْ عَمَّنْ رَوَى ذَلِكَ .... قال : فجئت المسجد أريد أن أطوف بالكعبة ، فإذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قائم يصلي ، وكان إذا صلى استقبل الشام ، وجعل الكعبة بينه وبين الشام ، وكان مصلاه بين الركنين : الركن الأسود ، والركن اليماني . قال : فقلت حين رأيته ، والله لو أني استمعت لمحمد الليلة حتى أسمع ما يقول ! قال : فقلت : لئن دنوت منه أستمع منه لأروِّعنه ؛ فجئت من قبل الحجر ، فدخلت تحت ثيابها ، فجعلت أمشي رويدا ، ورسول الله صلى الله عليه وسلم قائم يصلي يقرأ القرآن ، حتى قمت في قبلته مستقبله ، ما بيني وبينه إلا ثياب الكعبة .

قال : فلما سمعت القرآن رق له قلبي ، فبكيت ودخلني الإسلام ، فلم أزل قائما في مكاني ذلك ، حتى قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاته ، ثم انصرف ، وكان إذا انصرف خرج على دار ابن أبي حسين ، وكانت طريقه ، حتى يجزع

المسعى ، ثم يسلك بين دار عباس بن عبدالمطلب ، وبين دار ابن أزهر بن عبد عوف الزهري ، ثم على دار الأخنس بن شريق ، حتى يدخل بيته . وكان مسكنه صلى الله عليه وسلم في الدار الرقطاء ، التي كانت بيدي معاوية بن أبي سفيان .

قال عمر رضي الله عنه : فتبعته حتى إذا دخل بين دار عباس ، ودار ابن أزهر ، أدركته ؛ فلما سمع رسول اله صلى الله عليه وسلم حسي عرفني ، فظن رسول الله صلى الله عليه وسلم أني إنما تبعته لأوذيه فنهمني ، ثم قال : ما جاء بك يا ابن الخطاب هذه الساعة ؟ قال : قلت : جئت لأومن بالله وبرسوله ، وبما جاء من عند الله ؛ قال : فحمد اللهَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم ، ثم قال : قد هداك الله يا عمر ، ثم مسح صدري ، ودعا لي بالثبات ، ثم انصرفت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ودخل رسول الله صلى الله عليه وسلم بيته .

قال ابن إسحاق : والله أعلم أي ذلك كان

عمر ابن الخطاب فرماتے ھیں کہ میں رات کو کعبہ کا طواف کے لئے آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رھے تھے۔ نبی کریم نماز پڑھتے وقت کعبے کو بیچ رکھ کر شام یعنی بیت المقدس کی طرف منہ کیا کرتے تھے تاکہ دونوں کی طرف منہ ھو جائے، آپ رکنِ یمانی اور حجر اسود کے درمیاں کھڑے ھوتے، میں پچھلی طرف سے بیت اللہ کی ساتھ چمٹ کر غلاف کے اندر ھو گیا اور آہستہ چلتے بالکل رسول اللہ کے سامنے آگیا ان کے اور میرے درمیان صرف کعبہ کا غلاف تھا، آپ قرآن (سورہ طہ) پڑھ رھے تھے اور قرآن میرے اندر گھر بناتا جارھا تھا تا آنکہ میں نے سسکنا شروع کر دیا، پھر نبی جب نماز ختم کرکے چلے تو میں بھی نکل کر پیچھے پیچھے چل پڑا، یہاںتک کہ جب آپ عباسؓ اور ابن أزهر بن عبد عوف الزهري کے گھر کے درمیان تھے ، پھر آپ الأخنس بن شريق کے گھر تک پہنچے اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور رسول اللہ کا گھر الدار الرقطاء میں تھا معاویہ کے گھر کے سامنے۔ عمر نے کہا میں نے نبی کا تعاقب کیا یہاں تک کہ دار عبّاس اور دار ازہر کے درمیان داخل ہوا کہ رسول اللہ کو میرا ادرک ہو گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آہٹ کو محسوس کیا وہ جان گئے اور گمان کیا کہ میں ان کا تعاقب ایذا پہچانے کی غرض سے کر رہا ہوں۔ آپ پلٹے اور فرمایا خطاب کے بیٹے تو اس گھڑی یہاں کیا کر رھا ھے؟ میں نے عرض کیا کہ میں اللہ اور اس

کے رسول پر اور جو کچھ وہ اپنے رب سے لائے ھیں یعنی قرآن اس پر ایمان لانے حاضر ھوا ھوں،، آپ نے اللہ کی تعریف کی، الحمد للہ کہا اور فرمایا کہ اے عمر اللہ نے تمہیں ھدایت دے دی ھے میرے سینے پہ ہاتھ پھیر کر مجھے استقامت کی دعا دی، پھر میں رسول اللہ ﷺ سے الگ ھو گیا اور آپ ﷺ اپنے گھر میں داخل ھو گئے[6]

اس کی سند منقطع ہے مجاہد سے لے کر عمر تک سند نہیں ہے

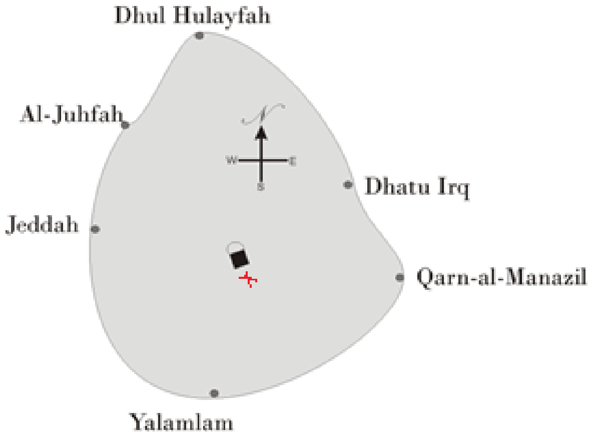

سرخ نشان کا مقام ہے جہاں بمطابق روایت سیرت ابن اسحاق نبی نماز پر کھڑے ہوتے تھے

6
اسی قصہ کو ابن کثیر نے البداية والنهاية میں نقل کر دیا ہے اور سند پر کوئی کلام نہیں کیا ہے - سن 2002 ع میں عبد السلام بن محسن آل عیسی نے دراسة نقدية في المرويات الواردة في شخصية عمر بن الخطاب وسياسته الإدارية رضي الله عنه میں اس کو ضعیف سند کہا ہے جو درست ہے

ان حقائق کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مصلی کے بارے میں سورہ بقرہ سے مدینہ میں معلوم ہوا کیونکہ تحویل قبلہ میں اس کا ذکر کیا گیا کہ ابراہیم کا اصل قبلہ کیا تھا۔اب اسرائیل کے قبلہ کی طرف نہیں بلکہ ابراہیم کے قبلہ اور ان کے مصلی یعنی نماز پڑھنے کے مقام کو لیا جائے، یعنی اللہ تعالی نے حکم دیا کہ اس دیوار کی طرف منہ کر کے امام کھڑا ہو گا جس میں کعبہ کا دروازہ ہے[7]۔

---

[7]

مقام ابراہیم کو مقام ابراہیم اس لئے کہا جاتا تھا کہ اس چٹان پر ان کے پیر کا نشان معجزاتی انداز موجود تھا - روایات اہل بیت بتاتی ہیں کہ یہ نشان اس وقت بنا جب ابراہیم ایک موقعہ پر اسمعیل سے ملنے آئے ان کی بہو ملی اس سے بات ہوئی تو ابراہیم نے زمین پر قدم نہیں رکھا اور کہا میں اسمعیل کے لئے آیا ہوں- بہو نے کہا کہ آپ اگر زمین پر قدم نہیں رکھیں تو کم از کم چٹان پر رکھیں میں یہاں آپ کے پیر دھو دیتی ہوں

اس وقت اللہ کے حکم سے یہ نشان چٹان پر بن گیا تاکہ اسمعیل کے لئے نشانی بن جائے کہ واقعی ابراہیم یہاں تک آئے تھے

اسمعیل سے ملے بغیر ابراہیم واپس چلے گئے- صحیحین میں نہیں ہے لیکن تاریخ طبري میں ہے

انْزِلْ حَتَّى أَغْسِلَ رَأْسَكَ، فَلَمْ يَنْزِلْ، فَجَاءَتْهُ بِالْمَقَامِ فَوَضَعَتْهُ عَنْ شِقِّهِ الأَيْمَنِ، فَوَضَعَ قَدَمَهُ عَلَيْهِ فَبَقِيَ أَثَرُ قَدَمِهِ عَلَيْهِ

اسمعیل کي دوسري بیوي نے ابراہیم سے کہا سواري سے اتریے اور سر دھو لیں لیکن ابراہیم نہ اترے اور مقام تک آئے ہے اس ... پر ان کے قدم کا اثر رہ گیا

صحیح بخاری میں اس حکایت کا کچھ حصہ ہے کہ ابراہیم نے جاتے جاتے کہا اسمعیل کو کہنا چوکھٹ باقی رکھو

فتبارک اللہ احسن الخالقین

سورہ المومنون کی اس آیت پر راویوں نے بیان کیا کہ جب وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرات کی - جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سنا تو انہوں نے بولا : تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ پس یہ عمر کا کہنا تھا اور اللہ تعالی نے آیت میں اضافہ نازل کیا {فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ} [المؤمنون: 14] - مکمل روایت ہے مسند ابو داود طیالسی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: " وَافَقْتُ رَبِّي [ص:47] عَزَّ وَجَلَّ فِي أَرْبَعٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ صَلَّيْتَ خَلْفَ الْمَقَامِ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ {وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى} [البقرة: 125] وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ ضَرَبْتَ عَلَى نِسَائِكَ الْحِجَابَ فَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} [الأحزاب: 53] ، وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ {وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ} [المؤمنون: 12] الْآيَةَ، فَلَمَّا نَزَلَتْ قُلْتُ أَنَا: تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ فَنَزَلَتْ {فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ} [المؤمنون: 14] وَدَخَلْتُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُنَّ: لَتَنْتَهُنَّ أَوْ لَيُبْدِلَنَّهُ اللَّهُ بِأَزْوَاجٍ خَيْرٍ مِنْكُنَّ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ {عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ} [التحريم: 5] الْآيَةَ "

سند میں عَلِيُّ بنُ زَيْدِ بنِ جُدْعَانَ التَّيْمِيُّ ضعیف ہے

جنگ بدر کے قیدی

سورہ انفعال میں ہے

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ

تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (67)

نبی کو نہیں چاہیے کہ اپنے ہاں قیدیوں کو رکھے یہاں تک کہ ملک میں خوب خونریزی کرلے، تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو، اور اللہ آخرت کا ارادہ کرتا ہے، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

لَّوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (68)

اگر اللہ کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو تم نے لیا اس کے بدلے تم پر بڑا عذاب ہوتا۔

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (69)

پس جو مال تمہیں غنیمت میں حلال اور طیب ملا ہے اسے کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ان آیات سے واضح ہے کہ جنگ کے بعد قیدی چھوڑنے تک کافی وقت لگا۔ جنگ بدر ہوئی قیدی جمع ہوئے جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار بھی تھے —قیدیوں میں عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے، نبی کے سب سے بڑے داماد ابو العاص رضی اللہ عنہ زوج زینت بنت النبی بھی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ فدیہ لیا جائے ان سمیت سب کو چھوڑ دیا جائے ۔ لہٰذا مشرکین سے مذاکرات ہوئے ، فدیہ کی قیمت طے کی گئی اور بالاخر قیدیوں کو چھوڑا گیا ۔

دوسری طرف روایات میں ہے کہ اس مسئلہ میں مشورہ لیا گیا اور ابھی کوئی فیصلہ بھی نہیں ہوا تھا کہ آیات نازل ہو گئیں ۔ صحیح مسلم کی منقطع السند روایت روایت اوپر گذر چکی ہے، ایک دوسری روایت صحیح مسلم میں ہے

صحیح مسلم باب بَابُ الْإِمْدَادِ بِالْمَلَائِكَةِ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَإِبَاحَةِ الْغَنَائِمِ میں اور المنتخب من مسند عبد بن حمید میں ہے

أَخبرَنا عُمَرُ بْنُ يونُسَ الْيَمَامِيُّ، قَالَ: ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: ثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ، ح وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي أَبُو زُمَيْلٍ هُوَ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ [ص:1384] نَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ أَلْفٌ، وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا، فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ: «اللهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي، اللهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي، اللهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ»، فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ، مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، حَتَّى سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ مَنْكِبَيْهِ، فَأَتَاهُ أَبُو

بَكْرٍ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ، فَأَلْقَاهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ، وَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ، فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ} [الأنفال: 9] فَأَمَدَّهُ اللهُ بِالْمَلَائِكَةِ، قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ: فَحَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِي أَثَرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَمَامَهُ، إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهُ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُولُ: أَقْدِمْ حَيْزُومُ، فَنَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ فَخَرَّ مُسْتَلْقِيًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ، وَشُقَّ وَجْهُهُ، كَضَرْبَةِ السَّوْطِ [ص:1385] فَاخْضَرَّ ذَلِكَ أَجْمَعُ، فَجَاءَ الْأَنْصَارِيُّ، فَحَدَّثَ بِذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «صَدَقْتَ، ذَلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ»، فَقَتَلُوا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ، وَأَسَرُوا سَبْعِينَ، قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَلَمَّا أَسَرُوا الْأُسَارَى، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ: «مَا تَرَوْنَ فِي هَؤُلَاءِ الْأُسَارَى؟» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا نَبِيَّ اللهِ، هُمْ بَنُو الْعَمِّ وَالْعَشِيرَةِ، أَرَى أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُمْ فِدْيَةً فَتَكُونُ لَنَا قُوَّةً عَلَى الْكُفَّارِ، فَعَسَى اللهُ أَنْ يَهْدِيَهُمْ لِلْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا تَرَى يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟» قُلْتُ: لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، مَا أَرَى الَّذِي رَأَى أَبُو بَكْرٍ، وَلَكِنِّي أَرَى أَنْ تُمَكِّنَّا فَنَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ، فَتُمَكِّنَ عَلِيًّا مِنْ عَقِيلٍ فَيَضْرِبَ عُنُقَهُ، وَتُمَكِّنِّي مِنْ فُلَانٍ نَسِيبًا

لِعُمَرَ، فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَإِنَّ هَؤُلَاءِ أَئِمَّةُ الْكُفْرِ وَصَنَادِيدُهَا، فَهَوِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ، وَلَمْ يَهْوَ مَا قُلْتُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ جِئْتُ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ قَاعِدَيْنِ يَبْكِيَانِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَخْبِرْنِي مِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَبْكِي أَنْتَ وَصَاحِبُكَ؟ فَإِنْ وَجَدْتُ بُكَاءً بَكَيْتُ، وَإِنْ لَمْ أَجِدْ بُكَاءً تَبَاكَيْتُ لِبُكَائِكُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَبْكِي لِلَّذِي عَرَضَ عَلَيَّ أَصْحَابُكَ مِنْ أَخْذِهِمِ الْفِدَاءَ، لَقَدْ عُرِضَ عَلَيَّ عَذَابُهُمْ أَدْنَى مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ - شَجَرَةٍ قَرِيبَةٍ مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ} [الأنفال: 67] إِلَى قَوْلِهِ {فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا} [الأنفال: 69] فَأَحَلَّ اللَّهُ الْغَنِيمَةَ لَهُمْ

ہناد بن سری، ابن مبارک، عکرمہ بن عمار، سماک حنفی، ابن عباس، عمر بن خطاب (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے غزوہ بدر کے دن مشرکین کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ تین سو انیس تھے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قبلہ کی طرف منہ فرما کر اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور اپنے رب سے پکار پکار کر دعا مانگنا شروع کر دی اے اللہ! میرے لئے اپنے کئے ہوئے وعدہ کو پورا فرمایا اے اللہ! اپنے وعدہ کے مطابق عطا فرما اے اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) برابر اپنے رب سے ہاتھ دراز کئے قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چادر مبارک آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شانہ سے گر پڑی پس ابوبکر (رض) آئے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چادر کو اٹھایا اور اسے آپ (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم) کے کندھے پر ڈالا پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیچھے سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے لپٹ گئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ کی اپنے رب سے دعا کافی ہو چکی عنقریب وہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اپنے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرے گا اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی (اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ) 8۔الانفال: 9) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کی کہ میں تمہاری مدد ایک ہزار لگاتار فرشتوں سے کروں گا پس اللہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی فرشتوں کے ذریعہ امداد فرمائی ابوزمیل نے کہا ابن عباس (رض) نے یہ حدیث اس دن بیان کی جب مسلمانوں میں ایک آدمی مشرکین میں سے آدمی کے پیچھے دوڑ رہا تھا جو اس سے آگے تھا اچانک اس نے اوپر سے ایک کوڑے کی ضرب لگنے کی آواز سنی اور یہ بھی سنا کہ کوئی گھوڑ سوار یہ کہہ رہا ہے، اے حیزوم! آگے بڑھ پس اس نے اپنے آگے مشرک کی طرف دیکھا کہ وہ چت گرا پڑا ہے جب اس کی طرف غور سے دیکھا تو اس کا ناک زخم زدہ تھا اور اس کا چہرہ ہچسرہ پھٹ چکا تھا، کوڑے کی ضرب کی طرح اور اس کا پورا جسم بند ہو چکا تھا۔ پس اس پھٹ چکا تھا پس اس انصاری نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ واقعہ بیان کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تو نے سچ کہا یہ مدد تیسرے آسمان سے آئی تھی پس اس دن ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید ہوئے ابوزمیل نے کہا کہ ابن عباس (رض) نے کہا جب قیدیوں کو گرفتار کرلیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ابوبکر وعمر (رض) سے فرمایا تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو ابوبکر نے عرض کیا اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ ہمارے چچازاد اور خاندان کے لوگ ہیں میری رائے یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے فدیہ وصول کرلیں اس سے ہمیں کفار کے خلاف طاقت حاصل ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ اللہ انہیں اسلام لانے کی ہدایت عطا فرما دیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اے ابن خطاب آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں! اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول میری وہ رائے نہیں جو ابوبکر کی رائے ہے بلکہ میری رائے یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انہیں ہمارے

سپرد کردیں تاکہ ہم ان کی گردنیں اڑادیں عقیل کو علی (رض) کے سپرد کریں، وہ اس کی گردن اڑائیں اور فلاں آدمی میرے سپرد کردیں۔ اپنے رشتہ داروں میں سے ایک کا نام لیا تاکہ میں اس کی گردن ماردوں کیونکہ یہ کفر کے پیشوا اور سردار ہیں پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ابوبکر (رض) کی رائے کی طرف مائل ہوئے اور میری رائے کی طرف مائل نہ ہوئے جب آئندہ روز میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ابوبکر (رض) دونوں بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے بتائیں تو سہی کس چیز نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دوست کو رلادیا پس اگر میں روسکا تو میں بھی روں گا اور اگر مجھے رونا نہ آیا تو میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دونوں کے (رونے کی وجہ سے رونے کی صورت ہی اختیار کرلوں گا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

راقم کہتا ہے سند میں عکرمۃ بن عمار ابو عمار العجلی ہے جو مدلس، مختلط ہے۔ بیہقی کا قول ہے

قد اختلفوا في تعديله، غَمَزَهُ يحيى بن سعيد القطان، وأحمد بن حنبل، وضَعّفه البخاري جدًّا (السنن الكبرى: 1/ 135)

یحییٰ القطان اور احمد نے عکرمۃ بن عمار ابو عمار العجلی کی شان کم کی ہے اور امام بخاری نے شدید تضعیف کی ہے

طبرانی میں الگ تفصیل ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ كِسَاءٍ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ سَالِمٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّجَّارُ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ , هَذَا

مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ لَوِ اتَّخَذْنَاهُ مُصَلًّى , فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى} [البقرة: 125] وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ , لَوْ حَجَبْتَ نِسَاءَكَ فَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ , فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ {وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} [الأحزاب: 53] , وَقُلْتُ فِي أُسَارَى بَدْرٍ: اضْرِبْ أَعْنَاقَهُمْ , فَاسْتَشَارَ أَصْحَابَهُ , فَأَشَارُوا عَلَيْهِ بِأَخْذِ الْفِدَاءِ , فَأَنْزَلَ اللَّهُ {مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ} [الأنفال: 67] الْآيَةَ، لَمْ يَرْوِهِ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ إِلَّا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّجَّارِيُّ الرَّازِيُّ الْإِمَامُ تَفَرَّدَ بِهِ الْعَلَاءُ بْنُ سَالِمٍ

انس بن مالک نے کہا عمر نے کہا میرے رب نے تین میں میری موافقت کی میں نے رسول اللہ سے کہا یہ مقام ابراہیم ہے اس کو نماز کی جگہ کریں پس اللہ تعالی نے آیت نازل کی { وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى } [البقرة: 125] اور میں نے رسول اللہ سے کہا آپ کے پاس نیک وبدکار سب آتے ہیں اگر آپ اپنی بیویوں کو پردہ کرا دیں- پس اللہ تعالی نے آیات حجاب نازل کی { وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ } [الأحزاب: 53] اور جنگ بدر کے قیدیوں کے لئے میں نے کہا ان کی گردن اڑا دیں اس پر صحابہ سے مشورہ ہوا تو فدیہ کی بات ہوئی پس اللہ نے آیت نازل کی اللَّهُ { مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ } [الأنفال: 67] الْآيَةَ،

حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ مدلس کا عنعنہ ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ أَبِي نَهْشَلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَضَلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (1) بِأَرْبَعٍ: بِذِكْرِ الْأَسْرَى يَوْمَ بَدْرٍ، أَمَرَ بِقَتْلِهِمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ} [الأنفال: 68] ، وَبِذِكْرِهِ الْحِجَابَ، أَمَرَ نِسَاءَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ، فَقَالَتْ لَهُ زَيْنَبُ: وَإِنَّكَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ عَلَيْنَا فِي بُيُوتِنَا؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} [الأحزاب: 53] وَبِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ: " اللهُمَّ أَيِّدِ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ " وَبِرَأْيِهِ فِي أَبِي بَكْرٍ، كَانَ أَوَّلَ النَّاسِ بَايَعَهُ

سند میں اِبِی نَهْشَلٍ مجہول ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، وَذَكَرَ رَجُلًا، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: اسْتَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فِي الْأُسَارَى يَوْمَ بَدْرٍ

شعیب الأرنؤوط کا کہنا ہے

وہذا إسناد ضعيف لضعف علی بن عاصم وہو ابن صہیب الواسطی

مسند ابن ابی شیبہ اور مسند احمد میں ہے

نا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا تَقُولُونَ فِي هَؤُلَاءِ الْأَسَارَى؟» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَوْمُكَ، وَأَهْلُكَ، فَاسْتَبْقِهِمْ وَاسْتَتِبْهُمْ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ. وَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَذَّبُوكَ، وَأَخْرَجُوكَ، قَدِّمْهُمْ نَضْرِبُ أَعْنَاقَهُمْ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَحِمُكَ. قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ [ص:245]، فَقَالَ نَاسٌ: يَأْخُذُ بِقَوْلِ أَبِي بَكْرٍ، وَقَالَ نَاسٌ: يَأْخُذُ بِقَوْلِ عُمَرَ، وَقَالَ نَاسٌ: يَأْخُذُ بِقَوْلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ. ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ اللَّهَ لَيُلِينَ قُلُوبَ رِجَالٍ فِيهِ حَتَّى تَكُونَ أَلْيَنُ مِنَ اللَّبَنِ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيُشَدِّدُ قُلُوبَ رِجَالٍ فِيهِ حَتَّى تَكُونَ أَشَدَّ مِنَ الْحِجَارَةِ، وَإِنَّ مَثَلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ كَمَثَلِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: {فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ} [إبراهيم: 36] . وَإِنَّ مَثَلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ كَمَثَلِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: {إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} [المائدة: 118] . وَإِنَّ مَثَلَكَ يَا عُمَرُ كَمَثَلِ مُوسَى قَالَ: {رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ} [يونس: 88] . وَإِنَّ مَثَلَكَ يَا عُمَرُ كَمَثَلِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: {رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى [ص:246] الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا} [نوح: 26] . أَنْتُمْ عَالَةٌ فَلَا يَنْفَلِتَنَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَّا بِفِدَاءٍ، أَوْ ضَرْبَةِ عُنُقٍ ". فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا سُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ الْإِسْلَامَ. قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا رَأَيْتُنِي فِي يَوْمٍ أَخْوَفَ أَنْ تَقَعَ عَلَيَّ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ مِنِّي فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ حَتَّى قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِلَّا سُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ» . فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ} [الأنفال: 67] ، إِلَى آخِرِ الثَّلَاثَةِ الْآيَاتِ

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب جنگ بدر ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ قیدیوں کے ساتھ کیا کریں ؟ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں اور گھر والے بھی ان میں ہیں .... ممکن ہے اللہ معاف کرے اور عمر نے کہا یا رسول اللہ انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور شہر سے نکال دیا ہم ان کی گردن اڑا دیتے ہیں اور عبد اللہ بن رواحہ نے کہا یا رسول اللہ رحم کریں پھر لوگ کہنے لگے کہ ہم ابو بکر کا قول لیتے ہیں بعض نے کہا ہم عمر کا قول لیتے ہیں اور بعض کہتے عبد اللہ بن رواحہ کا قول لیتے ہیں .... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے ... پھر آیات نازل ہوئیں

سند منقطع ہے

شعیب الأرنؤوط کا کہنا ہے راوی کا سماع نہیں ہے

إسناده ضعيف لانقطاعه، أبو عبيدة-وهو ابن عبد الله بن مسعود-، لم يسمع من أبيه

یہ متن بھی آیات سورہ انفعال سے مطابقت نہیں رکھتا کیونکہ روایات میں ہے فدیہ کا مشورہ دیا گیا تھا، فدیہ ابھی لیا بھی نہیں گیا تھا کہ آیات نازل ہوئیں، دوسری طرف قرآن کی آیات میں ہے کہ فدیہ لیا جا چکا تھا[8]

موافقت کی مثالیں راویوں نے الگ الگ بیان کی ہیں

8

سنن ترمذی میں ہے
حدثنا أبو عبيدة بن أبي السفر واسمه أحمد بن عبد الله الهمداني الكوفي ومحمود بن غيلان قالا حدثنا أبو داود الحفري حدثنا يحيى بن زكرياء بن أبي زائدة عن سفيان بن سعيد عن هشام عن ابن سيرين عن عبيدة عن علي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن جبرائيل هبط عليه فقال له خيرهم يعني أصحابك في أسارى بدر القتل أو الفداء على أن يقتل منهم قابلا مثلهم قالوا الفداء ويقتل منا

علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جبرائیل علیہ السلام ، نبی کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے صحابہ کو جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں اختیار دے دیجئے کہ خواہ وہ ان کو قتل کر دیں یا فدیہ لے لیں (یعنی مال لے کر ان کو چھوڑیں دیں) لیکن فدیہ لینے کی صورت میں آئندہ سال ان (صحابہ) کے اتنے ہی (یعنی ستر) آدمی مارے جائیں گے ۔ صحابہ نے (اس اختیار کو سن کر) عرض کیا کہ " ہم فدیہ لینے کو اور اپنے ستر آدمیوں کے مارے جانے کو اختیار کرتے ہیں ۔" اس روایت کو امام ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے

یہ متن منکر ہے کیونکہ فدیہ لینا اللہ نے نا پسند کیا ہے تو جبریل خود فدیہ کا حکم کیسے لے آئے ؟

صحیح بخاری	طبرانی اور صحیح مسلم	مسند ابو داود طیالسی
مقام ابراہیم نماز کی جگہ ازواج کا پردہ ازواج کو طلاق کی تنبیہ	قام ابراہیم نماز کی جگہ ازواج کا پردہ جنگ بدر کے قیدی	مقام ابراہیم نماز کی جگہ ازواج کو پردہ فتبارك الله والی آیت کا نزول ازواج کو طلاق کا امکان

شراب کی حرمت

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ، قَالَ: اللهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً. فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ: {يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ} [البقرة: 219] . قَالَ: فَدُعِيَ عُمَرُ، فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اللهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً (حاشیہ میں شافیاً) . فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي سُورَةِ النِّسَاءِ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى} [النساء: 43] ، فَكَانَ مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقَامَ الصَّلَاةَ نَادَى: أَنْ (2) لَا يَقْرَبَنَّ الصَّلَاةَ سَكْرَانُ، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اللهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً. فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَلَمَّا بَلَغَ {فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ} [المائدة: 91] قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: انْتَهَيْنَا، انْتَهَيْنَا

ابو میسرہ نے روایت کیا کہ عمر نے کہا جب شراب کی حرمت نازل ہوئی میں نے کہا اے اللہ واضح کر کہ شراب میں شفاء ہے پس آیت نازل ہوئی جو سورہ بقرہ میں ہے پس عمر کو بلایا گیا اور آیت سنائی گئی - پھر عمر نے کہا اے اللہ واضح کر کہ شراب میں شفاء ہے پس آیت نازل ہوئی جو سورہ النساء میں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کرائی کہ نماز قائم ہو گی کہ نماز کے قریب نہ آئے وہ جو نشہ میں ہو اور عمر کو بلایا اور آیات قرات کیں - پھر عمر نے کہا اے اللہ واضح کر کہ شراب میں شفاء ہے پس آیت نازل ہوئی جو سورہ المائدہ میں ہے عمر کو بلایا گیا اور آیات سنائی گئیں - عمر نے کہا ہم پر مکمل ہوا مکمل ہوا

محقق شعیب نے اس کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ اس کی سند منقطع ہے جس کا انہوں نے ذکر بھی کیا ہے لیکن پھر راوی پر تدلیس کو ہٹا دیا کہ یہ تابعی ہے اور کسی نے اس کی تدلیس کا ذکر نہیں کیا ہے -

وقول أبي زرعة فيما نقله عنه ابن أبي حاتم في " المراسيل " (516) : حديثه عن عمر مرسل، لم يتابعه عليه أحد، فأبو ميسرة تابعي كبير مخضرم، ولم يُعرف بتدليس قط.

ارسال اور تدلیس دونوں میں فرق بھی ہے- ایک ہی دور کا راوی تدلیس کرتا ہے اور یہ نام چھپانا ہے اور یہ جان بوجھ کر کیا جاتا تھا – اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ راوی کی عمر سے ملاقات ہی نہ ہوئی ہو اور ارسال کر رہا ہو یعنی کسی اور سے سنا ہو اور نام عجلت بیان میں نہیں لے رہا - ابو زرعہ کا مدعا یہی ہے کہ اس نے سنا نہیں ہے -

راقم کہتا ہے کہ عمرو بن شرحبیل إبو ميسرة پر امام إبو زرعة کا قول ہے کہ حديثه عن عمر رضي الله عنه مرسل اس کی حدیث عمر سے مرسل ہے- روایت کا متن عجیب ہے عمر ایک ہی سوال اپنے رب سے بار بار کر رہے ہیں اور شراب پر آیات نازل ہو رہی ہیں - بعض نے اس حدیث کو بھی موافقات عمر میں شمار کیا ہے- اس کی سند میں إبی إسحاق مدلس بھی ہے

الغرض یہ روایات صحیح اسناد سے نہیں، متن میں اضطراب ہے اور متن قرآن و تاریخ سے متصادم بھی ہے—اور یہ روایت حدیث ساریہ کی طرح غالی اہل سنت کی روایات ہیں

عمر کو علم کہ ان کے بعد کون خلیفہ ہو گا

سنن إبي داؤد: کِتَابُ السُّنَّةِ (بَابٌ فِي الْخُلَفَاءِ) سنن ابو داؤد: کتاب: سنتوں کا بیان (باب: خلفاء کا بیان) کی روایت ہے کہ نصرانیوں کو علم تھا کہ مسلمان قتال کریں گے اور عمر کو علم تھا کہ عثمان رشتہ داروں کو بھریں گے

4656 . حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيَّ أَخْبَرَهُمْ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ عَنِ الْأَقْرَعِ- مُؤَذِّنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ-، قَالَ: بَعَثَنِي عُمَرُ إِلَى الْأُسْقُفِّ، فَدَعَوْتُهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: وَهَلْ تَجِدُنِي فِي الْكِتَابِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: كَيْفَ تَجِدُنِي؟ قَالَ: أَجِدُكَ قَرْنًا، فَرَفَعَ عَلَيْهِ الدِّرَّةَ، فَقَالَ: قَرْنٌ مَهْ؟ فَقَالَ: قَرْنٌ حَدِيدٌ، أَمِينٌ شَدِيدٌ، قَالَ كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي يَجِيءُ، مِنْ بَعْدِي؟ فَقَالَ: أَجِدُهُ خَلِيفَةً صَالِحًا غَيْرَ أَنَّهُ يُؤْثِرُ قَرَابَتَهُ، قَالَ عُمَرُ: يَرْحَمُ اللَّهُ عُثْمَانَ- ثَلَاثًا-، فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي بَعْدَهُ! قَالَ: أَجِدُهُ صَدَأَ حَدِيدٍ، فَوَضَعَ عُمَرُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ: يَا دَفْرَاهُ! يَا دَفْرَاهُ! فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّهُ خَلِيفَةٌ صَالِحٌ، وَلَكِنَّهُ يُسْتَخْلَفُ حِينَ يُسْتَخْلَفُ, وَالسَّيْفُ مَسْلُولٌ، وَالدَّمُ مُهْرَاقٌ. قَالَ أَبو دَاود الدَّفْرُ: النَّتْنُ .

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مؤذن جناب اقرع رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے عیسائیوں کے مذہبی سردار کے پاس بھیجا۔ میں اسے بلالایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا تم اپنی کتاب میں میرا ذکر پاتے ہو؟ کہا: ہاں۔ پوچھا کیسے؟ کہا: میں پاتا ہوں کہ آپ ایک قرن ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا درہ اس پر بلند کیا اور پوچھا "قرن" سے کیا مراد ہے؟ کہا: بہت سخت فولادی قلعہ،

انتہائی امین۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا جو میرے بعد آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ کہا: وہ ایک صالح خلیفہ ہو گا، صرف اتنا ہو گا کہ وہ اپنے قرابت داروں کو ترجیح دے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، تین بار کہا۔ پھر پوچھا: ان کے بعد جو آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ کہا: میں اسے پاتا ہوں کہ وہ لوہے کا زنگ ہو گا۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا اور کہا: اے بدبودار! اے بدبودار! (کیا کہہ رہے ہو؟) تو اس نے کہا: امیر المؤمنین! یہ صالح خلیفہ ہو گا مگر جب اسے یہ منصب ملے گا تو تلواریں نکلی ہوئی ہوں گی اور خون بہائے جا رہے ہوں گے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ «الدفر» کے معنی ہیں "بدبو"۔

یہ روایت اہل کتاب کی ہے یا نہیں یہ تو بعد کا سوال ہے پہلے اپنے ثقہ مسلمانوں سے تو نمٹ لیں-اس کی سند میں کون ہے؟ مجھول راوی ہے-شعَیب الأرنؤوط کہتے ہیں

إسناده ضعيف، الأقرع مؤذن عمر بن الخطاب –وإن وثقه العجلي وذكره ابن حبان– قال عنه الذهبي في ''الميزان'': لا يُعرف. تفرد عنه شيخ. قلنا: فهو مجهولٌ، ثم إن في متنه نكارة شديدة.

اس کی سند ضعیف ہے الأقرع جو عمر بن خطاب کا موذن ہے اگرچہ اس کو عجلی نے ثقہ کہا ہے جس کا ذکر ابن حبان نے کیا ہے یہ امام الذھبی نے مطابق المیزان، میں ہے: میں اس کو نہیں جانتا...ہم کہتے ہیں یہ مجھول ہے اور اس روایت کے متن میں شدید نکارت ہے

اس کی سند میں عبد اللہ بن شقیق العقیلی کا تفرد ہے جو ثقہ ہیں لیکن ناصبی مشہور ہیں

امام احمد کہتے ہیں وكان يحمل على علي «تهذيب الكمال» 15/(3333). یہ علی پر الزام دھرتے

قال ابن خراش: ثقة كان يبغض عليا ابن خراش کہتے ہیں یہ علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے

یہ روایت تنقیص عثمان و علی پر مبنی ہے۔ حقیقت میں علی نے عثمان سے بڑھ کر رشتہ داروں کو گورنر کیا ہے
-

البانی نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ مجلس علمی دار الدعوۃ (نئی دہلی) کی تحقیق کے ساتھ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی کے ترجمہ کے ساتھ سنن ابو داوود کی اس روایت کو ضعیف الاسناد قرار دیا گیا ہے

اہل حدیث مولوی زبیر علی زئی نے اس کو اسنادہ صحیح قرار دیا ہے اور مجہول اقرع کو ثقہ کہا ہے اور اس طرح اس عثمان دشمن روایت کو صحیح تسلیم کر لیا گیا

٤٦٥٦- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ: حدثنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ أَنَّ سَعِيدَ بنَ إِيَاس الْجُرَيْرِيَّ أخبرَهُمْ عن عَبْدِ

۴۶۵۶-سیدنا عمر بن خطاب ؓ کے مؤذن جناب اقرع ؒ نے بیان کیا کہ حضرت عمر ؓ نے مجھے عیسائیوں کے مذہبی سردار کے پاس بھیجا۔ میں اسے بلالایا۔ حضرت

٤٦٥٥ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٧٦٥، ٢٧٦٦.
٤٦٥٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] ⊛ الأقرع ثقة، وحماد بن سلمة سمع من الجريري قبل اختلاطه.

www.KitaboSunnat.com

الله بنِ شَقِيقِ الْعُقَيْلِيِّ، عن الأَقْرَعِ مُؤَذِّنِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ قالَ: بَعَثَنِي عُمَرُ إِلَى الأُسْقُفِّ فَدَعَوْتُهُ فقَالَ لَهُ عُمَرُ: وَهَلْ تَجِدُنِي في الْكِتابِ؟ قال: نَعَمْ. قال: كَيْفَ تَجِدُنِي؟ قال: أَجِدُكَ قَرْنًا. قال: فَرَفَعَ عَلَيْهِ الدِّرَّةَ. فقالَ: قَرْنٌ مَهْ؟ فقالَ: قَرْنٌ حَدِيدٌ أَمِينٌ شَدِيدٌ. قال: كَيْفَ تَجِدُ

عمر ؓ نے اس سے پوچھا: کیا تم اپنی کتاب میں میرا ذکر پاتے ہو؟ کہا: ہاں۔ پوچھا: کیسے؟ کہا: میں پاتا ہوں کہ آپ ایک قرن ہیں۔ حضرت عمر ؓ نے اپنا درہ اس پر بلند کیا اور پوچھا: ''قرن'' سے کیا مراد ہے؟ کہا: بہت سخت فولادی قلعہ' انتہائی امین۔ حضرت عمر ؓ نے پوچھا: جو میرے بعد آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ کہا: وہ ایک صالح خلیفہ ہوگا' صرف اتنا ہوگا کہ وہ اپنے

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو علم غیب تھا وہ جانتے تھے کہ عثمان اگلے خلیفہ ہوں گے

عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشگی خبر

مسند احمد میں ہے

حدثنا عفان حدثنا همام بن يحيى قال حدثنا قتادة عن سالم ابن أبي الجعد الغَطفاني عن معدان بن أبي طلحة اليعمري: أن عمر بن الخطاب قام على المنبر يوم الجمعة فحمد الله وأثنى عليه، ثم ذكر رسول الله – صلى الله عليه وسلم – وذكر أبا بكر ثم قال: رأيت رؤيا لا أراها إلا لحضور أجلي، رأيتُ كأن ديكاً نقرني نقرتين، قال: وذكر لي أنه ديك أحمر فقصصتها على أسماء بنت عُميس امرأة أبي بكر، فقالت: يقتلك رجل من العجم ... فَخَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَأُصِيبَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ

عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بروز جمعہ کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابو بکر کا ذکر کیا پھر کہا میں نے خواب دیکھا ہے اس کو نہیں دیکھا سوائے اس کے اجل قریب ہو- دیکھا کہ ایک سرخ مرغا ہے جو ٹھونگیں مار رہا ہے اس کا ذکر میں نے اسماء بنت عمیس سے کیا، ابو بکر کی بیوی سے تو انہوں نے کہا تجھ کو ایک عجمی قتل کرے گا... عمر نے جمعہ کو خطبہ دیا اور بدھ کو قتل ہوئے

اس روایت کو روایت پسند علماء نے صحیح کہہ دیا ہے جبکہ یہ معلول ہے – اگر عمر کی وفات کا وقت قریب تھا تو اس وقت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی نہیں تھیں وہ علی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں کیونکہ علی نے (بعد وفات ابو بکر، سن ۱۳ ھ) اسماء سے شادی کر لی تھی –

عمر رضی اللہ عنہ نے ایک غیر محرم عورت سے خواب کی تعبیر کیوں لی جبکہ کبار مہاجرین و انصار مرد حضرات موجود ہیں – سندا اس میں مَعدان بن إبي طَلحۃ اور سالم بن إبي الجعد ہیں اور ان دونوں کی خوبی رفض میں ترقی ہے-

ذکر ابن عساكر أن الوليد بن عبد الملك ضربه وسالم بن أبي الجعد كل واحد مائة جلدة في التَرفُّض

ابن عساکر نے ذکر کیا کہ امیر المومنین الولید نے مَعدان بن اِبی طَلحۃاور سالم بن اِبی الجعد کو رفض کی وجہ سے سو کوڑے لگائے

صحیح بخاری حدیث نمبر: 7218 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قِيلَ لِعُمَرَ : أَلَا تَسْتَخْلِفُ، قَالَ: "إِنْ أَسْتَخْلِفْ، فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ، مِنِّي أَبُو بَكْرٍ، وَإِنْ أَتْرُكْ، فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَثْنَوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: رَاغِبٌ رَاهِبٌ، وَدِدْتُ أَنِّي نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِي وَلَا عَلَيَّ لَا أَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَلَا مَيِّتًا".

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ اپنا خلیفہ کسی کو کیوں نہیں منتخب کر دیتے، آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو خلیفہ منتخب کرتا ہوں (تو اس کی بھی مثال ہے کہ) اس شخص نے اپنا خلیفہ منتخب کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اگر میں اسے مسلمانوں کی رائے پر چھوڑتا ہوں تو (اس کی بھی مثال موجود ہے کہ) اس بزرگ نے (خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں کے لیے) چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر لوگوں نے آپ کی تعریف کی، پھر انہوں نے کہا کہ کوئی تو دل سے میری تعریف کرتا ہے کوئی ڈر کر۔ اب میں تو یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ خلافت کی ذمہ داریوں میں اللہ کے ہاں برابر برابر ہی چھوٹ جاؤں، نہ مجھے کچھ ثواب ملے اور نہ کوئی عذاب میں نے خلافت کا بوجھ اپنی زندگی بھر اٹھایا۔ اب مرنے پر میں اس بار کو نہیں اٹھاؤں گا۔

اہل تشیع کا قول : ائمہ محدث ہیں

الکافی از کلینی میں ہے

(باب)

(طَبقاتِ الْأَنبِياءِ وَالرُّسُلِ وَالْأَئمَّةِ (ع))

١ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيى، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى الْواسِطِيِّ، عَنْ هِشامِ بْنِ سالِمٍ، وَدُرُسْتَ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ، عَنْهُ قالَ: قالَ أَبُوعَبْدِاللهِ عليه السلام: الْأَنْبِياءُ وَالْمُرْسَلُونَ عَلىٰ أَرْبَعِ طَبَقاتٍ: فَنَبِيٌّ مُنَبَّأٌ فِي نَفْسِهِ، لايَعْدُو غَيْرَها وَنَبِيٌّ يَرىٰ فِي النَّوْمِ وَيَسْمَعُ الصَّوْتَ وَلا يُعايِنُهُ فِي الْيَقْظَةِ وَلَمْ يُبْعَثْ إِلىٰ أَحَدٍ وَعَلَيْهِ إِمامٌ مِثْلُ ما كانَ إِبْراهِيمُ عَلىٰ لُوطٍ عليهما السلام وَنَبِيٌّ يَرىٰ فِي مَنامِهِ وَيَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيُعايِنُ الْمَلَكَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلىٰ طائِفَةٍ قَلُّوا أَوْ كَثُرُوا، كَيُونُسَ قالَ اللهُ لِيُونُسَ: «وَأَرْسَلْناهُ إِلىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ» قالَ: يَزِيدُونَ ثَلاثِينَ أَلْفاً وَعَلَيْهِ إِمامٌ وَالَّذِي يَرىٰ فِي نَوْمِهِ وَيَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيُعايِنُ فِي الْيَقْظَةِ وَهُوَ إِمامٌ مِثْلُ أُولِي الْعَزْمِ، وَقَدْ كانَ إِبْراهِيمُ عليه السلام نَبِيّاً وَلَيْسَ بِإِمامٍ حَتّىٰ قالَ اللهُ: إِنِّي جاعِلُكَ لِلنّاسِ إِماماً، قالَ: وَمِنْ ذُرِّيَّتِي، فَقالَ اللهُ: لايَنالُ عَهْدِي الظّالِمِينَ، مَنْ عَبَدَ صَنَماً أَوْ وَثَناً لايَكُونُ إِماماً.

١- فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے انبیاء و مرسلین کے چار طبقے ہیں ایک نبی وہ ہے جس کے نفس کو بذریعہ وحی غیب سے آگاہ کیا گیا ہے۔ دوسرے سے اس کی آگاہی کا تعلق نہیں، یعنی فرشتہ اس پر نہیں آیا، تیسرے وہ ہے جو خواب میں فرشتے کو دیکھتا ہے اس کی آواز سنتا ہے اور جاگتے میں نہیں دیکھتا اور کسی کی طرف مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ اس کا ایک امام ہوتا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام لوطؑ پر امام تھے اور ایک نبی وہ ہے جو خواب میں دیکھتا ہے اور فرشتہ کی آواز سنتا ہے اور اس کو ظاہر بظاہر دیکھتا ہے اور اس کو بھیجا جاتا ہے ایک گروہ کی طرف، کم ہو یا زیادہ کی طرف اور وہ زیادہ سے زیادہ تیس ہزار ہیں اور اس پر بھی امام ہوتا ہے اور چوتھے وہ نبی ہے جو بحالت خواب فرشتے کو دیکھتا ہے اس کا کلام سنتا ہے اس کا وجود بحالت بیداری دیکھتا ہے وہ امام ہوتا ہے جیسے انبیاء اولوالعزم حضرت ابراہیم پہلے نبی تھے امام نہیں تھے پھر خدا نے ان کو امام بنایا انھوں نے کہا اور میری ذریت سے بھی امام بنائیگا۔ فرمایا اس عہدہ امامت کو ظالم نہ پائیں گے۔ یعنی جس نے بت پرستی کی ہو گی وہ امام نہیں ہو گا۔

۳ ○(باب)○

((الفرق بين الرسول والنبي والمحدث))

۱ـ عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر، عن ثعلبة بن ميمون، عن زرارة قال: سألت أباجعفر عليه السلام عن قول الله عز وجل: «وكان رسولا نبيا» ما الرسول وما النبي؟ قال: النبي الذي يرى في منامه ويسمع الصوت ولا يعاين الملك والرسول الذي يسمع الصوت ويرى في المنام ويعاين الملك. قلت: الإمام ما منزلته؟ قال: يسمع الصوت ولا يرى ولا يعاين الملك، ثم تلا هذه الآية: وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي ولا محدث.

۱۔ زرارہ سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ کان رسولا نبیا کے متعلق سوال کیا اور پوچھا کہ نبی و رسول میں کیا فرق ہے فرمایا نبی وہ ہے جو فرشتہ کو خواب میں دیکھتا ہے اس کی آواز سنتا ہے لیکن ظاہر بظاہر حالت بیداری میں نہیں دیکھتا اور رسول وہ ہے جو آواز بھی سنتا ہے اور خواب میں بھی دیکھتا ہے اور ظاہر میں بھی۔ میں نے پوچھا امام کی منزلت کیا ہے فرمایا فرشتہ کی آواز سنتا ہے مگر دیکھتا نہیں، پھر یہ آیت پڑھی اور ہم نے نہیں بھیجے تم سے پہلے نہ رسول اور نہ نبی اور نہ محدث مگر الخ

۳ـ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن الأحول قال: سألت أباجعفر عليه السلام، عن الرسول والنبي والمحدث، قال: الرسول الذي يأتيه جبرئيل قبلا فيراه ويكلمه فهذا الرسول وأما النبي فهو الذي يرى في منامه نحو رؤيا إبراهيم عليه السلام ونحو ما كان رأى رسول الله صلى الله عليه وآله من أسباب النبوة قبل الوحي حتى أتاه جبرئيل عليه السلام من عند الله بالرسالة وكان محمد صلى الله عليه وآله حين جمع له النبوة وجاءته الرسالة من عند الله يجيئه بها جبرئيل ويكلمه بها قبلا[۱] ومن الأنبياء من جمع له النبوة ويرى في منامه ويأتيه الروح ويكلمه ويحدثه، من غير أن يكون يرى في اليقظة وأما المحدث فهو الذي يحدث فيسمع ولا يعاين ولا يرى في منامه.

۳۔ احول سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے رسول و نبی و محدث کا فرق پوچھا۔ فرمایا رسول وہ ہے جس کے پاس جبرئیل آتے ہیں ظاہر بظاہر وہ ان کو دیکھتا ہے اور کلام کرتا ہے یہ ہے رسول، اور وہ نبی ہے جو خواب میں دیکھتا ہے جیسے ابراہیم نے خواب میں دیکھا یا جیسے رسول اللہؐ نے قبل وحی اسباب نبوت کو خواب میں دیکھا پھر ان کے پاس خدا کی طرف سے رسالت لے کر آئے اور جب محمد مصطفٰےؐ پر نبوت و رسالت جمع ہوئیں تو جبرئیل نے ان کے پاس آکر ظاہر بظاہر کلام کیا اور بعض انبیاء ایسے ہیں کہ جب نبوت ان کو ملی تو انھوں نے خواب میں دیکھا اور روح فرشتہ ان کے پاس آیا اور ان سے کلام کیا اور حدیث بیان کی لیکن انھوں نے حالت بیداری میں اس کو نہ دیکھا اور محدث وہ ہے جو ملائکہ سے ہم کلام ہوتا ہے ان کا کلام سنتا ہے لیکن اسے دیکھتا نہیں اور نہ خواب میں نظر آتا ہے۔

اس تفصیل سے یہ جدول بنا

اہل تشیع میں	نفس پر الوحی یا فرشتہ سے کلام کرنا	فرشتہ کو ظاہری دیکھنا	خواب میں فرشتہ دیکھنا اور آواز سننا	مبعوث قوم کیا جاتا	مثال یا وضاحت
نبی/ محدث	✓	x	x	؟	اس کے ساتھ کوئی اور(نبی و امام) نہیں ہوتا
نبی/ امام	✓	x	✓	x	لوط نبی تھے ابراہیم امام تھے
نبی –تعداد ۳۰۰۰۰	✓	✓	✓	✓	ساتھ امام بھی ہوتا ہے
نبی / رسول	✓	✓	✓		نبی خود امام ہوتا ہے جیسے ابراہیم

اس کی دلیل صحیح مسلم میں ہے

حديث:1603و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ وَلَا يَرَى شَيْئًا وَثَمَانَ سِنِينَ يُوحَى إِلَيْهِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا

ترجمہ : اسحاق بن ابراہیم، حنظلی روح حماد بن سلمہ عمار بن ابی عمار حضرت ابن عباس (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مکہ میں پندرہ سال قیام پذیر رہے—سات سالوں تک آپ صرف آواز سنتے اور روشنی دیکھتے رہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی چیز (یعنی فرشتہ یا معجزہ) نہ دیکھا—اس کے بعد مکہ میں صرف آٹھ سال ان پر وحی آئی—آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔

البانی نے مختصر صحیح مسلم میں درست کہا هذه رواية شاذة

اس روایت میں عمار بن ابی عمار نے اپنا رافضی عقیدہ پیش کیا ہے کہ سات سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نچلے درجہ کے ایک نبی تھے جس کا درجہ امام جتنا ہے–اس میں نفس پر الوحی اتی ہے لیکن فرشتہ بیداری میں نہیں دیکھا جا سکتا

سنن الصغیر بیہقی میں ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، فِي جَامِعِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، وَغَيْرِ وَاحِدٍ، قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ بَعْدَ خَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ أَوْ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً» قُلْتُ: وَهَذَا صَحِيحٌ عَلَى مَا رَوَى عَمَّارُ بْنُ أَبِي عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ وَلَا يَرَى شَيْئًا، وَثَمَانِ سِنِينَ يُوحَى إِلَيْهِ، وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا» وَعَلَى مَا رُوِيَ فِي أَشْهَرِ الرِّوَايَاتِ أَنَّ عَلِيًّا قُتِلَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً، فَيَكُونُ إِسْلَامُهُ بَعْدَ سَبْعِ سِنِينَ وَهُوَ بَعْدَ نُزُولِ الْوَحْيِ فَمَكَثَ بَعْدَ الْإِسْلَامِ ثَمَانِيًا وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا وَعَاشَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِينَ سَنَةً، فَيَكُونُ يَوْمَ أَسْلَمَ ابْنَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً كَمَا قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ، وَإِلَى مِثْلِ رِوَايَةِ عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ذَهَبَ الْحَسَنُ وَذَلِكَ فِيمَا

بیہقی نے کہا مشہور ہے کہ علی کا قتل ہوا تو وہ ٦٣ سال کے تھے پس ان کا اسلام لانا سات سال بعد بعثت النبوی ہوا پھر وہ اسلام میں رہے ٨ سال مکہ میں اور ١٠ سال مدینہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ٣٠ سال زندہ رہے پس وہ اسلام لانے کے وقت ١٥ سال کے تھے جیسا حسن بصری کا قول ہے اور عمار کا قول ہے

بیہقی کے حساب کتاب کے مطابق علی بعثت نبوی کے سات سال بعد ایمان لائے۔اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کو نہیں بلکہ روشنی دیکھ رہے تھے آوازیں سن رہے تھے۔اس طرح عمار کے مطابق جب علی بھی میدان میں آ گئے تو نبی محمد سے رسول اللہ بن گئے

شرح اِصول الکافی۔مولی محمد صالح المازندرانی۔ج ٦۔الصفحة ٦٦

http://shiaonlinelibrary.com/الكتب/1179_شرح-اِصول-الكافی-مولی-محمد-صالح-المازندرانی-ج-٦/الصفحة_66

باب أن الأئمة (عليهم السلام) محدثون مفهمون * الأصل:

1 – محمد بن يحيي، عن أحمد بن محمد، عن الحجال، عن القاسم بن محمد، عن عبيد بن زرارة قال: أرسل أبو جعفر (عليه السلام) إلى زرارة أن يعلم الحكم بن عتيبة أن أوصياء محمد عليه وعليهم السلام محدثون.

امام ابو جعفر نے زرارۃ کے پاس بھیجا کہ حکم بن عتیبة جان لے کہ محمد علیہ السلام کے وصی محدث ہیں

محمد، عن أحمد بن محمد، عن ابن محبوب، عن جميل بن صالح، عن زياد بن سوقة، عن الحكم بن عتيبة قال: دخلت على علي بن الحسين (عليهما السلام) يوما فقال: يا حكم هل تدري الآية التي كان علي بن أبي طالب (عليه السلام) يعرف قاتله بها ويعرف بها الأمور العظام التي كان يحدث بها الناس؟ قال الحكم: فقلت في نفسي: قد وقعت على علم من علم علي بن الحسين، أعلم بذلك تلك الأمور العظام، قال: فقلت: لا والله لا أعلم، قال: ثم قلت: الآية تخبرني بها يا ابن رسول الله؟

قال: هو والله قول الله عز ذكره: (وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي (ولا محدث)) وكان علي بن أبي طالب (عليه السلام) محدثا

الحكم بن عتيبة نے کہا علی بن الحسین (علیہما السلام) کے پاس داخل ہوا پوچھا: کیا علی اپنے قاتل کو جانتے تھے؟...
علی بن الحسین (علیہما السلام) نے کہا ان کا ذکر قرآن میں ہے

(وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی (ولا محدث)

اور یہ علی بن ابی طالب ہیں

اسی شرح میں لکھا ہے

:الشرح

قوله (وما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي – ولا محدث –) دل على أن قوله ولا محدث كان من تتمة الآية وهم أسقطوها،

قول وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی –ولا محدث دلالت کرتا ہے کہ محدث کا لفظ آیت میں تھا لیکن وہ سقط ہوا

الغرض اہل سنت کے پوشیدہ رافضی عمار بن ابی عمار نے نبی کو پہلے محدث پھر رسول قرار دیا اور پھر انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو محدث قرار دیا- دوسری طرف اہل تشیع نے علی اور تمام اوصیا یعنی ائمہ کو محدث قرار دیا جو ظاہر کرتا ہے کہ دونوں فرقوں میں غلو شروع سے تھا

اے ساریہ پہاڑ کی طرف جا

چونکہ بحث اس پر چل رہی ہے کہ عمر کو القا ہوتا تھا یا وہ محدث تھے لہذا اس سلسلے کی مشہور روایت کا ذکر مناسب ہے۔

أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللالكائي (المتوفى: 418ھ) کی شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة میں روایت کیا گیا ہے کہ

أنا الْحَسَنُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: أنا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ، قَالَ: نا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ: نا أَبُو عَمْرٍو الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ الْمِصْرِيُّ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ "، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَ جَيْشًا أَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةَ. قَالَ: فَبَيْنَا عُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمًا، قَالَ: فَجَعَلَ يَصِيحُ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: «يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، يَا سَارِيَ الْجَبَلَ» . قَالَ: فَقَدِمَ رَسُولُ الْجَيْشِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: " يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمْنَاهُمْ، فَإِذَا بِصَائِحٍ يَصِيحُ: «يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، يَا سَارِيَ الْجَبَلَ» ، فَأَسْنَدْنَا ظُهُورَنَا بِالْجَبَلِ، فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ ". فَقِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: «إِنَّكَ كُنْتَ تَصِيحُ بِذَلِكَ» قَالَ ابْنُ عَجْلَانَ: وَحَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ بِذَلِكَ

يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ نے محمد بن عجلان سے روایت کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا سالار ایک مرد ساریہ کو بنایا۔ ایک دن خطبہ کے دوران عمر نے یکایک یہ پکارنا شروع کر دیا اے ساریہ پہاڑ - پہاڑ - اس طرح تین مرتبہ کہا۔ پھر اس لشکر کا خبری مدینہ آیا۔ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لشکر کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم لوگ شکست کھا گئے اور اس شکست کی حالت میں تھے

کہ ہم نے یکایک ایک آواز سنی جس نے تین بار کہا کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف رخ کرو۔ ہم نے پشت پہاڑ سے لگا دی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمن کو شکست دیدی۔ لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ ہی تو تھے جو اس طرح چیخے تھے۔ ابن عجلان نے کہا ایسا ہی إِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ نے بھی بیان کیا[9]

محدثین متاخرین کی رائے

فتح الباری کے مولف ابن حجر نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے-زرکشی لکھتے ہیں

وَقد افرد الْحَافِظ قطب الدّين عبد الْكَرِيم الْحلَبِي لهَذَا الحَدِيث جُزْءا ووثق رجال هَذِه الطَّرِيق

حافظ قطب الدین حلبی نے اس اثر پر مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے، جس میں اس واقعہ کے سارے طرق جمع کیے ہیں ،اور اس طریق کے تمام رجال کو ثقہ قرار دیا ہے۔

التذکرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ = اللآلئ المنثورۃ فی الاحادیث المشہورۃ میں سیوطی کہتے ہیں

وألف القطب الحلبي في صحته جزءاً.

9

تخريج روایت : دلائل النبوة للبيهقي،حديث نمبر 2655 میں ، جامع الأحاديث للسيوطي،حرف الياء فسم الافعال،مسند عمر بن الخطاب، حديث نمبر 28657 میں ، الإصابة في معرفة الصحابة،لابن حجر العسقلاني،القسم الأول ،السين بعدها الألف ، ابن الأعرابي في كرامات الأولياء والديرعاقولي في فوائده وأبو عبد الرحمن السلمي في الأربعين وأبو نعيم في الدلائل واللالكائي في السنة ، قال الحافظ ابن حجر في الإصابة: إسناده حسن

قطب الحلبی نے مستقل رسالے میں اس کی صحت کو ثابت کیا ہے۔

صوفیاء کی رائے

یہ روایت پھیلی اور محدثین نے اس کو قبول کیا اور سند کو حسن، جید سب کہہ ڈالا – دوسری طرف اہل طریقت جن کو اہل معرفت بھی کہا جاتا ہے ان متصوفین کے نزدیک روحانی تصرف ہر کسی کے بس کی بات نہیں، جب اللہ چاہتا تو اسباب پیدا فرماتا ہے – جیسا کہ اس اثر سے وضاحت ہوتی ہے – مزید بر اں اس اثر سے صوفیاء کے ہاں ثابت ہوتا ہے کہ بذریعہ کشف، غائب سے رہنمائی مل سکتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صاحب کشف اپنے کشف سے اجتماعی طور پر دوسروں کی رہبری کر سکتا ہے

ابن تیمیہ کی رائے

اولیاء اللہ کو کشف ممکن ہے، یہ موقف آٹھویں صدی کے نام نہاد سلفی محقق ابن تیمیہ کا بھی ہے -کتاب مجموعۃ الرسائل والمسائل میں لکھتے ہیں

وأما المعجزات التي لغير الأنبياء من باب الكشف والعلم فمثل قول عمر في قصة سارية، وأخبار أبي بكر بأن ببطن زوجته أنثى، وأخبار عمر بمن يخرج من ولده فيكون عادلاً. وقصة صاحب موسى في علمه بحال الغلام، والقدرة مثل قصة الذي عنده علم من الكتاب. وقصة أهل الكهف، وقصة مريم، وقصة خالد بن الوليد وسفينة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي مسلم الخولاني، وأشياء يطول شرحها. فإن تعداد هذا مثل المطر. وإنما الغرض التمثيل بالشيء الذي سمعه أكثر الناس. وأما القدرة التي لم تتعلق بفعله فمثل نصر الله لمن ينصره وإهلاكه لمن يشتمه.

اور جہاں تک معجزات غیر انبیاء کے علم و کشف کے باب میں ہے تو اس کی مثال ساریہ کا عمر والا قصہ ہے ــــ ان قصوں کی تعداد اس قدر ہے جیسے بارش

اپنی دوسری کتابوں النبوات، قاعدة عظيمة في الفرق بين عبادات أهل الإسلام والإيمان وعبادات أهل الشرك والنفاق، الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان، منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية میں ابن تیمیہ نے اس کا کئی بار اس قصہ کا ذکر کشف کی دلیل کے طور پر کیا بلکہ دقائق التفسير الجامع لتفسير ابن تيمية میں وضاحت کرتے ہیں

وَعمر رَضِي لما نَادَى يَا سَارِيَة الْجَبَل قَالَ إِن لله جُنُودا يبلغون صوتي وجنود الله هم من الْمَلَائِكَة وَمن صالحي الْجِنّ فجنود الله بلغُوا صَوت عمر إِلَى سَارِيَة وَهُوَ أَنهم نادوه بِمثل صَوت عمر

اور عمر نے جب ساریہ کو پہاڑ کی ندا کی تو کہا اللہ کے لشکر ہیں جو میری آواز لے کر جاتے ہیں اور اللہ کے لشکر فرشتے ہیں اور نیک جنات پس اللہ کے لشکروں نے عمر کی آواز ساریہ تک پہنچائی اور وہ ان کو آواز دیتے تھے عمر کی آواز کی طرح

ابن قیم کی رائے

ابن قیم کتاب میں مدارج السالکین میں لکھتے ہیں

والكشف الرحماني من هذا النوع: هو مثل كشف أبي بكر لما قال لعائشة رضي الله عنهما: إن امرأته حامل بأنثى. وكشف عمر- رضي الله عنه- لما قال: يا سارية الجبل، وأضعاف هذا من كشف أولياء الرحمن

اور کشف رحمانی یہ ہے، جس طرح کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہا کہ ان کی بیوی کو بچی حمل ہے، اور اسی طرح عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کشف جب کہ انہیوں نے یا ساریۃ الجبل کہا تھا یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف دھیان دو، تو یہ اللہ رحمٰن کے اولیاء کے کشف میں سے ہے۔

البانی کی رائے

محمد بن عجلان نے یہ روایت یاس بن معاویہ بن قرۃ سے بھی سماعت کی ہے۔ لالکائی کی شرح اِصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ میں ایک مقام پر ہے قَالَ ابْنُ عَجْلَانَ: وَحَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ بِذَلِكَ – ابن عجلان نے کہا اس اثر کو إِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ نے بھی ایسا ہی روایت کیا – اس بنا پر اس کو ابن عجلان کے طرق سے البانی نے ساریہ والی روایت کو صحیح قرار دیا – البانی نے تحقيق الآيات البينات في عدم سماع الأموات (ص: 112) میں اس اثر کی سند کو جید حسن کہا اور سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها (3/ 101-104) میں اس پر طویل گفتگو کی ہے، اور اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ یہ واقعہ صرف ابن عجلان کی سند سے صحیح ہے

قلت: .... فتبين مما تقدم أنه لا يصح شيء من هذه الطرق إلا طريق ابن عجلان وليس فيه إلامناداة عمر " يا سارية الجبل " وسماع الجيش لندائه وانتصاره بسببه.ومما لا شك فيه أن النداء المذكور إنما كان إلهاما من الله تعالى لعمر وليس ذلك بغريب عنه، فأنه " محدث " كما ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم ولكن ليس فيه أن عمر كشف له حال الجيش، وأنه رآهم رأي العين

میں البانی کہتا ہوں : پس کے واضح ہوا کہ اس سلسلے میں ایک ہی طرق صحیح ہے جو ابن عجلان کی سند سے ہے اور اس میں عمر کی پکار کا ذکر ہے کہ یا ساریۃ الجبل اور لشکر کا اس آواز کو سننا اور اس کے سبب مدد پانا تو اس میں شک نہیں کہ یہ الہام میں سے ہے جو اللہ تعالی نے عمر کو کیا اور اس میں کوئی عجیب بات بھی نہیں کیونکہ وہ محدث ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس میں یہ نہیں ہے کہ عمر پر لشکر کا حال کشف ہوا اور انہوں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا

ڈاکٹر عثمانی کی رائے

سن ۱۹۸۰ کی دہائی میں رجل مومن ڈاکٹر عثمانی رحمہ اللہ علیہ نے ایک ضعیف روایت یا ساریہ کا کتاب مزار یا میلے میں رد کیا

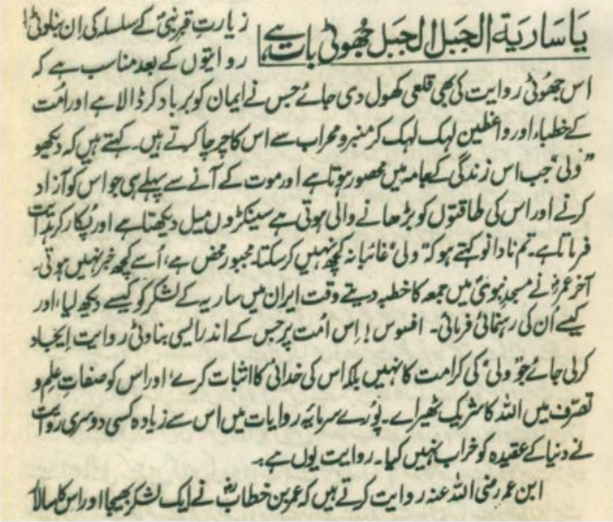

یَاسَارِیَۃَ الجَبَل الجَبَل جھوٹی بات ہے

زیارتِ قبرِ نبیؐ کے سلسلہ کی ان بناوٹی روایتوں کے بعد مناسب ہے کہ اس جھوٹی روایت کی بھی قلعی کھول دی جائے جس نے ایمان کو برباد کر ڈالا ہے اور امت کے خطباء اور واعظین لہک لہک کر منبر و محراب سے اس کا چرچا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیکھو "ولی" جب اس زندگی کے جامہ میں محصور ہوتا ہے اور موت کے آنے سے پہلے ہی جو اس کو آزاد کرنے اور اس کی طاقتوں کو بڑھانے والی ہوتی ہے سینکڑوں میل دیکھتا ہے اور پکار کر ہدایت فرماتا ہے۔ تم نادانو کہتے ہو کہ "ولی" غائبانہ کچھ نہیں کر سکتا۔ مجبور محض ہے، اُسے کچھ خبر نہیں ہوتی۔ آخر عمرؓ نے مسجدِ نبویؐ میں جمعہ کا خطبہ دیتے وقت ایران میں ساریہ کے لشکر کو کیسے دیکھ لیا، اور کیسے اُن کی رہنمائی فرمائی۔ افسوس! اِس اُمت پر جس کے اندر ایسی بناوٹی روایت ایجاد کر لی جائے جو "ولی" کی کرامت کا نہیں بلکہ اس کی خدائی کا اثبات کرے، اور اس کو صفاتِ علم و تصرف میں اللہ کا شریک ٹھیرائے۔ پورے سرمایۂ روایات میں اس سے زیادہ کسی دوسری روایت نے دنیا کے عقیدہ کو خراب نہیں کیا۔ روایت یوں ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا سالا

ساریہ کو بنایا۔ ایک دن جمعہ کے خطبہ میں انہوں نے یکایک یہ پکارنا شروع کر دیا۔ "اے ساریہ پہاڑ۔ پہاڑ"۔ اس طرح تین مرتبہ کہا۔ پھر اس لشکر کا پیغامبر مدینہ آیا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے لشکر کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اے امیرالمومنین ہم لوگ شکست کھا گئے اور اس شکست کی حالت میں تھے کہ ہم نے یکایک ایک آواز سنی جس نے تین بار اے ساریہ پہاڑ۔ پہاڑ (کی طرف رُخ کرو) کی تکرار کی۔ پس ہم نے اپنی پیٹھ پہاڑ سے لگا دی اور اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمن کو ہزیمت دیدی۔ لوگوں نے کہا کہ اے امیرالمومنین آپ ہی تو تھے جو اس طرح چیخے تھے۔ (رواہ البیہقی۔ مشکوٰۃ۔ صہ ۵۴۶)

اس روایت کی علتیں

(۱) صحاحِ ستّہ والوں ہی نے نہیں بلکہ چار سو برس تک کسی حدیث کے جمع کرنے والے نے اس روایت کا تذکرہ نہیں کیا اس سے پہلے صرف واقدی کذّاب نے اس کو اپنی جھوٹی تاریخ (مغازی) میں لکھا تھا۔ پانچویں صدی ہجری میں بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوت" میں اس کا ذکر کیا اور پھر ابن مردویہ نے۔ یہ روایت دو سندوں سے آئی ہے۔

(۱) عن ابن وھب عن یحییٰ بن ایوب عن ابن عجلان عن نافع عن ابن عمرؓ.....

ابن عجلان راوی نافع سے روایت کرتا ہے اور اس محمد بن عجلان کے بارے میں امام عقیلی کہتے کہ یہ نافع کی روایتوں میں اضطراب کا شکار رہتا ہے (کبھی ایک بات کہتا ہے کبھی دوسری اور یہاں نافع ہی سے روایت کر رہا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ صہ ۳۴۲)۔ امام بخاری نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے (خلاصہ تذہیب الکمال للخزرجی صہ ۲۹) یحییٰ القطان کہتے ہیں کہ نافع سے روایت میں یہ مضطرب ہے (میزان الاعتدال جلد ۳ صہ ۱۰۲) امام مالک کہتے ہیں کہ ابن عجلان حدیث کے معاملات کا جاننے والا عالم نہیں تھا۔ (میزان جلد ۳ صہ ۱۰۲)

ابن عجلان کا شاگرد یحییٰ بن ایوب غافقی المصری بھی جو اس روایت کا ایک فرد ہے سخت ضعیف راوی ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں کہ اس کی حدیث لکھی تو جا سکتی ہے مگر اس سے حجت لانا روا نہیں۔ امام نسائی کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں ہے۔ ابن سعد کا کہنا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ الدارقطنی کہتے ہیں کہ اس کی بعض روایتوں میں اضطراب ہے۔ اور وہ منکر روایت بیان کرتا ہے۔ اسماعیلی کہتے ہیں کہ اس کی روایات حجت نہیں۔ امام احمد کا قول ہے کہ وہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ جب وہ اپنے حافظہ سے روایت بیان کرتا ہے تو غلط روایت

کرتا ہے۔ عقیلی نے اس کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔
(تہذیب التہذیب جلد ۱۱ صہ ۱۸۷ و میزان الاعتدال جلد ۳ صہ ۲۸۲)

اِس سند پر نگاہ ڈالئے اور فیصلہ کیجئے کہ کیا اس روایت کو انسانوں کے ایمانوں پر تاخت و تاراج کے لئے کھلا چھوڑا جا سکتا ہے؟

(۲) دوسری سند یوں ہے، عن ابی بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ قال حدثنا عبداللہ بن اسحٰق بن ابراھیم اخبرنا جعفر الصائغ حدثنا حسین بن محمد الروذی اخبرنا فرات بن السائب عن میمون بن مھران عن ابن عمر عن ابیہ ..... الخ

اس روایت میں فرات بن السائب راوی، جو میمون بن مہران کا شاگرد ہے، جھوٹا اور روایت گھڑنے والا تھا۔ امام بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث تھا۔ محدثین نے اسے چھوڑ دیا (التاریخ الکبیر جلد ۴ صہ ۱۳۰) یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ اُس کی کچھ حیثیت نہیں۔ الدارقطنی متروک کہتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ وہ محمد بن زیاد بن الطحان کی طرح ہے اور اس پر بھی میمون بن مہران سے روایت کرنے میں وہی تہمتیں ہیں جو محمد بن زیاد پر ہیں اور اس محمد بن زیاد کو امام احمد کاذب کہتے ہیں۔ ابن المدینی کہتے ہیں کہ میں نے جو کچھ اس سے حاصل کیا تھا اُس کو میں نے پھینک دیا۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ وہ جھوٹ بولتا تھا۔ الدارقطنی کہتے ہیں کہ وہ کذّاب تھا۔ (لسان المیزان جلد ۴ صہ ۴۳۱-۴۳۳ و میزان الاعتدال جلد ۲ صہ ۳۲۵ و جلد ۳ صہ ۴۰)

اس روایت کی ان سندوں کو دیکھئے اور ایمان کی مظلومی پر آنسو بہائیے۔ یہ بات بھی نہ بھولیئے گا کہ یہ مسجد نبوی کے جمعہ کے خطبہ کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے جیسے ابن مردویہ نے صراحت کی ہے خلیفہ دوم کے زمانے کے خطبہ جمعہ کی حاضری کا خیال کیجئے۔ پھر دیکھئے کہ اس روایت کو اس بھرے مجمع میں سے صرف عبداللہ بن عمرؓ روایت کرنے والے ہیں اور کسی دوسرے صحابی یا تابعی نے اس کو بالکل یاد نہ رکھا۔ کیا یہ بھی ایک ثبوت نہیں کہ یہ روایت گھڑی ہوئی بناوٹی ہے اور عمرؓ سے کرامت کی نہیں الوہیت کی صفاتِ علم و تصرّف کو منسوب کرتی ہے اللہ گواہ ہے کہ بیہقی نے دلائل النبوت" نامی کتاب لکھ کر اُمت پر سخت ستم ڈھایا ہے۔ بے حساب جھوٹی روایتوں کو انہوں نے تنقید کے بغیر چھوڑ دیا ہے اور یہ روایتیں شرک کا اصلی سبب بنی ہیں اور آج اس کا خمیازہ دُنیا والوں کو اللہ کے عذاب کی شکل میں بھگتنا پڑ رہا ہے۔ بیہقی کے بعد مشکوٰۃ کے مصنف نے اس کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اپنی کتاب میں گھڑی ہوئی جھوٹی روایتوں پر روایتیں لاتے چلے گئے ہیں اور کبھی یہ زحمت گوارہ نہ کی کہ ان کی حیثیت سے امت کو باخبر کر دیتے۔ سوال کیا جا سکتا ہے کہ ایسا کیوں کیا گیا تو جواب یہ ہے کہ تصوف کی ایجاد کے بعد سچ و جھوٹ کی تمیز اُٹھ گئی اور نام نہاد علماء اور زہاد حدیث کے میدان میں بھی : ترجمہ اور امام مسلم کے صحیح مسلم کے مقدمہ کے بیان کے بموجب جھوٹ ان کی زبانوں پر بے ساختہ رواں ہو گیا۔

زبیر علی زئی کی رائے

سن ۱۹۹۰ کی دہائی میں اہل حدیث عالم زبیر علی زئی میں بھی ہمت پیدا ہوئی کہ اس اثر کا رد کر سکیں

یا ساریةُ الجبلَ والی روایت کی تحقیق

سوال کیا یا ساریۃ الجبل والی روایت صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو مفہوم واضح کریں اور اگر ضعیف ہے تو وجہ ضعف بیان کردیں۔ جزاکم اللہ خیراً

(ڈاکٹر محمد شفیق چوہدری، راولپنڈی)

الجواب اس سلسلے میں راقم الحروف کا ایک تفصیلی مضمون "ہفت روزہ الاعتصام لاہور" (ج ۴۳ شمارہ ۴۵، ۸ نومبر ۱۹۹۱ء) میں شائع ہوا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ یا ساریۃ الجبل والا قصہ بلحاظ سند صحیح ثابت نہیں ہے۔ اس کی سندوں کی بحث مختصراً درج ذیل ہے:

① ابن عجلان عن نافع عن ابن عمر۔ الخ (دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۳۷۰)

اس کی سند ابن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

محمد بن عجلان مدلس ہیں۔ (طبقات المدلسین تحقیقی ۳/۹۸ ص ۶۰) اور عن سے روایت کررہے ہیں۔ اصول حدیث میں یہ مقرر ہے کہ غیر صحیحین میں مدلس کا عنعنہ صحت حدیث کے لیے قادح ہے۔ یعنی مدلس راوی کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

(دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح ص ۹۹)

② ایاس بن معاویہ بن قرۃ کی مرسل روایت (دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۳۷۰)

مرسل روایت جمہور محققین کے نزدیک مردود ہوتی ہے۔ (دیکھئے الفیۃ العراقی: ۱۲۳ ص ۴۸)

③ ایوب بن خوط عن عبدالرحمان السراج عن نافع، الخ [الفوائد لأبی بکر بن خلاد (۱/۲۱۵/۲ قلمی) بحوالہ السلسلۃ الصحیحۃ (۳/۱۰۱ ح ۱۱۱۰)] اس کا راوی ایوب بن خوط متروک ہے۔ [التقریب: ۶۱۲]

④ فرات بن السائب عن میمون بن مہران عن ابن عمر، الخ (اسد الغابۃ: ۲/۳۳۳)

فرات بن السائب متروک و سخت مجروح ہے۔ [دیکھئے میزان الاعتدال ۳/۳۴۱ و کتب المجروحین]

⑤ الواقدی عن شیوخہ (البدایہ والنہایہ ۷/۱۳۵، ۱۱۱ صابہ ۲/۳)

واقدی مشہور کذاب اور متروک راوی ہے۔ (دیکھئے تہذیب التہذیب ۹/۳۲۳_۳۲۶)

⑥ سیف بن عمر عن شیوخہ (البدایہ والنہایہ ۷/۱۳۲)

سیف مشہور متروک الحدیث اور زندیق ہے۔ (تہذیب التہذیب ۴/۲۵۹، ۲۶۰)

⑦ هشام بن محمد بن مخلد بن مطر عن أبي توبة عن محمد بن مهاجر عن أبي بلج علي بن عبدالله الخ (السنۃ للالکائی ۷/۱۳۰، ۱۳۱)

اس میں ہشام اور ابو بلج کے حالات نامعلوم ہیں یعنی دونوں مجہول ہیں۔

⑧ لالكائي عن مالك عن نافع عن ابن عمر

[البدایہ والنہایہ ۷/۱۳۵، و کرامات اللالکائی: ۳/۶۷ دوسرا نسخہ: ۶۷]

اس کے راوی عمرو بن الازہر کے بارے میں امام دارقطنی نے فرمایا: کذاب (الضعفاء والمتروکون: ۳۹۵) ابن حبان نے اسے حدیثیں گھڑنے والا قرار دیا۔ دیکھئے المجروحین (۲/۷۸) لہٰذا یہ سند موضوع ہے۔ خود حافظ ابن کثیر نے کہا: "وفي صحته من حديث مالك نظر" اور اس کی صحت میں نظر ہے۔ (البدایہ ۷/۱۳۵)

اس قصے کی دیگر سندیں بھی مردود ہیں لہٰذا یہ کہنا کہ یہ ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں غلط ہے۔

اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ واقعہ اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف و ناقابل اعتماد ہے۔ لہٰذا اسے کسی متاخر امام یا عالم کا صحیح قرار دینا اصول حدیث کی رو سے غلط ہے۔ جو لوگ اسے صحیح سمجھتے ہیں انھیں چاہئے کہ اصول حدیث کی روشنی میں اس واقعہ کا صحیح ہونا ثابت کریں۔ [الحدیث: ۴۰]

وہابیوں کی رائے

تقریباً تمام معروف وہابی علماء اس اثر کو صحیح قرار دیتے ہیں

محمد بن صالح العثيمين اس اثر کو مشہور قرار ہے اور اولیاء اللہ کی کرامت قرار دیا

https://www.youtube.com/watch?v=N6k1EtknPE0

السؤال: ما حكم الشرع فيما يروى أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه رأى سارية , وهو يخطب على المنبر في المعركة في موقف حرج مع الأعداء, فقال له: يا سارية الجبل! هل هذه القصة حقيقة حدثت, أم من الخيال؟ الجواب: هذه القصة مشهورة عن أمير المؤمنين عمر رضي الله عنه أنه كان يخطب الناس يوم الجمعة على منبر النبي صلى الله عليه وسلم, وكان سارية بن زنيم رضي الله تعالى عنه قائداً لإحدى السرايا في العراق, فحصر الرجل, فأطلع الله تعالى أمير المؤمنين عمر على ما أصابه, فخاطبه عمر من المنبر, وقال له: يا سارية ! الجبل, يعني: اصعد الجبل أو لذ بالجبل أو ما أشبه ذلك من التقديرات, فسمعه سارية فاعتصم بالجبل فسلم, ومثل هذه الحادثة تعد من كرامات الأولياء, فإن للأولياء كرامات يجريها الله تعالى على أيديهم تثبيتاً لهم ونصرة للحق, وهي موجودة فيما سلف من الأمم وفي هذه الأمة, ولا تزال باقية إلى يوم القيامة, وهي أمر خارق للعادة يظهره الله تعالى على يد الولي تثبيتاً له وتأييداً للحق, ولكن يجب علينا الحذر من أن يلتبس علينا ذلك بالأحوال الشيطانية من السحر والشعوذة وما أشبهها؛ لأن هذه الكرامات لا تكون إلا على يد أولياء الله, وأولياء الله عز وجل هم المؤمنون المتقون؛ قال الله عز وجل: أَلا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُونَ [يونس:62] قال شيخ الإسلام رحمه الله أخذاً من هذه الآية: من كان مؤمناً تقياً كان لله ولياً, وليست الولاية بتطويل المسبحة, وتوسيع الكم, وتكبير العمامة, والنمنمة, والهمهمة, وإنما الولاية بالإيمان والتقوى, فيقاس المرء بإيمانه وتقواه لا بهمهمته ودعواه. بل إني أقول: إن من ادعى الولاية فقد خالف الولاية؛ لأن دعوى الولاية معناه تزكية النفس, وتزكية النفس معصية لله عز وجل, والمعصية تنافي التقوى؛ قال الله تعالى: هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُمْ مِنَ الأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ فَلا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى [النجم:32]، ولا نعلم أحداً من أولياء الله المؤمنين المتقين قال للناس: إني أنا ولي, فاجتمعوا إلي, وخذوا من بركاتي ودعواتي وما أشبه ذلك, لا نعلم هذا إلا عن الدجالين الكذابين

الذين يموهون على عباد الله ويستخدمون شياطين الجن للوصول إلى مآربهم. وإن نصيحتي لأمثال هؤلاء أن يتقوا الله عز وجل في أنفسهم وفي عباد الله, ونصيحتي لعباد الله أن لا يغتروا بهؤلاء وأمثالهم.

دائمی کمیٹی کافتوی

سعودی دائمی کیمٹی کے پانچ علماء کا متفقہ فتوی ہے

فتاوی اللجنۃ الدائمۃ الجزء رقم : 26، الصفحۃ رقم 41 پر

تصفح برقم المجلد > المجموعة الأولى > المجلد السادس والعشرون (كتاب الجامع 3) > السيرة > قول عمر رضي الله عنه يا سارية الجبل

الفتوى رقم (17021)س: جاء محاضر إلى مدرستنا، وكانت المحاضرة عن كرامات الأولياء والصالحين ، وقال في محاضرته: كان عمر بن الخطاب يخطب على المنبر، فنادى السارية التي أرسلها للحرب، فقال: (يا سارية الجبل) فسمعت السارية كلامه فانزاحت إلى الجبل. علمًا بأن بينهما مسافة بعيدة، هل هذه الرواية صحيحة أم خطأ، وهل هي من الكرامات؟

ج : هذا الأثر صحيح عن عمر رضي الله عنه، ولفظه: أن عمر رضي الله عنه، بعث سرية فاستعمل عليهم رجلاً يدعى سارية ، قال: فبينا عمر يخطب الناس يومًا قال: فجعل يصيح وهو على المنبر: يا سارية الجبل، يا سارية الجبل، قال فقدم رسول الجيش، فسأله فقال: يا أمير المؤمنين لقينا عدونا فهزمنا، فإذا بصائح يصيح: يا سارية الجبل، فأسندنا ظهورنا بالجبل فهزمهم الله.

رواه أحمد في (فضائل الصحابة)، وأبو نعيم في (دلائل النبوة) والضياء في (المنتقى من مسموعاته) وابن عساكر في (تاريخه) والبيهقي في (دلائل النبوة) وابن حجر في (الإصابة) وحسن إسناده، ومن قبله ابن كثير في (تاريخه) قال: إسناد جيد حسن، والهيثمي في (الصواعق المحرقة) حسن إسناده أيضًا — وهذا إلهام من الله سبحانه، وكرامة لعمر رضي الله عنه، وهو المحدث الملهم، كما ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم، وليس في الأثر أنه رضي الله عنه كشف له عن الجيش وأنه رآه رأي العين إلى غير ذلك من الروايات الضعيفة التي يتعلق بها غلاة المتصوفة في الكشف، واطلاع المخلوقين على الغيب، وهذا باطل؛ لأن الاطلاع على الغيب من صفات الله سبحانه وتعالى، وما ذكر في السؤال أعلاه من أن عمر رضي الله عنه نادى السارية التي أرسلها للحرب فسمعت السارية كلامه فانزاحت للجبل، فهذا جهل في معنى الحديث.وبالله التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

سوال: ہمارے مدرسے میں کرامت اولیاء پر تقریر ہوئی اس میں مقرر نے اثر بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا قول یا ساریہ پہاڑ جنگ کے دوران ...اور عمر اور ساریہ میں مسافت بہت دور تھی تو کیا یہ روایت صحیح ہے یا غلطی ہوئی یا یہ کرامت ہے؟

جواب: یہ اثر صحیح ہے عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اور اس کے الفاظ ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سریہ بھیجا اس پر سالار ایک مرد کو کیا جس کا نام ساریہ تھا-اور عمر اس دوران کہ وہ خطبہ دے رہے تھے ایک دن وہ چیخے اور وہ منبر پر تھے اے ساریہ پہاڑ، اے ساریہ پہاڑ—پس جب لشکر کا خبری آیا اس سے سوال ہوا—اس نے کہا امیر المومنین ہمارے دشمن نے ہم کو شکست دی یہاں تک کہ ہم نے ایک چیخ سنی کہ اے ساریہ پہاڑ پس ہم نے اپنی پیٹھ اس کے ساتھ کر دی اور اللہ نے دشمن کو شکست دی—اس کو احمد نے، ابو نعیم نے الضیاء نے ابن عساکر نے بیہقی نے ابن حجر نے روایت کیا ہے—ابن حجر نے اس کو حسن قرار دیا ہے اور ان سے قبل ابن کثیر نے تاریخ میں اسکو اسناد جید حسن کہا ہے اور ہیثمی نے بھی اسناد حسن کہا ہے اور یہ اللہ تعالی کا الہام تھا اور عمر کی کرامت تھی اور وہ الہام پانے والوں میں تھے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے—اور اس اثر میں یہ نہیں ہے کہ لشکر کا کشف ان پر اس طرح ہوا کہ وہ آنکھ سے دیکھ رہے تھے جو ضعیف روایات میں ہے جو کشف کے سلسلے میں غالی صوفیوں نے اس میں متعلق کر دی ہیں-اور مخلوق کی خبر غیب میں سے ہے اور یہ باطل ہے کیونکہ غیب کی خبر پانا اللہ کی صفات میں سے ہے اور جو سوال میں ذکر ہوا کہ عمر نے ساریہ کو پکارا جس کو جنگ میں بھیجا تھا اور ساریہ نے اس کو سنا تو یہ حدیث کے معنوں میں جہل ہے. وباللہ التوفیق، وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

وہابی عالم صالح المنجد بھی اس کو صحیح سمجھتے ہیں

https://islamqa.info/ur/12778

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ جو واقعہ ہوا وہ ثابت اور صحیح ہے، نافع بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک لشکر پر ساریہ نامی شخص کو امیر بنایا، عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما خطبہ جمعہ ارشاد فرمارہے تھے کہ اچانک کہنے لگے " اے ساریہ پہاڑ، اے ساریہ پہاڑ " تو انہوں نے ایسا پایا کہ جمعہ کے دن اسی وقت ساریہ نے پہاڑ کی جانب حملہ کیا تھا حالانکہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما اور ساریہ کے درمیان ایک مہینہ کی مسافت تھی ۔ مسند احمد فضائل صحابہ (269/1) اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے اسے سلسلہ الصحیحہ میں صحیح کہا ہے

(1110)

تو یہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما کی کرامت ہے یا تو الہام اور آواز کا پہنچنا—یہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی رائے ہے—یا پھر کشف نفسانی اور آواز کا پہنچنا—اس پر شیخ البانی رحمہ اللہ کی کلام آگے آئے گی—تو دونوں حالتوں میں بلاشک و شبہ یہ کرامت ہے۔

اہل حدیث کی جدید رائے

عصر حاضر کے اہل حدیث عالم غلام مصطفیٰ ظہیر اس روایت کو صحیح قرار دیتے ہیں

https://www.facebook.com/muhammed.kashif.796/videos/794954507276957/

فتاویٰ الدین الخالص، امین پشاوری (ج1 ص212) میں ہے

کرامت فاروقی

۱۰۶- سوال: حدیث "یَا سَارِيَةَ الْجَبَلَ" صحیح ہے یا ضعیف اور یہ آواز دینا نیند میں تھا یا بیداری میں کیا یہ کشف موہوم ہے؟ سائل محترم/عبداللہ ابو یاسر۔

جواب: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

یہ حدیث صحیح ہے یا حسن ہے امام بیہقی نے دلائل النبوۃ (۲/۱۸۱) میں نقل کیا ہے۔ جیسے کہ مشکاۃ (۲/۵۴۶) رقم: (۵۹۵۴) باب الکرامات میں ہے امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ: (۷/۱۳۱) میں، ابن عساکر نے (۷/۶۔ا)، (۱۳/۲۳۔۲) میں، الضیاء نے المنتقی من مسموعاتہ بمرو (ص:۲۸۔۲۹) میں ابن الاثیر نے اسد الغابۃ (۵/۶۸) میں ذکر کیا ہے۔

اور السلسلہ الصحیحہ (۳/۱۰۱) (رقم ۱۱۱۰) میں نافع سے مروی ہے کہ یقیناً عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ نے کہا [یَا سَارِيَةَ الْجَبَلَ یَا سَارِيَةَ الْجَبَلَ] اے ساریہ (رضی اللہ عنہ) پہاڑ کو لازم پکڑ!، اے ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑ!"۔ تو اس وقت جمعہ کے دن ساریہ رضی اللہ عنہ پہاڑ کی طرف حملہ کر رہے تھے۔ اور اس کے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک مہینے کی مسافت تھی۔

جو اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں، اس حدیث کی متعدد سندیں ہیں اور یہ خطبہ جمعہ کے دوران تھی نیند نہیں تھی۔ رہا وہ کشف جو صوفیاء خیال کرتے ہیں تو وہ باطل ہے اور یہ کرامت تھی اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں الہام ہوا تھا، آپ کے منہ سے بغیر سمجھ کے صادر ہو گیا تھا۔ تفصیل کے لیے مراجعہ کریں۔ السلسلہ۔

راقم کہتا ہے ابن عجلان جس کے طرق سے اس روایت کو پیش و قبول کیا گیا ہے اس کے بارے میں امام مالک نے کہا تھا کہ اس کو حدیث کا کوئی علم نہیں ۔کتاب الضعفاء الكبير از امام العقيلي المكي (المتوفى: 322ھ) کے مطابق

فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ ابْنُ عَجْلَانَ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ، وَلَمْ يَكُنْ عَالِمًا،

امام مالک نے کہا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ کو ان چیزوں کا اتا پتا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی عالم ہے

راقم اس سلسلے میں امام مالک کی رائے سے اتفاق کرتا ہے کہ یہ اثر قابل قبول نہیں ہے

یہ بھی معلوم ہوا کہ غالی شیعوں کی طرح غالی اہل سنت کا ایک طبقہ موجود تھا جس کا ذکر کھل کر نہیں کیا گیا

عمر کی زبان ، ناطق سکینہ ؟

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، بِمَكَّةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ الْبَجَلِيُّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ [ص:201]، عَنْ وَهْبٍ السُّوَائِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ، فَقَالَ: «مَنْ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟» فَقُلْتُ: أَنْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ: «لَا خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، وَمَا نُبْعِدُ أَنَّ السَّكِينَةَ تَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ

وَہبٍ السُّوَائِیِّ نے کہا علی نے خطبہ دیا اور کہا نبی کے بعد اس امت میں کون سب سے بہتر ہے؟ ہم نے کہا آپ اے امیر المومنین - علی نے کہا نہیں نبی کے بعد ابو بکر بہتر ہیں پھر عمر اور عمر کے ہم سمجھتے تھے کہ السَّكِينَةَ ، عمر کی زبان میں بولتی ہے

سند میں یحییٰ بن ایوب بن اِبی زرعۃ بن عمرو بن جریر البجلی الجریری الکوفی ہے

.العقيلي في الضعفاء وقال: قال يحيى بن معين: ضعيف، ليس بشيء

وفي كتاب «البرقي»: عن يحيى بن معين: ضعيف لا يكتب حديثه،

ضعیف ہے کوئی چیز نہیں -اس کی حدیث مت لکھ

دوسری طرف شعیب نے اس کو صحیح کہہ دیا ہے۔سکینہ ایک روایت کے مطابق جو علی سے ہی منسوب ہے اس میں ہے کہ جنت کی ہوا تھی جو انسان جیسا سر رکھتی ہے اور اسی نے ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ کا مقام متعارف کرایا تھا۔ قرآن میں سکینہ کا مطلب سکون ہے

اذان کی شروعات کا قصہ

سنن ابوداود میں اذان کی ابتداء کے حوالے سے ایک قصہ نقل ہوا ہے جو بہت مشہور ہے اور افسوس اس کو بلا سوچے سمجھے قبول کر لیا گیا ہے۔ سنن ابو داود میں ہے

ابو عمیر بن انس اپنے ایک انصاری چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فکر مند ہوئے کہ لوگوں کو کس طرح نماز کے لیے اکٹھا کیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ نماز کا وقت ہونے پر ایک جھنڈا نصب کر دیجئیے، جسے دیکھ کر ایک شخص دوسرے کو باخبر کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ رائے پسند نہ آئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بگل کا ذکر کیا گیا، زیاد کی روایت میں ہے: یہود کے بگل (کا ذکر کیا گیا) تو یہ تجویز بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس میں یہودیوں کی مشابہت ہے“۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ناقوس کا ذکر کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس میں نصرانیوں کی مشابہت ہے“۔ پھر عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوٹے، وہ بھی (اس مسئلہ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح فکر مند تھے، چنانچہ انہیں خواب میں اذان کا طریقہ بتایا گیا۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ صبح تڑکے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کو اس خواب کی خبر دی اور آپ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں کچھ سو رہا تھا اور کچھ جاگ رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص (خواب میں) میرے پاس آیا اور اس نے مجھے اذان سکھائی، راوی کہتے ہیں: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس سے پہلے یہ خواب دیکھ چکے تھے لیکن وہ اسے بیس دن تک چھپائے رہے، پھر انہوں نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے ان سے فرمایا: ”تم کو کس چیز نے اسے بتانے سے روکا؟“، انہوں نے کہا: چونکہ مجھ سے پہلے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اسے آپ سے بیان کر دیا اس لیے مجھے شرم آ رہی تھی ۲، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بلال! اٹھو اور جیسے عبداللہ بن زید تم کو کرنے کو کہیں اسی طرح کرو“، چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی ۳۔ ابوبشر کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو عمیر نے بیان کیا کہ انصار سمجھتے تھے کہ اگر عبداللہ بن زید ان دنوں بیمار نہ ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی کو مؤذن بناتے۔

اس قصہ میں ایک انصاری چچا مجہول الحال ہے

دوسری روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس کی تیاری کا حکم دینے کا ارادہ کیا تاکہ لوگوں کو نماز کی خاطر جمع ہونے کے لیے اسے بجایا جا سکے تو ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں ناقوس ہے، میں نے اس سے پوچھا: اللہ کے بندے! کیا اسے فروخت کرو گے؟ اس نے کہا: تم اسے کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے، اس شخص نے کہا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور بتائیے، تو اس نے کہا: تم اس طرح کہو «الله أكبر الله أكبر الله أكبر الله أكبر أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن محمدا رسول الله أشهد أن محمدا رسول الله حى على الصلاة حى على الصلاة حى على الفلاح حى على الفلاح الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله» اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز کے لیے آؤ، نماز کے لیے آؤ، کامیابی کی طرف آؤ، کامیابی کی طرف آؤ، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر وہ شخص مجھ سے تھوڑا پیچھے ہٹ گیا، زیادہ دور نہیں گیا پھر اس نے کہا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اس طرح کہو: «الله أكبر الله أكبر أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن محمدا رسول الله حى على الصلاة حى على الفلاح قد قامت الصلاة قد قامت الصلاة الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله» ”۔ پھر جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا اسے آپ سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان شاءاللہ یہ خواب سچا ہے“، پھر فرمایا: ”تم بلال کے ساتھ اٹھ کر جاؤ اور جو کلمات تم نے خواب میں دیکھے ہیں وہ انہیں بتاتے جاؤ تاکہ اس کے مطابق وہ اذان دیں کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند ہے“[2]۔ چنانچہ میں بلال کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا، میں انہیں اذان کے کلمات بتاتا جاتا تھا اور وہ اسے پکارتے جاتے تھے۔ وہ کہتے ہیں: تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے گھر میں سے سنا تو وہ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور کہہ رہے تھے: اللہ کے رسول! اس ذات کی

قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے جس طرح عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الحمدللہ“۔ ابوداؤد کہتے ہیں: اسی طرح زہری کی روایت ہے، جسے انہوں نے سعید بن مسیب سے، اور سعید نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اس میں ابن اسحاق نے زہری سے یوں نقل کیا ہے: «اللہ أكبر اللہ أكبر اللہ أكبر اللہ أكبر» (یعنی چار بار) اور معمر اور یونس نے زہری سے صرف «اللہ أكبر اللہ أكبر» کی روایت کی ہے، اسے انہوں نے دہرایا نہیں ہے۔

اس میں محمَّد بن إسحاق ہے جس کو عثمانی صاحب اور امام مالک نے دجال قرار دیا ہے- یہ خواب کا قصہ صحیح سند سے معلوم نہیں ہے- فقہ کے مسائل میں ضعیف روایت کو عمل میں حسن کہہ کر لیا جاتا ہے- یہاں ایسا ہی ہے صحیح سند سے یہ روایت نہیں ہے، ضعیف ہے اور فقہ میں اس کی کوئی اور دلیل نہیں تو حسن ہوئی- حسن روایت پر فرقوں کے نزدیک عقائد کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے-راقم کے نزدیک حسن روایت عمل میں تو چلتی ہے لیکن عقائد میں نہیں چلتی-

اس روایت کی متابعت میں صحیح بخاری کی روایت پیش کی جاتی ہے

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ، يَقُولُ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَاةَ لَيْسَ يُنَادَى لَهَا، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ بُوقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ""يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ"".

جب مسلمان مدینہ پہنچے تو وقت مقرر کر کے نماز کے لیے آتے تھے۔ اس کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی۔ ایک دن اس بارے میں مشورہ ہوا۔ کسی نے کہا نصاریٰ کی طرح ایک گھنٹہ لے لیا جائے اور کسی نے کہا کہ یہودیوں کی طرح نرسنگا (بگل بنا لو، اس کو پھونک دیا کرو) لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی شخص کو کیوں نہ بھیج دیا جائے جو نماز کے لیے پکار دیا

کرے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی رائے کو پسند فرمایا اور بلال سے) فرمایا کہ بلال! اٹھ اور نماز کے لیے اذان دے۔

اور

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ، قَالَ: ""ذَكَرُوا أَنْ يَعْلَمُوا وَقْتَ الصَّلَاةِ بِشَيْءٍ يَعْرِفُونَهُ، فَذَكَرُوا أَنْ يُورُوا نَارًا أَوْ يَضْرِبُوا نَاقُوسًا، فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ"".

جب مسلمان زیادہ ہو گئے تو مشورہ ہوا کہ کسی ایسی چیز کے ذریعہ نماز کے وقت کا اعلان ہو جسے سب لوگ سمجھ لیں۔ کچھ لوگوں نے ذکر کیا کہ آگ روشن کی جائے۔ یا نرسنگا کے ذریعہ اعلان کریں۔ لیکن آخر میں بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو دفعہ کہیں اور تکبیر کے ایک ایک دفعہ۔ (بخاری، حدیث#606)۔

یہ روایت مختصر ہے صحیح ابن خزیمہ میں اسی سند سے ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ، نَا رَوْحُ بْنُ عَطَاءِ ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتِ الصَّلَاةُ إِذَا حَضَرَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - سَعَى رَجُلٌ فِي الطَّرِيقِ فَنَادَى: "الصَّلَاةُ، الصَّلَاةُ، الصَّلَاةُ، فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوِ اتَّخَذْنَا نَاقُوسًا. قَالَ: "ذَلِكَ لِلنَّصَارَى". قَالُوا (1): فَلَوِ اتَّخَذْنَا بُوقًا. قَالَ: "ذَلِكَ لِلْيَهُودِ". قَالَ: فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ، وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ.

انس بن مالک نے کہا جب دور نبوی میں نماز کا وقت اتا ایک شخص سڑک پر جاتا اور کہتا

الصَّلَاةُ، الصَّلَاةُ، الصَّلَاةُ

پس یہ لوگوں پر مشکل ہوا اور انہوں نے کہا اے رسول اللہ ناقوس لیں فرمایا یہ نصرانیوں کا ہے

کہا بوق لیں فرمایا یہ یہود کا ہے

پس بلال کو اذان کا حکم دیا جن میں دو دو بار کہیں اور اقامت میں ایک بار

صحیح ابن حبان میں ابن حبان نے اس پر باب قائم کیا ہے

ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ قَوْلَ أَنَسٍ أَمَرَ بِلَالٌ أَرَادَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَ غَيْرِهِ

ذکر بیان اس قول کا جو انس نے کہا کہ بلال کو حکم دیا تو اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کوئی اور نہیں

پھر یہ حدیث دی ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْجُنَيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم أَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ

قابل غور ہے کہ

اول : عمر رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری کی روایت میں اپنے کسی خواب کا ذکر نہیں کیا ھے جس کا مطلب ہے کہ ایسا کوئی خواب انہوں نے دیکھا بھی نہیں تھا۔ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اذان شروع ہونے کے حوالے سے صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے جس میں انہوں نے اپنے باپ کے کسی خواب کا ذکر تک نہیں کیا۔ اگر اذان ان کے باپ کے خواب پر شروع ہوئی ہوتی تو زندگی میں کم از کم ایک بار ہی ذکر کرتے لیکن کسی بھی حدیث میں نہیں کہ ابن عمر نے ذکر کیا ہو یا عمر کے کسی اور بیٹے نے ذکر کیا ہو کہ اذان ان کے باپ کے خواب پر شروع ہوئی

دوم: ہونا چاہیے کہ عمر کہتے میں نے خواب دیکھا ہے–جبکہ نہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کہا نہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور وہاں موجود دیگر اصحاب رسول نے کبھی بھی ذکر نہیں کیا کہ بلال کو بلایا گیا اور عمر نے یا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے کسی خواب کا ذکر کیا

سوم: صحیح بخاری میں موجود ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور رسول اللہ نے ان کو اذان میں دو دو بار الفاظ کہنے کا حکم کیا

چہارم: عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز اصل میں ابراہیم علیہ السلام کو دیا گیا حکم تھا

وأذن في الناس بالحج

لوگوں پر حج کا اعلان کرو

عمر رضی اللہ عنہ نے اسی بات کو نماز کے لئے بیان کیا لہذا یہ قیاس ہے

پنجم: شارحین کا کہنا ہے کہ اس وقت اذان کے الفاظ محض الصلاة جامعة (نماز جماعت سے ہے) تھے اور جو اذان اب دی جاتی ہے وہ تمام الفاظ نہیں مراد تھے- موذن ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود الفاظ سکھائے- مسند احمد، ترمذی کی روایت ہے

أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ

ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کو رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اذان سکھائی

اسی طرح سمجھا جائے گا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے جو اذان دی اس کے الفاظ بھی یقینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی سکھائے ہوں گے-

اپنی اصل میں اذان عبادت نہیں ہے سنت ہے جو سہولت کے درجہ میں ہے- ہم کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے دور تک جمعہ کی دو اور تین اذان دی گئیں- دین میں عبادت میں اضافہ نہیں ہو سکتا ہاں سنت سے معلوم عمل میں ہو سکتا ہے- اذان دی جاتی ہے جب مسلمانوں کی تعداد اتنی ہو کہ فرض نماز کا وقت ان پر مخفی رہ جائے- اسی لئے فقہ احناف کی کتب میں اذان کو فرض قرار نہیں دیا گیا ہے اس کو سنة مؤكدة قرار دیا گیا ہے

بعض لوگوں کے ذہن میں اشکال پیدا ہوا کہ کیا کسی غیر نبی کی تجویز، رائے یا مشورہ مستقل دین بن سکتا ہے؟ اس کا جواب ہے کہ ہاں بالکل بن سکتا ہے- بعض عمل غیر نبی کے تھے لیکن دین میں جاری ہوئے ہیں اگر اللہ تعالی پسند کریں- مثلا صحیح بخاری کی حدیث ہے

حدثنا عبد الله بن مسلمة، عن مالك، عن نعيم بن عبد الله المجمر، عن علي بن يحيى بن خلاد الزرقي، عن أبيه، عن رفاعة بن رافع الزرقي، قال كنا يوما نصلي وراء النبي صلى الله عليه وسلم فلما رفع رأسه من الركعة قال " سمع الله لمن حمده". قال رجل وراءه ربنا ولك الحمد، حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه، فلما انصرف قال " من المتكلم". قال أنا. قال " رأيت بضعة وثلاثين ملكا يبتدرونها، أيهم يكتبها أول".

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا امام مالک رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نعیم بن عبداللہ مجمر سے، انہوں نے علی بن یحییٰ بن خلاد زرقی سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے رفاعہ بن رافع زرقی سے، انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ ایک شخص نے پیچھے سے کہا ر بنا لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکا فیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا کہ کس نے یہ کلمات کہے ہیں، اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان کلمات کو لکھنے میں وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے۔ (اس سے ان کلمات کی فضیلت ثابت ہوئی

اس میں ایک شخص نے وہ الفاظ کہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم نہیں دیے تھے لیکن ان کو پسند کیا گیا اور رسول سے ان پر تائید مل گئی- ہاجرہ علیہ السلام جو غیر نبی ہیں ان کی مکہ میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑ کو اب سعی کہا جاتا ہے-

عمر کا گمان پورا ہو جاتا تھا

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ، أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُولُ: "إِنِّي لَأَظُنُّهُ كَذَا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد بن زید نے بیان کیا، ان سے سالم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب بھی عمر رضی اللہ عنہ نے کسی چیز کے متعلق کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ اس طرح ہے تو وہ اسی طرح ہوئی جیسا وہ اس کے متعلق اپنا خیال ظاہر کرتے تھے ... پھر راوی نے جنیہ کا قصہ بیان کیا

یہ راوی (عمر بن محمد بن زید جو عمر رضی اللہ عنہ کا پڑ پوتا ہے) نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے غلو منسوب کیا ہے- متعدد بار عمر نے گمان کیا اور وہ غلط بھی ہوا ہے مثلا گمان کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کو طلاق دے دیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا- یا ان کا خیال کہ صلح حدیبیہ کیوں ہوئی حتی کہ سورہ فتح نازل ہوئی

الکامل میں امام ابن معین کا قول ہے کہ اس کا بھائی اور یہ ضعیف ہیں—بھائی اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے

حَدَّثَنَا ابن حماد، حَدَّثَنا عباس، عَن يَحْيى، قَالَ عُمَر بْن مُحَمد بْن زيد بْن عُمَر بْن الخطاب، وَهو الذي يروي عَنْهُ أَبُو عاصم كَانَ ينزل عسقلان وعمر بْن حمزة بْن عَبد اللَّهِ بْن عُمَر يروي عَنْهُ أَبُو أسامة ومروان الفزاري وعمر بن حمزة اضعفهما.

عمر کی دہشت

صحیح بخاری بَابٌ فِی قَولِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : إِنَّ الشَّیطَانَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ میں ہے

(فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : بے شک شیطان عمر کے سائے سے بھی بھاگتا ہے)

57. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى رَسُوْلِ اﷲِ صلى الله عليه وآله وسلم وَ عِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَ يَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اﷲِ صلى الله عليه وآله وسلم فَدَخَلَ عُمَرُ وَ رَسُوْلُ اﷲِ صلى الله عليه وآله وسلم يَضْحَکُ فَقَالَ عُمَرُ : أَضْحَکَ اﷲُ سِنَّکَ يَا رَسُوْلَ اﷲِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم : عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَکَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ : فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُوْلَ اﷲِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ : يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَ لَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اﷲِ صلى الله عليه وآله وسلم فَقُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ أَغْلَظُ مِنْ رَسُوْلِ اﷲِ صلى الله عليه وآله وسلم فَقَالَ رَسُوْلَ اﷲِ صلى الله عليه وآله وسلم : إِيْهًا يَا ابْنَ الخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا لَقِيَکَ الشَّيْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ إِلاَّ سَلَکَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّکَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سعد بن ابن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قریش کی کچھ عورتیں خوب اونچی آواز سے گفتگو کر رہی تھیں۔ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور پردے میں چلی گئیں۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرانے لگے۔ عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے : یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دندانِ مبارک کو تبسم ریز رکھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : میں ان عورتوں پر حیران ہوں جو میرے پاس تھیں کہ جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو پردے میں چھپ گئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے : یا رسول اللہ آپ زیادہ حق دار ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں پھر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا : اے اپنی جان

کی دشمنو تم مجھ سے ڈرتی ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ڈرتیں؟ عورتوں نے جواب دیا ہاں آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں سخت گیر اور سخت دل ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب اس بات کو چھوڑو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو تمہارے راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلیتا ہے۔

بعض علماء کے سفیہانہ اقوال ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کسی بھی غلطی سے پاک تھے یا معصوم تھے کیونکہ ان پر اس حدیث کے تحت شیطان کا حملہ نہیں ہو سکتا۔ راقم کہتا ہے بعض اقوال ازراہ تفنن بھی ہوتے ہیں۔اغلبًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مذاق میں کہا تھا جس کو لوگوں نے حقیقت مان لیا کہ عمر کسی بھی لغزش سے مبراء ہیں۔ ہم کو معلوم ہے کہ وفات النبی کے وقت عمر پر شیطان کا حملہ ہوا اور اس نے ان کے ذہن میں ڈالا کہ نبی کی موت واقع نہیں ہوئی بلکہ وہ زندہ ہو جائیں گے ان کی رجعت ہو گی۔اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور عمر رضی اللہ عنہ کو کہا بیٹھ جاو اور پھر تقریر کی اور عمر کے قول کا کھل کر رد کیا[10]

10

مسند احمد میں ہے

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى عن بن عجلان قال ثنا سعيد بن أبي سعيد عن أبي هريرة : أن رجلا شتم أبا بكر والنبي صلى الله عليه و سلم جالس فجعل النبي صلى الله عليه و سلم يعجب ويتبسم فلما أكثر رد عليه بعض قوله فغضب النبي صلى الله عليه و سلم وقام فلحقه أبو بكر فقال يا رسول الله كان يشتمني وأنت جالس فلما رددت عليه بعض قوله غضبت وقمت قال انه كان معك ملك يرد عنك فلما رددت عليه بعض قوله وقع الشيطان فلم أكن لأقعد مع الشيطان ثم قال يا أبا بكر ثلاث كلهن حق ما من عبد ظلم بمظلمة فيغضي عنها لله عز و جل ألا أعز الله بها نصره وما فتح رجل باب عطية يريد بها صلة إلا زاده الله بها كثرة وما فتح رجل باب مسألة يريد بها كثرة الا زاده الله عز و جل بها قلة

ابن عجلان نے سعید بن ابی سعید سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک شخص ابو بکر کو گالی دے رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے - پس رسول اللہ نے خوش ہو کر مسکرانا شروع کر دیا -جب وہ شخص بہت گالیاں دینے لگا تو ابو بکر نے اس کو پلٹ کر جواب دیا - پھر رسول اللہ غضب ناک ہوئے اور کھڑے ہو گئے - پس ابو بکر رسول اللہ سے ملے اور کہا یا رسول اللہ وہ مجھ کو گالی دے رہا تھا آپ بیٹھے رہے لیکن جب میں نے اس کا رد کیا تو آپ پھر کیوں ناراض ہوئے اور کھڑے ہو گئے ؟ فرمایا تمھارے ساتھ ایک فرشتہ تھا وہ پلٹ کر جواب دے رہا تھا پھر جب تم نے جواب دیا تو شیطان ساتھ بیٹھ گیا اور میں شیطان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا

شیطان - عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھتا تھا ؟

سنن ابن ماجہ و سنن ترمذی میں ہے
حدثنا محمد بن بشار حدثنا أبو عامر العقدي حدثنا خارجة بن عبد الله عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه و قال ابن عمر ما نزل بالناس أمر قط فقالوا فيه وقال فيه عمر أو قال ابن الخطاب فيه شك خارجة إلا نزل فيه القرآن على نحو ما قال عمر وفي الباب عن الفضل بن العباس وأبي ذر وأبي هريرة قال أبو عيسى وهذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه وخارجة بن عبد الله الأنصاري هو ابن سليمان بن زيد بن ثابت وهو ثقة .
ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق رکھ دیا ہے، وہ حق ہی بولتے ہیں -

اگر ایسا ہی تھا تو وفات النبی کے وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تقریر غلط ثابت ہوتی ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کے رد میں انہوں نے کی

سنن ترمذی ۳۶۹۱ میں ہے

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ الْبَزَّارُ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تُزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا، فَقَالَ: " يَا عَائِشَةُ تَعَالَيْ فَانْظُرِي "، فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيَيَّ عَلَى مَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ لِي: " أَمَا شَبِعْتِ أَمَا شَبِعْتِ "، قَالَتْ: فَجَعَلْتُ أَقُولُ: لَا، لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِي عِنْدَهُ، إِذْ طَلَعَ عُمَرُ قَالَتْ: فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ "، قَالَتْ: فَرَجَعْتُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ هَذَا الْوَجْهِ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ اتنے میں ہم نے ایک شور سنا اور بچوں کی آواز سنی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی ہے اور بچے اسے گھیرے ہوئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عائشہ! آؤ، تم بھی دیکھ لو"، تو میں آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھ کر آپ کے سر اور کندھے کے بیچ سے اسے دیکھنے لگی، پھر آپ نے فرمایا: "کیا تو ابھی آسودہ نہیں ہوئی؟ کیا تو ابھی آسودہ نہیں ہوئی؟" تو میں نے کہا کہ ابھی نہیں تاکہ میں دیکھوں کہ آپ کے دل میں میرا کتنا مقام ہے؟ اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو سب لوگ اس عورت کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوئے، یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمر کو دیکھ کر بھاگ گئے، پھر میں بھی لوٹ آئی"۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

یہ متن منکر ہے خارجہ بن عبد اللہ کی احمد اور دار قطنی نے تضعیف کی ہے ضعفہ احمد والدار قطنی

صحیح روایات سے معلوم ہے کہ حبشیوں کا ناچ دیکھنے کی درخواست عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود کی تھی

روایات میں غالیوں نے بیان کیا کہ عمر سے نہ صرف شیطان بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا تک ڈرتے تھے۔ مسند ابو یعلی، جلد ۷، صفحہ 449 ح ۴۴۷۶ میں ایک روایت آتی ہے کہ

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَزِيرَةٍ قَدْ طَبَخْتُهَا لَهُ، فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ - وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا -: كُلِي، فَأَبَتْ، فَقُلْتُ: لَتَأْكُلِنَّ أَوْ لَأُلَطِّخَنَّ وَجْهَكِ، فَأَبَتْ، فَوَضَعْتُ يَدِي فِي الْخَزِيرَةِ، فَطَلَيْتُ وَجْهَهَا، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعَ بِيَدِهِ لَهَا، وَقَالَ لَهَا: «الْطَخِي وَجْهَهَا»، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا، فَمَرَّ عُمَرُ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، يَا عَبْدَ اللَّهِ، فَظَنَّ أَنَّهُ سَيَدْخُلُ، فَقَالَ: «قُومَا فَاغْسِلَا وُجُوهَكُمَا»، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا زِلْتُ أَهَابُ عُمَرَ لِهَيْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عائشہ نے کہا کہ ایک بار نبی پاک آئے اور میں نے کھانا بنا کر پیش کیا۔ نبی پاک میرے اور سودہ کے درمیان تھے۔ میں نے سودہ سے کہا کہ کھالو۔ اس نے انکار کیا۔ میں نے کہا کہ کھالو، ورنہ میں یہ تمہارے چہرے پر مل دوں گی۔ اس نے انکار کیا۔ میں نے ہاتھ سالن میں ڈالا، اور اس کے چہرے پر مل دیا۔ نبی پاک ہنسے۔ انہوں نے ان پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اس کے چہرے پر لگا دو۔ نبی پاک ہنسے، اتنے میں عمر آئے اور کہا کہ اے عبداللہ! اے عبداللہ! نبی پاک نے سوچا کہ وہ اندر آئے گا، سو ہمیں کہا کہ تم دونوں جا کر منہ دھوآو۔ عائشہ نے کہا: مجھ پر تب سے عمر کا خوف ختم نہ ہوا کہ (دیکھا) نبی بھی ان سے ڈرتے تھے

محقق حكم حسين سليم أسد : إسناده حسن

سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ وشیء من فقھھا وفوائدھا حدیث 3131 میں البانی نے اس کو حسن قرار دیا ہے لکھتے ہیں

قلت: وهذا إسناد حسن، رجاله ثقات من رجال "التهذيب "؛ غير إسحاق الحربي هذا، وهو ثقة؛ كما قال إبراهيم الحربي وعبد الله بن أحمد والدارقطني وهو مترجم في تاريخ بغداد

مقبل بن ھادی نے بھی سند کو حسن کہا ہے

الجامع الصحيح

مما ليس في الصحيحين

مقبل بن هادي الوادعي

الجزء الرابع

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة
هاتف: ٨٦٤٢٤٠٠

توزيع
مكتبة العلم بجدة
حي الثغر هاتف: ٦٨٧٧٠١١٤

كلي ، فأبت ، فقلت : لتأكلن أو لألطخن وجهك فأبت ، فوضعت يدي في الخزيرة فطليت وجهها ، فضحك النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم فوضع بيده لها وقال لها : « الطخي وجهها » فضحك النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم لها فمر عمر فقال : يا عبد الله ، يا عبد الله ، فظن أنه سيدخل فقال : « قوما فاغسلا وجوهكما »، فقالت عائشة : فما زلت أهاب عمر لهيبة رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم .

هذا حديث حسن . وإبراهيم : هو ابن الحجاج السامي . وحماد : هو ابن سلمة .

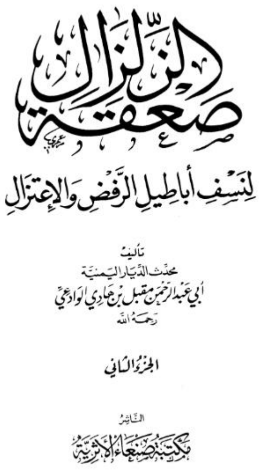

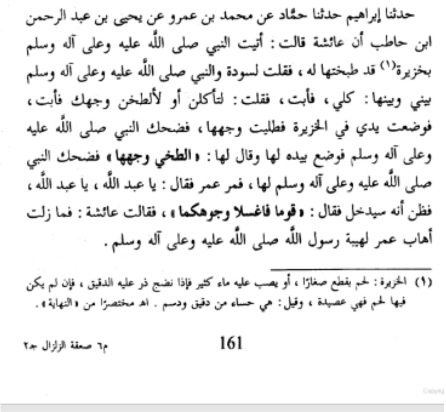

حدثنا إبراهيم حدثنا حمّاد عن محمد بن عمرو عن يحيى بن عبد الرحمن ابن حاطب أن عائشة قالت : أتيت النبي صلى اللّٰه عليه وعلى آله وسلم بخزيرة[١] قد طبختها له ، فقلت لسودة والنبي صلى اللّٰه عليه وعلى آله وسلم بيني وبينها : كلي ، فأبت ، فقلت : لتأكلن أو لألطخن وجهك فأبت ، فوضعت يدي في الخزيرة فطليت وجهها ، فضحك النبي صلى اللّٰه عليه وعلى آله وسلم فوضع بيده لها وقال لها : **« الطخي وجهها »** فضحك النبي صلى اللّٰه عليه وعلى آله وسلم لها ، فمر عمر فقال : يا عبد اللّٰه ، يا عبد اللّٰه ، فظن أنه سيدخل فقال : **« قوما فاغسلا وجوهكما »** ، فقالت عائشة : فما زلت أهاب عمر لهيبة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وعلى آله وسلم .

(١) الخزيرة : لحم يقطع صغارًا ، أو يصب عليه ماء كثير فإذا نضج ذر عليه الدقيق ، فإن لم يكن فيها لحم فهي عصيدة ، وقيل : هي حساء من دقيق ودسم . اهـ مختصرًا من « النهاية » .

م٦ صعقة الزلزال جـ٢ — 161

هذا حديث حسن . وإبراهيم : هو ابن الحجاج السامي . وحماد : هو ابن سلمة .

راقم کہتا ہے اس کا مرکزی راوی محمد بن عمرو بن علقمہ ہے- یحییٰ القطان، وابو حاتم نے اس کو کمزور کہا ہے

و قال الجوزجانی لیس بقوی جوزجانی نے قوی نہیں قرار دیا ہے- ابنَ مَعینٍ نے اس کی حدیث کو غیر حجت قرار دیا ہے البتہ بہت سوں نے اس راوی کا دفاع کیا ہے اسی وجہ سے محقق نے اس روایت کو حسن کا درجہ دیا ہے-

یہ راوی مضطرب الحدیث کے درجہ کا ہے- فضائل صحابہ از امام احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْقَطِيعِيُّ، قثنا مُوسَي بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عِيسَي الْمَسْرُوقِيُّ، قثنا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَي بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: لَا أَزَالُ هَائِبَةً لِعُمَرَ بَعْدَ مَا رَأَيْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلي الله عليه وسلم صَنَعْتُ حَرِيرَةً وَعِنْدِي سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ جَالِسَةٌ، فَقُلْتُ لَهَا: كُلِي، فَقَالَتْ: لَا أَشْتَهِي وَلَا آكُلُ، فَقُلْتُ: لَتَأْكُلِنَّ أَوْ لَأُلَطِّخَنَّ وَجْهَكِ، فَلَطَخْتُ وَجْهَهَا، فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صلي الله عليه وسلم وَهُوَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، فَأَخَذْتُ مِنْهَا فَلَطَخْتُ وَجْهِي، وَرَسُولُ اللَّهِ يَضْحَكُ، إِذْ سَمِعْنَا صَوْتًا جَاءَنَا يُنَادِي: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: " قُومَا فَاغْسِلَا وُجُوهَكُمَا، فَإِنَّ عُمَرَ دَاخِلٌ "، فَقَالَ عُمَرُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ؟ فَقَالَ: " ادْخُلِ ادْخُلْ

محمد بن عمرو نے یحییٰ بن عبد الرحمان سے روایت کیا کہا عائشہ نے کہا مجھ پر عمر کی ہیبت ختم نہ ہوئی جب میں نے یہ دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو (خوف طاری) ہوا۔

ان روایات کا متن کس قدر بیہودہ ہے۔ عمر کی ہیبت عائشہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رہی۔

سنن الکبری نسائی (ح291/5/8917) میں اس متن کی حدیث میں اس نے منکر الفاظ نہیں بولے اور اب اس نے اس روایت کو یحییٰ بن عبد الرحمٰن کی بجائے ابی سلمہ سے منسوب کیا ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ زارتنا سودة يوما فجلس رسول الله – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – بيني وبينها إحدى رجليه في حجري والاخرى في حجرها فعملت لها حريرة أو قال خزيرة فقلت كلي فأبت فقلت لتأكلي أو لالطخن وجهك فأبت فأخذت من القصعة شيئا فلطخت به وجهها فرفع رسول الله – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – رجله من حجرها تستقيد مني فأخذت من القصعة شيئا فلطخت به وجهي ورسول الله – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – يضحك فإذا عمر – رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ – يقول يا عبد الله بن عمر يا عبد الله بن عمر فقال لنا رسول الله – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قوما فاغسلا وجوهكما فلا أحسب عمر – رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ – إلا داخلا

محمد بن عمرو نے ابو سلمہ سے روایت کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم سودہ کے ہاں ایک دن گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیٹھے کہ ایک پیر میرے حجرہ میں تھا تو دوسرا سودہ کے ہاں تھا۔ میں نے حریرة یا کہا خزیرة بنایا اور سودہ سے کہا اس کو کھائیں۔ وہ مانع ہوئیں تو میں نے کہا کھا لیں ورنہ چہرہ پر مل دوں گی وہ پھر تیار نہ ہوئیں تو میں نے کھانے میں سے تھوڑا ان پر مل دیا۔ رسول اللہ نے اپنا قدم ان کے گھر سے نکال لیا وہ مجھ کو پکڑنا چاہ رہے تھے میں نے کھانا رسول اللہ کے چہرہ پر بھی مل دیا، آپ ہنسنے لگے۔ عمر کہتے اوہ عبداللہ بن عمر، عبد اللہ بن عمر (راوی کا مقصد ہے کہ عمر اور ابن عمر بھی وہاں پہنچ گئے تھے)۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہا اب تم دونوں منہ دھو لو، اور عمر کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کیا ہوا حتی کہ داخل ہوئے

إبو بكر بن إبي خيثمة نے اس راوی پر کہا تھا کہ یہ اسناد و متن مضطرب کرتا ہے

كان يحدث مرة عن أبي سلمة بالشئ من رأيه ثم يحدث به مرة أخرى عن أبي سلمة عن أبي هريرة – رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ

بعض اوقات محمد بن عمرو بن علقمہ یہ ابو سلمہ سے کوئی رائے کی چیز روایت کرتا ہے اور پھر اس کو بعد میں ابوہریرہ سے روایت کرنے لگ جاتا ہے

اب اس نئے متن کی روایت محمد بن عمرو نے واقعی ابو سلمہ سے سنی بھی تھی یا نہیں معلوم نہیں

عمر نے علی کا گھر جلا ڈالا ؟

عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے راقم ذکر کر چکا ہے کہ امام مالک کے ہم عصر روایوں نے ان کے حوالے سے غلو کیا ۔عمر کو ایک کشفی کے طور پر پیش کیا۔ کبھی دلیل کے طور پر کہا ان کے بارے میں محدث کا لفظ قرآن میں تھا جو سقط (مصحف میں لکھنے میں رہ گیا) یا منسوخ ہو گیا۔ بعض نے ان کے حوالے سے بیان کیا کہ وہ الوحی کے انے سے پہلے ہی اللہ تعالی کے احکام جان جاتے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جان پاتے تھے مثلا ازواج کو پردہ کرانا یا مقام ابراہیم کو مصلی کرنا یا جنگ بدر کے قیدیوں کا فیصلہ وغیرہ۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ , نا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ , حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ , عَنْ أَبِيهِ أَسْلَمَ أَنَّهُ حِينَ بُويِعَ لِأَبِي بَكْرٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ يَدْخُلَانِ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُشَاوِرُونَهَا وَيَرْتَجِعُونَ فِي أَمْرِهِمْ , فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ فَقَالَ: «يَا بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , وَاللهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ أَبِيكِ , وَمَا مِنْ أَحَدٍ أَحَبَّ إِلَيْنَا بَعْدَ أَبِيكِ مِنْكِ , وَايْمُ اللهِ مَا ذَاكَ بِمَانِعِي إِنِ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ النَّفَرُ عِنْدَكِ ; أَنْ أَمَرْتُهُمْ أَنْ يُحَرَّقَ عَلَيْهِمِ الْبَيْتُ» , قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ عُمَرُ جَاءُوهَا فَقَالَتْ: تَعْلَمُونَ أَنَّ عُمَرَ قَدْ جَاءَنِي وَقَدْ حَلَفَ بِاللَّهِ لَئِنْ عُدْتُمْ لَيُحَرِّقَنَّ عَلَيْكُمُ الْبَيْتَ وَايْمُ اللهِ لَيَمْضِيَنَّ لِمَا حَلَفَ عَلَيْهِ , فَانْصَرِفُوا رَاشِدِينَ , فَرَوْا رَأْيَكُمْ وَلَا تَرْجِعُوا إِلَيَّ , فَانْصَرَفُوا عَنْهَا فَلَمْ يَرْجِعُوا إِلَيْهَا حَتَّى بَايَعُوا لِأَبِي بَكْرٍ

زَيدُ بنُ اَسْلَمَ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابو بکر کی بیعت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تو علی اور زبیر، فاطمہ کے پاس آئے اور ان سے مشورہ کرنے لگے اور... پس جب اس کی خبر عمر کو ہوئی تو وہ فاطمہ کے پاس آئے اور کہا اے رسول اللہ کی بیٹی اللہ کی قسم ہم کو آپ کے باپ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا اور ان کے بعد آپ سے زیادہ لیکن اللہ کے لئے یہ مجھے مانع نہ ہو گا کہ میں ایک جتھا آپ کے لئے لے آوں کہ وہ اس گھر کو جلا دے، پس جب عمر چلے گئے تو فاطمہ نے علی سے کہا کیا آپ کو پتا ہے عمر آئے تھے اور اللہ کی قسم لے کر گئے ہیں کہ

اگر دیر کی تو وہ گھر جلاڈالیں گے اور اللہ کی قسم وہ یہ کر دیں گے جس کی قسم لی ہے پس سیدھے سیدھے جاؤ.... اور واپس نہ آنا حتی کہ ابو بکر کی بیعت کر لو

یہ روایت متن میں غیر واضح اور تنقیص علی رضی اللہ عنہ پر مبنی ہے– علی رضی اللہ عنہ ناراض تھے کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ ان کو اس سے مطلع کیا جاتا اور روایات سے معلوم ہے کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سعد بن عبادہ کو روکنے گئے تھے جو انصار میں سے خلیفہ کا ارادہ رکھتے تھے- عبادہ کو یہ حدیث نہیں پہنچی تھی کہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے اس کی وضاحت کے لئے ابو بکر و عمر نے عجلت کی اگر انصار میں سے کوئی خلیفہ ہو جاتا تو مسلمان دو حصوں میں بٹ جاتے ایک طرف انصار ہوتے اور دوسری طرف مہاجرین- یہ روایت فضائل صحابہ از احمد میں بھی ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قثنا أَبُو مَسْعُودٍ قَالَ: نا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قثنا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا بُويِعَ لِأَبِي بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ يَدْخُلَانِ عَلَى فَاطِمَةَ فَيُشَاوِرَانِهَا، فَبَلَغَ عُمَرَ فَدَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ فَقَالَ: يَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ، مَا أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ أَبِيكِ، وَمَا أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ بَعْدَ أَبِيكِ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْكِ، وَكَلَّمَهَا، فَدَخَلَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ عَلَى فَاطِمَةَ فَقَالَتِ: انْصَرِفَا رَاشِدَيْنِ، فَمَا رَجَعَا إِلَيْهَا حَتَّى بَايَعَا

مستدرک الحاکم میں ہے

حَدَّثَنَا مُكْرَمُ بْنُ أَحْمَدَ الْقَاضِي، ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْهَمْدَانِيُّ، ثنا عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ عَلِيٍّ الزَّعْفَرَانِيُّ، ثنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «يَا فَاطِمَةُ، وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكِ، وَاللَّهِ مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ أَبِيكِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكِ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ ”

[التعليق – من تلخیص الذہبی] 4736 – غریب عجیب

اس روایت کو عجیب و غریب الذھبی نے کہا ہے لیکن رد نہیں کیا- سند میں زید بن اِسلم العَدَوِی العمری المدنی المتوفی ۱۳۶ھ ہے جس کا ذکر ابن عدی نے الکامل میں کیا ہے لیکن ثقه کہا ہے- دوسرے عبید الله بن عمر بن میسرة القواریری المتوفی ۲۴۰ھ ہیں جو حماد بن زید بصری کے ہم عصر ہیں یہ ثقه ہیں- امکان ہے کہ یہ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ بْنِ الفَرَافِصَةِ بْنِ المُخْتَارِ، أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الكُوفِيُّ المتوفی ۲۳۰ھ نے مرسل بیان کیا ہے کیونکہ دیگر اسناد میں واقعہ بیان نہیں ہوا جو محمد بن بشر العبدی نے بیان کیا ہے- محمد بن بشر العبدی ارسال بھی کرتا ہے – ممکن ہے یہاں ارسال ہو اور اصل نام نہیں لیا گیا جس نے اس واقعہ کو بیان کیا- لگتا ہے زید بن اِسلم اور عبید الله بن عمر بن میسرة القواریری کے درمیان انقطاع ہے

البتہ الکامل از ابن عدی میں ہے

حماد بن زيد قال قدمت المدينة وأهل المدينة يتكلمون في زيد بْن أسلم فقلت لعبد اللَّه ما تقول في مولاكم هذا قَالَ: مَا نعلم به بأسا إلا أنه يفسر القرآن برأيه.

حماد بن زید نے کہا میں مدینہ پہنچا اور اہل مدینہ زید بن اسلم پر کلام کرتے پس میں نے عبد اللہ سے پوچھا کہ یہ اس پر کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا یہ قرآن کی تفسیر رائے سے کرتا ہے

بعض کتابوں میں ہے کہ حماد سے اس کو عبید الله بن عمر بن میسرة نے بیان کیا گویا عبید الله بن عمر بن میسرة اتنے بڑے تھے کہ وہ زید پر تبصرہ کر سکتے تھے جبکہ ان دونوں کی وفات میں سو سال سے اوپر کا فرق ہے – اس قول سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ زید اور عبید الله کا سماع بھی ہوا ہے – کتب حدیث میں یہ واحد روایت ہے جو عبید الله نے زید کی سند سے بیان کی ہے

راقم کو مسند احمد میں سند ملی

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَوْسٍ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو عُبَادَةَ الزُّرَقِيُّ الْأَنْصَارِيُّ، مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ

یہاں عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ اور زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ کے درمیان دو راوی ہیں

مسند ابو یعلی میں سند ہے

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ«

یہاں عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ اور زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ کے درمیان ایک راوی ہے

اسی کتاب میں بعض دفعہ ان کے درمیان دو راوی آتے ہیں

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

لہذا صحیح بات ہے کہ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ کا سماع زید بن اسلم سے نہیں ہے

اگر ایسا ہے تو پھر سند میں حدثنا کیوں ہے؟ یہ اغلبا محمد بن بشر کی غلطی ہے یا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ کا جھوٹ ہے

یعنی قرن دوم میں اس روایت کو گھڑا گیا تاکہ ثابت کیا جا سکے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو دھمکی دی تو انہوں نے بیعت کی - یہ روایات ثابت کرتی ہے کہ ثقات میں غالی اہل سنت موجود ہیں جو روافض کی طرح عمر کو چڑھا رہے تھے

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی کیونکہ ان کو لگا کہ اسلام میں اب انصار کا رول ختم ہو گیا ہے اب تو صرف قریشی خلفاء ہوں گے - علی رضی اللہ عنہ کسی سے ڈرنے والے نہ تھے ان کا اپنا مزاج تھا اور صحیح بخاری کے مطابق ٦ ماہ بعد انہوں نے ابو بکر کی بیعت کی - یہاں تک کہ ان راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ عمر نے علی رضی اللہ عنہ کا گھر جلا دینے کی دھمکی دی - اہل بیت اور زبیر رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لوگ تھے یہ تدفین اور رشتہ داروں کے ساتھ تھے ان سب کو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سب ہو گیا ہے - الفرض اگر جانے سے پہلے شیخین مسجد النبی میں اعلان کرا دیتے کہ اس باغ میں یہ ہو رہا ہے ہم وہاں جا رہے ہیں تو یہ اشتعال پر مبنی ہوتی کیونکہ قریش اور مہاجرین بدک جاتے اور ان کے انصار سے تعلقات کشیدہ ہو جاتے

بحث کے اصل مدعا پر اتے ہیں کہ یہ کہانی مشہور کی گئی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم کو دھمکی دی کہ وہ گھر جلا ڈالیں گے تب کہیں جا کر علی نے بیعت کی - اس کو گھڑنے والے عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ ہوئے کیونکہ سند میں ان کا دور وہ دور ہے جس میں عمر کے حوالے سے غلو شروع ہو چکا تھا - خود عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ کا سماع بھی زید سے نہیں ہے - اور مصنف ابن ابی شیبہ میں عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ جو حدثنا کہا ہے وہ بھی قابل رد ہے - محدثین کا کہنا ہے کہ راوی کا سماع نہ ہو حدثنا کہہ دے تو وہ کذب ہے

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ کو آج تک اہل سنت ثقہ کہتے آئے ہیں اور ان روایات کو چھپاتے رہے ہیں لیکن راقم کے نزدیک عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ فیہ نظر کے درجے پر ہے اس کی اور روایات بھی ہیں جن میں متن عجیب و غریب ہے

تاریخ الطبری کے مطابق زیاد بن کلیب، مغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ

عمر بن الخطاب، علی کے گھر کی طرف گئے ان کے گھر میں طلحہ زبیر اور مہاجرین تھے عمر نے کہا اللہ کی قسم میں تم سب کو آج آگ میں جلاؤں گا یا پھر بیعت کرنے نکلو۔

تاریخ الطبری میں سند ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ كُلَيْبٍ، قَالَ: أَتَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَنْزِلَ عَلِيٍّ وَفِيهِ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَرِجَالٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَ: وَاللهِ لأُحْرِقَنَّ عَلَيْكُمْ أَوْ لَتَخْرُجُنَّ إِلَى الْبَيْعَةِ

إبو معشر الكوفی زیاد بن كليب التميمی الحنظلی المتوفی ۱۲۰ھ نے عمر رضی اللہ عنہ کا دور نہیں دیکھا ان کو ثقہ کہا جاتا ہے لیکن میزان الاعتدال کے مطابق

قال إبو حاتم: ليس بالمتين فی حفظه ابو حاتم کہتے ہیں ان کا حافظہ مظبوط نہیں

کتاب جمل من إنساب الأشراف از إحمد بن يحيىٰ بن جابر بن داود البَلَاذُرى (المتوفى: 279ھ-) کے مطابق شیعوں کا ثقہ راوی الْمَدَائِنِيّ کہتا ہے کہ

الْمَدَائِنِيُّ، عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ مُحَارِبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ التيمى، وعن ابْنِ عَوْنٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَرْسَلَ إِلَى عَلِيٍّ يُرِيدُ الْبَيْعَةَ، فَلَمْ يُبَايِعْ. فَجَاءَ عُمَرُ، ومعه فتيلة فتلقته فاطمة على الباب، فقالت فاطمة: يا ابن

الْخَطَّابِ، أَتُرَاكَ مُحَرِّقًا عَلَيَّ بَابِي؟ قَالَ: نَعَمْ، وَذَلِكَ أَقْوَى فِيمَا جَاءَ بِهِ أَبُوكِ. وَجَاءَ عَلِيٌّ، فَبَايَعَ وَقَالَ كُنْتُ عَزَمْتُ أَنْ لا أَخْرُجَ مِنْ مَنْزِلِي حَتَّى أَجْمَعَ الْقُرْآنَ

فاطمہ نے عمر سے کہا اے ابن الخطاب کیا تم چاھتے ہو کہ میرے سامنے میرا دروازہ جلا دو؟ عمر نے کہا ہاں ... (اتنے میں) علی آئے اور بیعت کر لی اور کہا میں نے ارادہ کیا کہ قرآن جمع کر لو پھر آتا ہوں

معلوم ہوا یہ سب متضاد قصے ہیں

ایک میں ہے کہ عمر نے گھر جلانے کی دھمکی دی اور علی کو فاطمہ نے بھیجا کہ فورا بیعت کرو – عمر اور علی میں کوئی مکالمہ نہ ہوا

دوسری میں ہے عمر اور علی میں مکالمہ ہوا، علی نے بہانہ کیا کہ قرآن جمع کر رہا تھا

کچھ نے اور ڈرامائی قصہ سنایا کہ فاطمہ کا حمل بھی ضائع ہوا

أبو الفتح محمد بن عبد الكريم بن أبى بكر أحمد الشهرستاني (المتوفى: 548هـ) نے کتاب الملل والنحل میں لکھا ہے کہ روافض یہ الزام لگاتے ہیں کہ

وزاد في الفرية فقال: إن عمر ضرب بطن فاطمة يوم البيعة حتى ألقت الجنين من بطنها

اور انہوں نے جھوٹ میں اضافہ کیا کہ عمر نے فاطمہ کو ضرب لگائی بیعت کے دن یہاں تک کہ حمل ضائع ہو گیا

اس کو شیعہ ویب سائٹ پر ایسے پیش کیا گیا ہے جیسے کہ الشہر ستانی اس قول کے حق میں ہوں

یہی دھوکہ کتاب الوافی الوفیات از صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي (المتوفى: 764ھ)کے حوالے سے پھیلایا جارہاہے جس میں ہے

وَمِنْهَا ميله إِلَى الرَّفْض ووقوعه فِي أكَابِر الصَّحَابَة رَضِي الله عَنْهُم وَقَالَ نَص النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم على أَن الإِمَام عَليّ وعينه وَعرفت الصَّحَابَة ذَلِك وَلَكِن كتمه عمر لأجل أبي بكر رَضِي الله عَنْهُمَا وَقَالَ إِن عمر ضرب بطن فَاطِمَة يَوْم لبيعة حَتَّى أَلْقَت المحسن من بَطنهَا

اوران (گمراہوں) میں سے کچھ رفض کی طرف مائل ہوئے اوراکابر صحابہ کوبراکہااور کہاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کی خلافت پر نص دی تھی لیکن اس کو عمر نے چھپادیاابو بکر کے لئے اور کہاکہ عمر نے فاطمہ کو ضرب لگائی بیعت کے لئے بیعت کے دن، جس سے محسن پیٹ سے نکل آئے

اللہ کے شیر، علی رضی اللہ کو ایسے پیش کرناکہ وہ بیوی کا حمل ضائع ہونے پر بھی خاموش رہے کیا علی رضی اللہ عنہ کے شایان شان ہے؟ اور جب گھر جلاہی نہیں تو اس قدر واویلا کیوں؟ ایسا جھوٹ بولنے والے اللہ سے توبہ کریں

ابو بکر کے فیصلوں پر عمر کا اشکال

صحیح بخاری ح ۳۹۱ ہے

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ المَهْدِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ سِيَاهٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى صَلاَتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذَلِكَ المسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلاَ تُخْفِرُوا اللَّهَ فِي ذِمَّتِهِ»

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کو سامنے کرے اور ہمارا ذبحہ کھائے تو وہ مسلم ہے ہے جس کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ ہے۔ پس تم اللہ کے ساتھ اس کی دی ہوئی پناہ میں خیانت نہ کرو۔

حدیث نمبر: 392 حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوهَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا وَذَبَحُوا ذَبِيحَتَنَا، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ

ہم سے نعیم بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ ابن مبارک نے حمید طویل کے واسطہ سے، انہوں نے روایت کیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ کروں یہاں تک کہ وہ «لاإلہ إلا اللہ» کہیں۔ پس جب وہ اس کا اقرار کر لیں اور ہماری طرح نماز پڑھنے

لگیں اور ہمارے قبلہ کی طرف نماز میں منہ کریں اور ہمارے ذبیحہ کو کھانے لگیں تو ان کا خون اور ان کے اموال ہم پر حرام ہو گئے۔ مگر کسی حق کے بدلے اور (باطن میں) ان کا حساب اللہ پر رہے گا۔

دوسری طرف ابو بکر کہتے تھے کہ اس حدیث میں یہ بھی تھا کہ

زکوات دے اور صرف قبلہ کی طرف منہ کر لیا اور زکوات کا انکار کیا تو وہ مومن نہیں ۔

سنن الکبری نسائی اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ -وَهُوَ ابْنُ دَاوَرَ أَبُو الْعَوَّامِ الْقَطَّانُ-، حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:

لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا أَبَا بَكْرٍ! أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَ الْعَرَبَ؟ قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ"، وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا مِمَّا كَانُوا يُعْطُونَ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلَيْهِ.

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ یہ ابن عمر نے بھی بیان کیا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ المُسْنَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَوْحٍ الحَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الإِسْلاَمِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ»

اور جو مکالمہ ابو بکر اور عمر میں ہوا اس کا ذکر بھی صحیح بخاری میں ہے

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے زہری نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا اور عرب کے کئی قبائل پھر گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کریں گے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ کلمہ لاالہٰ الا اللہ کا اقرار نہ کر لیں پس جو شخص اقرار کر لے کہ لاالہٰ الا اللہ تو میری طرف سے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہے۔ البتہ کسی حق کے بدل ہو تو وہ اور بات ہے (مثلاً کسی کا مال مار لے یا کسی کا خون کرے) اب اس کے باقی اعمال کا حساب اللہ کے حوالے ہے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ! میں تو اس شخص سے جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا ہے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، واللہ! اگر وہ مجھے ایک رسی بھی دینے سے رکیں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے تو میں ان سے ان کے انکار پر بھی جنگ کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جو میں نے غور کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں لڑائی کی تجویز ڈالی ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ حق پر ہیں۔ ابوبکیر اور عبداللہ بن صالح نے لیث سے «عناقا» (کی بجائے «عقلا») کہا یعنی بکری کا بچہ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

سنن ابن ماجہ کی شرح میں محمد فؤاد عبد الباقی لکھتے ہیں

(وتفترق أمتي) المراد أمة الإجابة. وهم أهل القبلة. فإن اسم الامة مضافا إليه صلى الله عليه وسلم يتبادر منه أمة الإجابة. والمراد تفرقهم في الأصول والعقائد لا الفروع والعمليات

امت فرقوں میں بٹے گی اس کی مراد ... اہل قبلہ ہیں

ایک روایت میں ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ , وَابْنِ عُيَيْنَةَ , عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ , عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ , قَالَ: قَالَ عُمَرُ: " لَأَنْ أَكُونَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , عَنْ ثَلَاثَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ عَنِ الْكَلَالَةِ , وَعَنِ الْخَلِيفَةِ بَعْدَهُ , وَعَنْ قَوْمٍ , قَالُوا: نُقِرُّ بِالزَّكَاةِ فِي أَمْوَالِنَا , وَلَا نُؤَدِّيهَا إِلَيْكَ أَيَحِلُّ قِتَالُهُمْ أَمْ لَا " قَالَ: «وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَرَى الْقِتَالَ»

مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ نے کہا عمر نے کہا اگر (پہلے خیال) ہوتا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال تین پر کرتا جو مجھ کو سرخ بکریوں سے زیادہ محبوب ہے

ایک کلالہ، دوسرا ان کے بعد خلیفہ اور تیسرا اس قوم پر جو کہتے ہیں ہم اپنے اموال میں سے زَكَاةِ دینے پر برقرار ہیں لیکن تم کو نہیں دیں گے کہ کیا ان سے قتال ہے یا نہیں؟

عمر نے کہا: ابو بکر اس پر قتال دیکھتے تھے

محمد بن طلحة بن یزید بن رکانة کا کسی صحابی سے سماع نہیں یہاں تک کہ تابعین میں سے بھی بعض سے یہ ارسال کرتے ہیں۔ سند میں انقطاع ہے۔ راقم کو مزید ملا کہ امام الذھبی کی بھی یہی رائے ہے۔ یہ روایت مستدرک حاکم میں ہے

هَكَذَا أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ الشَّيْبَانِيُّ، بِالْكُوفَةِ، ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدٍ، ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، ثنا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ طَلْحَةَ بْنَ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَأَنْ أَكُونَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ «ثَلَاثٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ مَنِ الْخَلِيفَةُ بَعْدَهُ، وَعَنْ قَوْمٍ

قَالُوا أَنُقِرُّ بِالزَّكَاةِ فِي أَمْوَالِنَا وَلَا نُؤَدِّيهَا إِلَيْكَ، أَيَحِلُّ قِتَالُهُمْ؟ وَعَنِ الْكَلَالَةِ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ "

[التعليق – من تلخيص الذهبي] 3186 – بل ما خرجا لمحمد شيئا ولا أدرك عمر

الذھبی نے کہا بلکہ مُحَمَّدُ بْنَ طَلْحَةَ بْنَ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ نے عمر سے کوئی چیز نہیں لی نہ ان کا دور پایا

عمر کو ابو بکر کے فیصلوں پر کوئی اشکال نہیں تھا لیکن عمر کی مقبولیت مرتد قبائل میں بڑھانے کے لئے اس قول کو گھڑا گیا تاکہ ان کے حوالے سے ان قبائل کے دل میں نرم گوشہ پیدا ہو۔

باغ فدک کے حق تولیت کا جھگڑا

جنگ بدر میں مسلمانوں کو کفار پر فتح نصیب ہوئی اس کے نتیجے میں جو مال غنیمت ملا اس کی تقسیم پر اللہ نے حکم دیا سورہ انفال

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کفار سے) لوٹ کر لاؤ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت کا اور تیمیوں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم خدا پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق و باطل میں) فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مڈھ بھیڑ ہو گئی۔ اپنے بندے (محمد) پر نازل فرمائی۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے

سارا مال پانچ برابر حصوں میں تقسیم ہو گا اور اس کے پانچوں حصوں کی تقسیم اس طرح ہو گی

پہلا حصہ اللہ اور اس کے رسول کا

دوسرا حصہ اللہ کے رسول کے رشتہ دار

تیسرا حصہ یتیم کا

چوتھا حصہ مسکین کا

پانچواں حصہ مسافر

بنو نضیر ایک یہودی آبادی تھی جو مدینہ میں تھی یہ لوگ کھیتی باڑی، تجارت اور لین دیں کا کاروبار کرتے تھے اور ان کے مشرکین مکہ سے بھی اچھے تعلقات تھے لیکن بد قسمتی سے ان کا میلان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل مخالفت اور سازش کرنا تھا یہاں تک کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی بھی کوشش کی جس کی خبر اللہ نے اپنے نبی کو دی اور ان کو مدینہ سے نکال دیا گیا اور مال و متاع لے جانے کی اجازت نہیں دی گئی بس جان بخشی ہوئی –یہی یہودی مدینہ کے مغرب میں جا کر ایک دوسری یہودی بستی میں بس گئے وہاں بھی سازشی ماحول کی وجہ سے سن ۷ ہجری میں ان پر حملہ (خیبر) کیا گیا اور سورہ الحشر میں اس پر تبصرہ کیا گیا اس میں بہت سے باغات ملے جن کو مال فیے کہا جاتا ہے یہ اللہ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تحفہ تھے

سورہ الحشر میں ہے

وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

[6]

اور جو (مال) اللہ نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں سے (بغیر لڑائی بھڑائی کے) دلوایا ہے اس میں تمہارا کچھ حق نہیں کیونکہ اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ لیکن اللہ اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

[7]

جو مال اللہ نے اپنے پیغمبر کو دیہات والوں سے دلوایا ہے وہ اللہ کے اور پیغمبر کے اور (پیغمبر کے) قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجتمندوں کے اور مسافروں کے لئے ہے۔ تاکہ جو لوگ تم میں دولت مند ہیں ان ہی کے ہاتھوں میں نہ پھرتا رہے۔ سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو۔ اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے

انہی باغوں میں فدک کے باغ تھے جو اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجتمندوں کے اور مسافروں کو دیے

کتاب فتوح البلدان از البَلَاذُری (المتوفی: 279ھ-) کے مطابق

حدثنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قَالَ كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ صَفَايَا، مَالُ بَنِي النَّضِيرِ وَخَيْبَرَ، وَفَدَكَ، فَأَمَّا أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ فَكَانَتْ حَبْسًا لِنَوَائِبِهِ، وَأَمَّا فَدَكُ فَكَانَتْ لأَبْنَاءِ السَّبِيلِ، وَأَمَّا خَيْبَرُ فَجَزَّأَهَا ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، فَقَسَّمَ جُزْأَيْنِ منها بين المسلمين وحبسر جُزْءًا لِنَفْسِهِ وَنَفَقَةِ أَهْلِهِ، فَمَا فَضَلَ مِنْ نَفَقَتِهِمْ رَدَّهُ إِلَى فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مال غنیمت سے آمدنی کے تین ذرائع تھے مال بنو النَّضِيرِ اور مال خیبر اور مال فدک۔ پس مال بنو النَّضِيرِ کو کیا نوائب کے لئے اور فدک کو مسافر کے لئے اور خیبر کو تین حصوں میں تقسیم کیا جن میں سے دو حصے (غریب) مسلمانوں کے لئے کیے اور ایک حصہ اپنے اور اہل کے نفقے کے لئے کیا اور جو زیادہ ہوتا تو اس کو (بھی) فقراء مہاجرین کو دیتے

اسی کتاب کی دوسری روایت ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْن بن الأسود، قال حدثنا يحي بن آدم، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَان عَنِ الزهري قَالَ. كانت أموال بني النضير مما أفاء اللَّه عَلَى رسوله ولم يوجف المسلمون عَلَيْهِ بخيل ولا ركاب فكانت لرسول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خالصة فقسمها بَيْنَ المهاجرين ولم يعط أحدا منَ الأنصار منها شيئا إلا رجلين كانا فقيرين، سماك بْن خرشة أَبَا دجانة، وسهل بْن حنيف

الزہری کہتے ہیں کہ بنو النضیر کے اموال رسول اللہ کے لئے خاص تھے.... پس اپ نے (اپنی خوشی سے) ان کو مہاجرین میں تقسیم کیا اور انصار میں سے کسی کو کچھ نہ دیا سوائے دو افراد کے جو

فقیر تھے ایک سماک بن خرشہ ابا دجانہ اور دوسرے سہل بن حنیف تھے

مسند احمد صدیق اکبر کی مرویات میں سے ایک روایت ہے جس کا ترجمہ کیا جاتا ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ عَبْد اللَّهِ وَسَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْتَ وَرِثْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ أَهْلُهُ قَالَ فَقَالَ لَا بَلْ أَهْلُهُ قَالَتْ فَأَيْنَ سَهْمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً ثُمَّ قَبَضَهُ جَعَلَهُ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ فَرَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَتْ فَأَنْتَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ

ابو الطفیل[11] کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوگیا تو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قاصد کے ذریعے یہ پیغام بھجوایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث آپ

---

[11]

ابو طفیل راقم کے نزدیک یہ صحابی نہیں ہے – اس کا سماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے

امام احمد کا کہنا ہے اس نے نبی کو صرف دیکھا کوئی کلام نہ ہوا
وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو سعيد مولى بني هاشم. قال: حدثني مهدي بن عمران المازني. قال: سمعت أبا الطفيل، وسئل هل رأيت رسول الله – صلى الله عليه وسلم -؟ قال: نعم، قيل: فهل كلمته؟ قال: لا. «العلل» (5822) .

شروع کے محدثین اس کی روایات کا انکار کرتے تھے
حَدَّثَنَا ابْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثني صَالِحُ بْنُ أَحْمَد بْن حنبل، قَال: حَدَّثَنا علي، قَالَ: سَمِعْتُ جرير بْن عَبد الحميد، وقِيلَ لَهُ: كَانَ مغيرة ينكر الرواية، عَن أبي الطفيل؟ قَالَ: نَعم.

ہیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ؟ انہوں نے جواباً فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ ہی ان کے وارث ہیں، فاطمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ کہاں ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو کوئی چیز کھلاتا ہے، پھر انہیں اپنے پاس بلالیتا ہے تو اس کا نظم ونسق اس شخص کے ہاتھ میں ہوتا ہے جو خلیفہ وقت ہو، اس لئے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس مال کو مسلمانوں میں تقسیم کردوں، یہ تمام تفصیل سن کر فاطمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے جو سنا ہے، آپ اسے زیادہ جانتے ہیں، ~~چنانچہ اس کے بعد انہوں نے اس کا مطالبہ کرنا چھوڑ دیا۔~~

متن میں الفاظ چنانچہ اس کے بعد انہوں نے اس کا مطالبہ کرنا چھوڑ دیا۔ موجود نہیں ہیں مترجم کی کذب بیانی ہے

احمد شاکر کہتے ہیں

إسناده صحيح، الوليد بن جميع هو الوليد بن عبد الله بن جميع، نسب إلى جده، وهو ثقة. أبو الطفيل هو عامر بن واثلة، من صغار الصحابة

اس کی اسناد صحیح ہیں الولید بن عبد اللہ بن جمیع، ثقہ ہے اور ابوالطفیل عامر بن واثلة، چھوٹے اصحاب رسول میں سے ہے

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں اسناد حسن ہیں

ابن کثیر نے البدایہ و النہایہ میں ذکر کیا ہے اور کہ ابن کثیر في " البداية " 5 / 289

دارقطنی کے بقول اللہ کو پتا ہے اس کا سماع نبی سے تھا بھی یا نہیں
قال الدَّارَقُطْنِيّ: أبو الطفيل رأى النبي - صلى الله عليه وسلم - وصحبه، فأما السماع فالله أعلم. «العلل» 7

بعد أن أورد هذا الحديث عن " المسند ": ففي لفظ هذا الحديث غرابة ونكارة، ولعله روي بمعنى ما فهمه بعض الرواة، وفيهم من فيه تشيُّع

اس حدیث میں الفاظ کی غرابت و نکارت ہے اور لگتا ہے بعض راویوں نے اس کو اپنے فہم پر روایت کیا ہے اور ان میں شیعیت ہے

راقم کہتا ہے مسند احمد کی روایت ضعیف ہے نہ الولید ثقہ ہے نہ ابو طفیل صحابی ہے

صحیح بخاری حدیث 6726 میں ہے فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى مَاتَتْ فاطمہ نے ابو بکر کو چھوڑ دیا اور ان سے بات نہ کرتیں یہاں تک کہ موت ہوئی

اس کے بر عکس احمد شاکر اور شعیب الأرنؤوط دونوں مسند احمد کی اس روایت کی تعلیق میں لکھتے ہیں

وقد روينا عن أبي بكر رضى الله عنه أنه ترضى فاطمة وتلاينها قبل موتها، فرضيت، رضى الله عنها

اور ہم سے روایت کیا گیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سند سے کہ وہ فاطمہ سے راضی تھے اور ان کو اپنے موقف پر لائے پس وہ راضی ہوئیں رضی اللہ عنہا
اس طرح ان دونوں نے صحیح بخاری کی حدیث کا انکار کیا
الکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثني صَالِحُ بْنُ أَحْمَد بْن حنبل، قَال: حَدَّثَنا علي، قَالَ: سَمِعْتُ جرير بْن عَبد الحميد، وقِيلَ لَهُ: كَانَ مغيرة ينكر الرواية، عَن أبي الطفيل؟ قَال: نَعم.

مغیرة،ابی طفیل کی روایات کاانکار کرتے تھے

ابو طفیل آخری عمر میں المختار الثقفی کذاب کے ساتھ تھے جس کا قتل ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کرایا!
فدک و خیبر کے باغات صرف اہل بیت کے لئے نہیں تھے ان میں غیر اہل بیت یتیم، حاجت مند اور مسافروں کا بھی حق تھا لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کو اہل بیت کو نہیں دیا گیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا عمر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک کا انتظام علی اور عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اس شرط پر دیا کہ یہ اس کو انہی مدوں میں خرچ کریں گے جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا

ابو الحسن موسی بن جعفر الکاظم کہتے ہیں کہ عمر نے ابو بکر کا حکم مٹاڈالا

الکافی۔الکلینی۔ج 1۔ص 543

فأنزل الله على نبيه صلى الله عليه وآله " وآت ذا القربى حقه (1) " فلم يدر رسول الله صلى الله عليه وآله من هم ، فراجع في ذلك جبرئيل وراجع جبرئيل عليه السلام ربه فأوحى الله إليه أن ادفع فدك إلى فاطمة عليها السلام ، فدعاها رسول الله صلى الله عليه وآله فقال لها : يا فاطمة إن الله أمرني أن أدفع إليك فدك ، فقالت : قد قبلت يا رسول الله من الله ومنك . فلم يزل وكلاؤها فيها حياة رسول الله صلى الله عليه فلما ولي أبو بكر أخرج عنها وكلاء ها ، فأتته فسألته أن يردها عليها ، فقال لها : ائتيني بأسود أو أحمر يشهد لك بذلك ، فجاءت بأمير المؤمنين عليه السلام وأم أيمن فشهدا لها فكتب لها بترك التعرض ، فخرجت والكتاب معها فلقيها عمر فقال : ما هذا معك يا بنت محمد ؟ قالت كتاب كتبه لي ابن أبي قحافة ، قال : أرينيه فأبت ، فانتزعه من يدها ونظر فيه ، ثم تفل فيه ومحاه و خرقه ، فقال لها : هذا لم يوجف عليه أبوك بخيل ولا ركاب ؟ فضعي الحبال (2) في رقابنا فقال له المهدي : يا أبا الحسن حدها لي ، فقال : حد منها جبل أحد ، وحد منها عريش مصر ، وحد منها سيف البحر وحد منها دومة

الجندل ، فقال له ، كل هذا ؟ قال : نعم يا أمير المؤمنين هذا كله ، إن هذا كله مما لم يوجف على أهله رسول الله صلى الله عليه وآله بخيل ولا ركاب ، فقال كثير ، وأنظر فيه

الکافی کی اس روایت کے مطابق فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بحکم الٰہی بخش دیا گیا تھا۔ روایت کے مطابق یہ کسی کو بھی علم نہ ہوا تھا کہ رسول اللہ نے فاطمہ کو فدک بخش دیا تھا لہٰذا الکافی کی روایت کے مطابق ابو بکر نے فاطمہ کو کہا کہ گواہ لاؤ اور ان کے حق میں علی اور ام ایمن نے گواہی دی اور ابو بکر مان گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تحریر لکھ دی جس میں اس کا اکاؤنٹ فاطمہ کو دے دیا گیا لیکن جب وہ واپس جا رہی تھیں عمر رستے میں مل گئے انہوں نے فاطمہ سے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے سب بتایا عمر نے چال چلی اور تحریر دیکھنے کا مطالبہ کیا اور جب تحریر دیکھی تو اس کو مٹا دیا

یہ روایت ظاہر کرتی ہے کہ بعض شیعان علی اس دور میں جس میں یہ روایت بیان ہوئی اتنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلاف نہیں تھے جتنے عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف تھے – یہ روایت قابل رد ہے کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بن کر فدک کا اکاونٹ علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا تھا جبکہ اس کا انتظام خلیفہ کی ذمہ داری تھا۔ علی نے یہ بوجھ اٹھا لیا

عمر کا بطور خلیفہ تقرر

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بطور خلیفہ تقرر ایک منفرد واقعہ تھا کیونکہ وہ اتفاقا ہو گیا تھا- ان کا مقصد انصار کو سمجھانا تھا لیکن جیسے ہی معاملہ سلجھا سب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر جمع ہو گئے- ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد معاملہ شوری پر نہیں چھوڑا بلکہ حالت مرض میں دوسرے خلیفہ کا تقرر خود کیا- تاریخ طبری میں

ذَكَرَ ابْنُ سَعْدٍ، عَنِ الْوَاقِدِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَبْرَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

کی سند سے ہے کہ ابو بکر نے عبد الرحمان بن عوف اور عثمان رضی اللہ عنہم وغیرہ سے مشورہ کیا

تاریخ طبری میں

حدّثنا ابنُ حميد، قال: حدّثنا يحيى بن واضح، قال: حدّثنا يونس بن عمرو عن أبي السَّفَر،

کی سند سے ہے ابو بکر نے پھر لوگوں کو جمع کر کے کہا

أترضوْن بمن أستخلف عليكم؟ فإنّي والله ما ألوْتُ من جَهْد الرّأي، ولا ولّيت ذا قرابة، وإنّي قد استخلفتُ عمر بن الخطاب، فاسمعوا له، وأطيعوا! فقالوا: سمعنا، وأطعنا

کیا تم اُس شخص پر راضی ہو جسے میں اپنا جانشین بنا رہا ہوں؟ خدا کی قسم میں نے رائے قائم کرنے کے لیے اپنے ذہن پر زور ڈالنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور اپنے کسی رشتہ دار کو نہیں بلکہ عمر بن الخطاب کو جانشین مقرر کیا ہے، لہٰذا تم ان کی سنو اور اطاعت کرو۔

تاریخ طبری کے محقق محمد بن طاہر البرزنجی کہتے ہیں دونوں سندیں ضعیف ہیں-کتاب خلافت و جمہوریت از عبدالرحمٰن کیلانی) صفحہ 57 اور خلافت وملوکیت از مودودی میں انہی قصوں کا ذکر ہے-ان دونوں نے اس بات کے متعلق طبری کا حوالہ دیا ہوا ہے جبکہ سند ضعیف ہے-پہلی روایت کی سند میں واقدی مجروح ہے اور اِبو بکر بن عبد اللہ بن محمد بن اِبی سبرۃ بن اِبی رہم القرشی العامری السبری ہے جس پر روایت گھڑنے کا الزام ہے- دوسری روایت کی سند میں اِبُو السَّفَرِ سَعِيدُ بنُ يُحْمِدَ الْهَمْدَانِيُّ المتوفی ۱۱۳ھ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دور نہیں دیکھا سند منقطع ہے

راقم کہتا ہے یہ سب افسانہ سازی ہے- عمر رضی اللہ عنہ کا تقرر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا آڈر تھا-اس میں معاملہ شوری پر نہیں چھوڑا گیا– اپنی وفات سے قبل شوری کا تقرر عمر رضی اللہ عنہ نے زخمی ہونے کے بعد کیا کیونکہ کبھی بھی وفات ہو سکتی تھی اور یہ خاص واقعہ ہے عموم نہیں ہے- عموم وہ ہے جو ابو بکر، علی اور معاویہ رضی اللہ عنہم نے کیا-ان تینوں نے اگلے خلیفہ کا تقرر خود کیا ہے اور جو اس کے خلاف بیان کیا جاتا ہے ان سندوں میں انقطاع ہے مجہول ہیں اور لوگوں کی ذاتی آراء ہیں

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے معاملہ کسی اور کے حوالے نہیں کیا خود اپنا ایگزیکیوٹو آڈر دیا کہ اگلے خلیفہ عمر ہوں گے

روایات میں احتیاط

عمر رضی اللہ عنہ نے خبر واحد کو مطلّقا قبول نہیں کیا مثلا

سعيد بن عبد العزيز عن إسماعيل بن عبيد الله عن السائب بن يزيد قال سمعت عمر بن الخطاب يقول لأبي هريرة لتتركن الحديث عن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) أو لألحقنك بأرض دوس وانقطع من كتاب أبي بكر كلمة معناها دوس وقال لكعب لتتركن الحديث أو لألحقنك بأرض القردة

سعید بن عبد العزیز کہتے ہیں اسمٰعیل نے السائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا کہ رسول اللہ سے حدیث روایت کرنا چھوڑ و ورنہ تم کو ارض دوس اور کعب الاحبار کو کہا کہ تم کو بندروں کی زمین میں بدر کروں گا[12]

---

[12]

امام ذهبی اپنی کتاب تذکرہ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ

أن عُمَرَ حَبَسَ ثَلاَثَةً: إِبْنَ مَسْعُوْدٍ وَأَبَا الدَرْدَاءِ وَأَبَا مَسْعُوْدَ الأَنْصَارِى فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتُمُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّهِ صلى الله عليه وسلم

اس کی سند میں سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ہے جس پر میں نے کئی بار جرح پیش کی ہے

یہ قول إبراهيم بن عبدالرحمن نے بیان کیا ہے
الهيثمي نے مجمع الزوائد ج:1 ص:149 میں لکھا ہے
رواه الطبراني في الأوسط – قلت : هذا أثر منقطع وإبراهيم ولد سنة عشرين ولم يدرك من حياة عمر إلا ثلاث سنين وابن مسعود كان بالكوفة ولا يصح هذا عن عمر (قلت : ويأتي باب التثبت عن بعض الحديث)انتهى.

الذھبی نے خود تبصرہ کیا

قُلْتُ: هَكَذَا هُوَ كَانَ عُمَرُ –رَضِيَ اللهُ عَنْهُ– يَقُوْلُ: أَقِلُّوا الحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ –صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ–. وَزَجَرَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ عَنْ بَثِّ الحَدِيْثِ، وَهَذَا مَذْهَبٌ لِعُمَرَ وَلِغَيْرِهِ

میں کہتا ہوں یہ عمر ایسے ہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم روایت کرو-انہوں نے ایک سے زیادہ اصحاب رسول کو ڈانٹا حدیث بیان کرنے پر اور یہ ان کا مذھب ہے اور دوسروں کا

اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بیت قیس کی حدیث کو رد کر دیا کہ ایک عورت کے قول پر ہم بھروسہ نہیں کر سکتے جس کا معلوم نہیں کہ بھول گئی ہو- عمر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بنت قیس کی بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا

ما كنا لندع كتاب ربنا وسنة نبينا لقول امراة لا ندرى احفظت ام لا -(سنن ابی داؤد:كتاب الطلاق، حديث ٢٢٩١)

ہم کتاب اللہ اور رسول اللہ کی سنت کو ایک عورت کی بات پر نہیں چھوڑ سکتے جس کو پتہ نہیں بات یاد بھی رہی یا نہیں۔

یعنی خبر واحد کو عمر رضی اللہ عنہ نے تسلیم نہیں کیا اگر کتاب اللہ کی مخالف ہو یہی عمر دور نبوی میں اس کے قائل تھے

طبرانی نے اس کو اوسط میں روایت کیا ہے میں کہتا ہوں یہ اثر منقطع ہے إبراهيم بن عبدالرحمن سن ٢٠ میں پیدا ہوا اور ان نے عمر کو نہیں پایا سوائے زندگی کے تین سال اور ابن مسعود تو کوفہ میں تھے اور یہ إبراهيم بن عبدالرحمن کا قول صحیح نہیں ہے

عمرؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے ایک انصاری پڑوسی سے باری مقرر کر رکھی تھی جو مدینہ کے بالائی علاقہ میں بنو اُمیہ میں رہتا تھا، اور ہم باری باری نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن میں آتا (وہ اپنا کام کاج کرتا) اور ایک دن وہ آپ کے پاس حاضر ہوتا اور میں اپنے گھریلو کام کاج کرتا رہتا۔ اور ہم میں ہر ایک، نبی اکرم ﷺ پر جو وحی نازل ہوتی یا کوئی دیگر مسئلہ ہوتا تو، اپنے ساتھی کو آ کر بتا دیتے تھے۔" اس طرح گویا دونوں علم نبوت حاصل کیا کرتے تھے۔

یہاں ایک آدمی کی خبر یہ قبول کر لیتے ہیں کیونکہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تو تصدیق کر لیتے یا دیگر اصحاب سے پوچھ لیتے ہوں گے ۔ وفات النبی کے بعد عمر کا رویہ بدل گیا ابو ہریرہ کی احادیث کو نہیں لیا اسی طرح فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو قبول نہیں کیا

عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو قرآن پڑھتے سنا جو اس قرات پر تھا جس کا ان کو علم نہیں تھا- اس شخص نے کہا میں نے رسول اللہ سے اس کو سیکھا ہے ۔ عمر نے اس خبر واحد کو رد کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے کہ تصدیق ہو یعنی کتاب اللہ کے خلاف جو بھی روایت پہنچی اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے قبول نہیں کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دھن مبارک سے اس کی تصدیق ہوئی

عمر سے منسوب غیر ضروری کلام

صحیح البخاری: کِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ (بَابُ قَوْلِهِ {لاَتَدْخُلُوابُيُوتَ النَّبِيِّ) صحیح بخاری: کتاب: قرآن پاک کی تفسیر کے بیان میں ہے

حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتْ امْرَأَةً جَسِيمَةً لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ

ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد قضاء حاجت کے لئے نکلیں وہ بہت بھاری بھر کم تھیں جو انہیں جانتا تھا اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ راستے میں عمر بن خطاب نے انہیں دیکھ لیا اور کہا کہ اے سودہ! ہاں خدا کی قسم آپ ہم سے اپنے آپ کو نہیں چھپا سکتیں دیکھئے تو آپ کس طرح باہر نکلی ہیں۔ بیان کیا کہ سودہ رضی اللہ عنہا الٹے پاؤں وہاں سے واپس آگئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے حجرہ میں تشریف رکھتے تھے اور رات کا کھانا کھا رہے تھے، رسول اللہ کے ہاتھ میں اس وقت گوشت کی ایک ہڈی تھی۔ سودہ رضی اللہ عنہا نے داخل ہوتے ہی کہا، یا رسول اللہ! میں قضاء حاجت کے لئے

نکلی تھی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے باتیں کیں، بیان کیا کہ آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہوئی، ہڈی اب بھی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ نے اسے رکھا نہیں تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں (اللہ کی طرف سے) قضاء حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

یہ روایت هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ کی سند سے ہے۔سند صحیح ہے البتہ روایت کا متن صحیح نہیں لگتا۔ سودہ رضی اللہ عنہا رات میں نکلیں اور عمر رضی اللہ عنہ کے لئے وہ ام المومنین تھیں لہذا ان کا تبصرہ کرنا مناسب نہیں تھا سورہ الاحزاب میں امہات المومنین کے حوالے سے احکام نازل ہو چکے تھے

راقم کے نزدیک متن منکر ہے۔ روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ یہ سب پلان کے تحت کر رہے تھے کہ اس طرح آوازیں کس کر وہ آیت حجاب کا نزول کروانا چاہتے تھے۔ صحیح بخاری ح 146 اور 6240 کے الفاظ ہیں

فَنَادَاهَا عُمَرُ: أَلاَ قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ ، حِرْصًا عَلَى أَنْ يُنْزِلَ الْحِجَابُ، قَالتْ عائشةُ: فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى الْحِجَابَ

عمر نے ان کو پکار کر کہا اے سودہ ہم تم پہچان گئے وہ چاہ رہے تھے کہ حجاب کا حکم نازل ہو۔عائشہ نے کہا پس اللہ تعالی نے آیت حجاب نازل کر دی

کیا اس طرح آوازیں کسنے سے اللہ تعالی قرآن کی آیات نازل کر دیتا تھا؟ ظاہر ہے قرآن کسی کی خواہش پر نازل نہیں ہوا تھا۔ حدیث افک میں موجود ہے کہ عورتیں رفع الحاجت کے لئے رات میں نکلتی تھیں۔ صحیح بخاری 4750 میں ہے وَكُنَّا لاَ نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ ہم خواتین رفع حاجت کے لئے رات میں نکلتی تھیں اور واقعہ افک نزول حجاب کے بعد ہوا ہے یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح آوازیں رات میں ام المومنین سودہ پر لگائیں۔ عمر رضی اللہ عنہ اس مزاج کے آدمی نہیں تھے جو اس روایت میں بیان ہوا ہے۔

عمر قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے تھے

تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے

أخبرنا يونس بن عبد الأعلى قراءة، أنبأ ابن وهب، أخبرني عبد الله بن لهيعة عن أبي الأسود قال: اختصم رجلان إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقضى بينهما، فقال الذي قضى عليه: ردنا إلى عمر بن الخطاب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نعم، انطلقا إلى عمر، فلما أتيا عمر قال الرجل: يا ابن الخطاب قضى لي رسول الله صلى الله عليه وسلم على هذا، فقال: ردنا إلى عمر حتى أخرج إليكما فأقضي بينكما، فخرج إليهما، مشتملا على سيفه فضرب الذي قال: ردنا إلى عمر فقتله، وأدبر الآخر فارا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله، قتل عمر والله صاحبي ولو ما أني أعجزته لقتلني، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما كنت أظن أن يجترئ عمر على قتل مؤمنين، فأنزل الله تعالى فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما فهدر دم ذلك الرجل وبرئ عمر من قتله، فكره الله أن يسن ذلك بعد، فقال: «ولو أنا كتبنا عليهم أن اقتلوا أنفسكم أو اخرجوا من دياركم ما فعلوه إلا قليل منهم» إلى قوله: وأشد تثبيتا

یونس بن عبدالاعلیٰ عبداللہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں کہ ابن الھیعہ نے انہیں ابو الاسود سے نقل کرتے ہوئے خبر دی: دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس جھگڑا لے گئے آپ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا جس کے خلاف فیصلہ ہوا اس نے کہا ہم کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے؟ دونوں عمرؓ کے پاس چلے جب عمرؓ کے پاس آئے تو ایک آدمی نے کہا اے ابن خطاب میرے لئے رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمادیا ہے اس معاملہ میں اس نے کہا ہم عمرؓ کے پاس جائیں گے تو ہم آپ کے پاس آ گئے عمرؓ نے پوچھا (اس آدمی سے) کہا ایسے ہی ہے؟ اس نے کہا ہاں عمرؓ نے فرمایا اپنی جگہ پر رہو یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں تمہارے درمیان فیصلہ کروں حضرت عمر اپنی تلوار لے کر آئے اس پر تلوار سے وار کیا جس نے کہا تھا کہ ہم عمر کے پاس جائیں گے اور اس

کو قتل کر دیا اور دوسرا پیٹھ پھیر کر بھاگا اور رسول اللہ ﷺ سے آ کر کہا یا رسول اللہ اللہ کی قسم عمرؓ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اگر میں بھی وہاں رکا رہتا تو وہ مجھے بھی قتل کر دیتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا گمان یہ نہیں تھا۔ کہ عمرؓ ایمان والوں کو قتل کی جرات کریں گے تو اس پر یہ آیت اتری لفظ آیت "فلا وربک لا یؤمنون" تو اس آدمی کا خون باطل ہو گیا اور عمرؓ اس کے قتل سے بری ہو گئے اللہ تعالیٰ نے بعد میں اس طریقہ کو ناپسند کیا تو بعد والی آیات نازل فرمائیں اور فرمایا لفظ آیت "ولو انا کتبنا علیھم ان اقتلوا انفسکم" سے لے کر "واشد تثبیتا" تک

وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا سوره النساء ٦٦

یہ روایت منکر ہے

تعزیری احکام صرف حاکم کا حق ہے اور دور نبوی میں قتل کا حکم صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر سکتے ہیں — کوئی اور نہیں۔ محمد الأمين بن عبد الله الأرمي العلوي الهرري الشافعي کتاب تفسیر حدائق الروح والريحان في روابي علوم القرآن میں کہتے ہیں

.وهذا مرسل غريب في إسناده ابن لهيعة

یہ روایت مرسل ہے عجیب و منفرد ہے اس کی سند میں ابن لہیعة ہے

ابن کثیر تفسیر میں اس قصے کو نقل کر کے کہتے ہیں

وَهُوَ أَثَرٌ غَرِيبٌ مُرْسَلٌ، وَابْنُ لَهِيعَةَ ضَعِيفٌ

یہ اثر عجیب ہے مرسل ہے اور ابْنُ لَهِيعَةَ ضعیف ہے

محاسن التأويل میں المؤلف: محمد جمال الدين بن محمد سعيد بن قاسم الحلاق القاسمي (المتوفى: 1332ھ) کہتے ہیں

وهو إثر غريب مرسل. وابن لهيعة ضعيف

اس راوی پر محدثین کا اختلاف رہا ہے – بعض نے مطلقاً ضعیف کہا ہے بعض نے کہا کہ اگر ابن المبارك وابن وہب والمقری اس سے روایت کریں تو لکھ لو- اس طرح اس قصے کو قبول کرنے والے کہتے ہیں ابن وھب نے روایت کیا ہے لہذا قبول کیا جائے گا- لیکن یہ قول اس وقت لیا جاتا ہے جب اختلاط کا خطرہ ہو کیونکہ عبد اللہ بن لہیعة آخری عمر میں مختلط تھا اور اس نے اپنی کتابیں بھی جلا دیں تھیں- موصوف مدلس بھی ہیں اور یہ جرح اس سند پر بھی ہے اس کو کوئی رد نہیں کر سکتا

ابن سعد نے طبقات میں بحث کو سمیٹا ہے کہ

إنه كان ضعيفاً یہ ضعیف ہی ہے

ابن ابی حاتم جن کی تفسیر میں یہ قصہ ہے ان کے باپ کا کہنا تھا

وأبو حاتم: إمره مضطرب، عبد اللہ بن لہیعة کا کام مضطرب ہے

روایت میں شیعیت ہے

اس کو رافضی الكلبی نے بھی روایت کیا ہے

قال الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس: نزلت في رجل من المنافقين يقال له بشر كان بينه وبين يهودي خصومة، فقال اليهودي: انطلق بنا إلى محمد، وقال المنافق: بل نأتي كعب بن الأشرف –وهو الذي سماه الله تعالى الطاغوت– فأبى اليهودي إلا أن يخاصمه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما رأى المنافق

ذلك ‘‘أتى معه’’ النبي صلى الله عليه وسلم واختصما إليه فقضى رسول الله صلى الله عليه وسلم لليهودي فلما خرجا من عنده لزمه المنافق وقال: ننطلق إلى عمر بن الخطاب فأقبلا إلى عمر، فقال اليهودي: اختصمت أنا وهذا إلى محمد فقضى لي عليه فلم يرض بقضائه وزعم أنه مخاصم إليك وتعلق بي فجئت معه، فقال عمر للمنافق: أكذلك؟ فقال: نعم فقال لهما: رويدكما حتى أخرج إليكما فدخل عمر البيت وأخذ السيف فاشتمل عليه ثم خرج إليهما فضرب به المنافق حتى برد وقال: هكذا أقضي بين من لم يرض بقضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وهرب اليهودي، ونزلت هذه الآية وقال جبريل عليه السلام: إن عمر فرق بين الحق والباطل فسمي الفاروق.

الکلبی ابو صالح سے اور ابو صالح ابن عبّاسؓ سے روایت کرتے ہیں: یہ آیت بشر نامی ایک منافق کے بارے میں نازل ہوئی۔ بشر اور ایک یہودی کے مابین جھگڑا ہوا۔ یہودی نے کہا چلو آؤ محمد کے پاس فیصلہ کے لئے چلیں۔ منافق نے کہا نہیں بلکہ ہم کعب بن اشرف یہودی —جسے اللہ تعالی نے طاغوت کا نام دیا— کے پاس چلیں۔ یہودی نے فیصلہ کروانے سے ہی انکار کیا مگر یہ کہ جھگڑے کا فیصلہ رسول اللہ سے کروایا جائے۔ جب منافق نے یہ دیکھا تو وہ اس کے ساتھ نبی ﷺ کے کی طرف چل دیا اور دونوں نے اپنا اپنا مؤقف پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ وہ دونوں جب آپ کے پاس سے نکلے تو منافق نے عمر بن خطابؓ کے پاس چلنے پر اصرار کیا اور وہ دونوں عمرؓ کے پاس پہنچے۔ یہودی نے کہا، میں اور یہ شخص اپنا جھگڑا محمد کے پاس لے کر گئے اور محمد نے میرے حق میں اور اس کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ چنانچہ یہ ان کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور آپ کے پاس آنے کا کہا تو میں آپ اس کے ساتھ آپ کی طرف آیا۔ عمرؓ نے منافق سے پوچھا، 'کیا یہی معاملہ ہے؟' اس نے کہا، 'جی ہاں۔' عمرؓ نے ان دونوں سے کہا تم دونوں میری واپسی کا انتظار کرو۔ عمرؓ اپنے گھر گئے، اپنی تلوار اٹھائی اور واپس ان دونوں کے پاس لوٹے اور منافق پر وار کیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ”جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو نہیں مانتا

اس کے لئے میرا یہی فیصلہ ہے۔" یہ دیکھ کر یہودی بھاگ گیا۔ اس پر یہ آیت (النساء ٦٥) نازل ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے کہا: بے شک عمرؓ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا اور انہوں نے آپ کا نام "الفاروق" رکھا

اور ابن الهيعہ نے اغلباً تدلیس کی ہے کیونکہ ابی الاسود سے لے کر عمر رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی تک سند نہیں ہے

الكَلْبِيُّ مُحَمَّدُ بنُ السَّائِبِ بنِ بِشْرٍ المتوفی ١٤٦ اور ابن الهيعہ المتوفی ١٧٤ اکے ہیں دونوں پر شیعت کا اثر تھا — روایت کو عمر رضی اللہ عنہ کی تنقیص میں بیان کیا گیا کہ وہ حکم نبوی انے سے قبل ہی اپنی چلاتے تھے

خوارج کے آئیڈیل میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ، قَالَ: قَالَتِ الْخَوَارِجُ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: تُرِيدُ أَنْ تَسِيرَ، فِينَا بِسِيرَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ؟ فَقَالَ: مَا لَهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ , وَاللَّهِ مَا زِدْتُ أَنْ أَتَّخِذَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَامًا

عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ نے کہا کہ خوارج نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کیا آپ ہم سے سیرت عمر بن خطاب کا ذکر کریں گے ؟ عمر بن عبد العزیز نے کہا: کیوں؟ اللہ کی مار ہو تم لوگوں پر۔ اللہ کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنا امام رکھوں گا

زبان عمر سے حق و باطل کا فرق جاری ہوا

طبقات ابن سعد میں ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الأَزْرَقِيُّ الْمَكِّيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَسَنٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى قَالَ: [قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ وَهُوَ الْفَارُوقُ فَرَّقَ اللَّهُ بِهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ

أيوب بن موسى بن عمرو بن سعيد بن العاص نے کہا رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے حق کو عمر کی زبان پر جاری کیا اور وہ فاروق ہیں ان کے ذریعہ حق و باطل میں فرق ہوا

یہ سند ٹوٹی ہوئی ہے کیونکہ راوی نے نبی سے نہیں سنا۔

الفاروق کا لقب

طبقات ابن سعد ہی میں ہے کہ الحسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ایک ہمدانی سے فرمایا أَنَا ابْنُ الْفَارُوقِ یعنی یہ لقب علی کے لئے اہل تشیع استعمال کر رہے تھے

طبقات ابن سعد میں ہے کہ نصرانیوں نے سب سے پہلے الفاروق کا لقب عمر رضی اللہ عنہ کو دیا۔

قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: بَلَغَنَا أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ كَانُوا أَوَّلَ مَنْ قَالَ لِعُمَرَ الْفَارُوقَ. وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يَأْثِرُونَ ذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِمْ وَلَمْ يَبْلُغْنَا أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ذَكَرَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا. وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ ذَلِكَ إلا لِعُمَرَ كَانَ فِيمَا يَذْكُرُ مِنْ مَنَاقِبِ عُمَرَ الصَّالِحَةِ وَيُثْنِي عَلَيْهِ.

امام زہری نے کہا ہم تک پہنچا ہے کہ اہل کتاب نے سب سے پہلے عمر کو الفاروق کہا۔ اور یہ ان کا قول مسلمانوں نے بھی لیا اور اس پر کوئی قول ہم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں آیا ہے۔ اور نہ ہم تک یہ آیا ہے کہ ابن عمر نے عمر کے لئے اس لقب کو بولا ہو مناقب عمر میں ان کی تعریف میں

الفاروق بطور لقب عمر رضی اللہ عنہ پر کوئی صحیح حدیث نہیں ہے البتہ وہابی محقق عبد السلام بن محسن آل عیسی کا کتاب دراسة نقدية في المرويات الواردة في شخصية عمر بن الخطاب وسياسته الإدارية رضي الله عنه میں گمان ہے

ولعل الصواب أن الذين لقّبه بذلك هم المسلمون

اور ٹھیک یہ ہے کہ یہ لقب مسلمانوں کا دیا ہوا ہو گا

بہر حال یہ لقب مشہور ہے اور اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لقب کو اجماع امت حاصل ہو چکا ہے اس کو عمر کے لئے قبول کیا جائے گا

آواز پست کرو

سورہ الحجرات کی آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(1) يٰٓا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِه وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پہل نہ کرو اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے

يٰٓا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَه بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (2)

اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ بلند آواز سے رسول سے بات کیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَـهُـمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُـمْ لِلتَّقْوٰى لَـهُـمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ (3)

بے شک جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ کے حضور دھیمی کر لیتے ہیں یہی لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں کو پرہیزگاری کے لیے جانچ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے

(4) اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ

بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے

(5) وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس سے نکل کر آتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

ان آیات میں بتایا جا رہا ہے کہ لوگ حجرات النبی کے باہر جمع ہو جاتے اور شور کرتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائیں- اس عمل پر تنبیہ کی گئی کہ اگر آئندہ ایسا کیا تو عمل فنا ہو جائیں گے اور معلوم تک نہ ہو گا- صحیح بخاری میں اس کے برعکس بیان کیا گیا ہے کہ حجرات النبی کے باہر نہیں بلکہ عین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شیخین کا جھگڑا ہوا اور وہ اپنی اپنی چلانے کی کوشش کر رہے تھے- حدیث بیان کی جاتی ہے

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ: «أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمِّرِ القَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ عُمَرُ: بَلْ أَمِّرِ الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلاَفِي قَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ خِلاَفَكَ فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِي ذَلِكَ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تُقَدِّمُوا} [الحجرات: 1] حَتَّى انْقَضَتْ , (خ) 4367

ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ نے بیان کیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ بنو تمیم کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا- ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا القَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ کو ان کا امیر کریں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ

الاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ کو ان کا امیر کریں۔- ابو بکر نے کہا عمر تم تو میرے خلاف ہی بات کرنا، عمر نے کہا میں نے تمہاری مخالفت کا ارادہ نہیں کیا پس اس میں کلام ہوا اور آواز بلند ہو گئی پس یہ آیت نازل ہوئی

اے مومنوں رسول اللہ کے سامنے پیش قدمی مت کرو

واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ وفد میں میں دو صحابی الأقرع بْن حابس التميمي المجاشِعِي اور القَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ تھے- ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ اس وفد کی آمد کے موقعہ پر امیر کے انتخاب پر ابو بکر اور عمر کی بحث ہوئی اور بات شور تک پہنچی تو حکم نازل ہوا کہ رسول کی موجودگی میں پیش قدمی مت کرو– راوی ابن ابی ملیکہ سے یہ قصہ نافع بن عمر الجمحی اور ابن جریج نے نقل کیا ہے نافع بن عمر پر ابن سعد کا قول ہے کہ ثقہ ہے مگر اس میں کوئی چیز ہے قال ابن سعد ثقة فيه شيء – دوسرا راوی ابن جریج مدلس ہے اور اس قصہ کی تمام اسناد میں اس کا عنعنہ ہے – یعنی یہ روایت صحیح کے درجہ کی نہیں سمجھی جا سکتی

ترمذی نے اس کے تحت لکھا ہے کہ

قَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.

بعض نے اس قصہ کو بیان کیا ہے کہ ابن ابی ملیکہ اس قصہ کو مرسل بیان کرتا تھا اور اس روایت کی سند کو ابن زبیر تک نہیں لاتا تھا

راقم کہتا ہے بہت ممکن ہے ابن ابی ملیکہ کو ابن زبیر سے یہ قصہ نہیں ملا بلکہ کسی اور سے ملا اور بعد میں راویوں نے اس کی سند کو بلند کیا اور اس کو ابن زبیر کا بیان کردہ قصہ بنا دیا

دوسری طرف صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (رسول اللہ کی موجودگی میں آواز بلند مت کرو) تو انصاری موذن ثابت بن قیس کا ذکر ہوا کہ ان کو لگا ہے کہ آیت ان کے بارے میں ہے–اس حدیث میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر ہے جن کی وفات جنگ خندق پر ہوئی جو سن 3 یا 4 ہجری کا واقعہ ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ} [الحجرات: 2] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ جَلَسَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فِي بَيْتِهِ وَقَالَ: أَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ: «يَا أَبَا عَمْرٍو مَا شَأْنُ ثَابِتٍ؟ اشْتَكَى؟» قَالَ سَعْدٌ: إِنَّهُ لَجَارِي وَمَا عَلِمْتُ لَهُ بِشَكْوَى قَالَ: فَأَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ: أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذَلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ»

انس بن مالک نے کہا جب آیت نازل ہوئی اے ایمان والوں اپنی آواز کو رسول کی آواز سے بلند مت کرو آخر تک تو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ (جو موذن تھے) گھر جا کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے میں جہنمی ہوں... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نوٹ کیا کہ قیس موجود نہیں سعد سے پوچھا کہ ابو عمرو ثابت کا کیا حال ہے؟ سعد بن معاذ نے کہا وہ میرے پڑوسی ہیں اور مجھ کو کسی شکوہ کا علم نہیں پس سعد قیس کے ہاں پہنچے اور قول رسول کا ذکر کیا–ثابت نے کہا آیت نازل ہوئی ہے کہ اپنی آواز کو رسول کی آواز سے بلند مت کرو میں تو جہنمی ہو گیا پس اس کا ذکر نبی سے کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنتی ہے

اس روایت کی بناپر صحیح بخاری کی روایت کو صحیح نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ اس کے تحت آیات کا نزول غزوہ خندق سے بھی پہلے ہوا اور تاریخاً وفد بنو تمیم کی آمد اس غزوہ کے بعد ہی ممکن ہے کیونکہ بنو تمیم عرب میں مدینہ کے مشرق میں تھے جہاں آجکل ریاض ہے اور وہاں سے مدینہ تک رستے میں مشرکین کے قبائل تھے لہٰذا وہاں سے کثیر تعداد میں لوگوں کا مسجد النبی تک آنا ممکن نہیں تھا۔ متن قرآن میں موجود ہے کہ لوگ جن کو تنبیہ کی گئی وہ حجرات النبی کے باہر سے پکارا کرتے تھے وہ نبی کے سامنے شور و غل نہیں کر رہے تھے

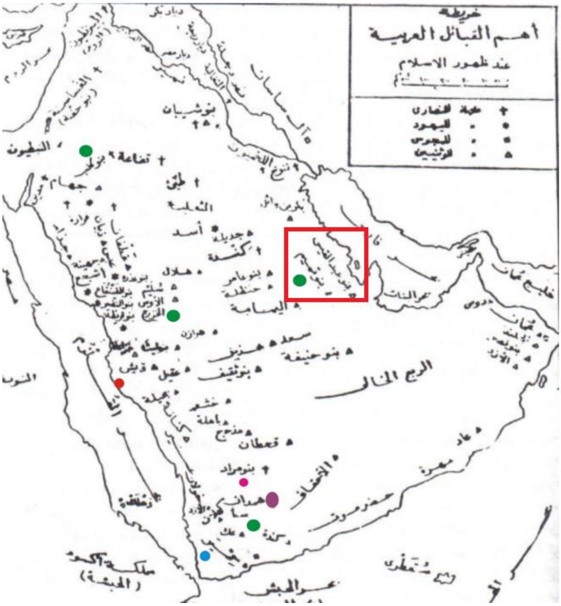

مشکل الاثار از طحاوی کی روایت ہے جس کے مطابق سورہ حجرات کی پہلی آیت کا تعلق عبادات سے ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْكَيْسَانِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي فِي إِمْلَاءِ أَبِي يُوسُفَ عَلَيْهِمْ , عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ حِبَالِ بْنِ رُفَيْدَةَ عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ الْأَجْدَعِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ عَرَفَةَ وَالنَّاسُ يَسْأَلُونَ يَرَوْنَ أَنَّهُ يَوْمُ النَّحْرِ فَقَالَتْ لِجَارِيَةٍ لَهَا: " أَخْرِجِي لِمَسْرُوقٍ سَوِيقًا وَحَلِّيهِ فَلَوْلَا أَنِّي صَائِمَةٌ لَذُقْتُهُ " فَقَالَ لَهَا: أَصُمْتِ هَذَا الْيَوْمَ وَهُوَ يُشَكُّ فِيهِ؟ فَقَالَتْ: " نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي مِثْلِ هَذَا الْيَوْمِ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُولِهِ} [الحجرات: 1] كَانَ قَوْمٌ يَتَقَدَّمُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّوْمِ وَفِيمَا أَشْبَهَهُ , فَنُهُوا عَنْ ذَلِكَ

عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد مسروق نے روایت کیا کہ ام المومنین نے بیان کیا کہ ایک قوم تھی جو روزے اور اسی قسم کی عبادات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش قدمی کرتی اس آیت {یَا اَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَیْنَ یَدَیِ اللہِ وَرَسُولِہِ} [الحجرات: 1] کے ذریعہ سے ان کو اس (بدعتی) عمل سے منع کیا گیا

طبرانی میں ہے

فَقَالَتْ: إِنَّ نَاسًا كَانُوا يَتَقَدَّمُونَ الشَّهْرَ، فَيَصُومُونَ قَبْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگ (رمضان کا) مہینہ انے سے پہلے روزے رکھتے کہ رسول اللہ سے بھی پہلے روزے رکھ لیتے

شیعہ تفسیر طوسی میں ہے

وقال الحسن: ذبح قوم قبل صلاة العيد يوم النحر، فأمروا باعادة ذبيحة اخرى

حسن بصری نے کہا لوگ رسول اللہ سے پہلے عید میں ذبح کرتے پس ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ ذبح کرو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

شیعہ تفسیر طبرسی میں ہے

نزل قوله « يا أيها الذين آمنوا لا ترفعوا أصواتكم » إلى قوله « غفور رحيم » في وفد تميم و هم عطارد بن حاجب بن زرارة في أشراف من بني تميم منهم الأقرع بن حابس و الزبرقان بن بدر و عمرو بن الأهتم و قيس بن عاصم في وفد عظيم فلما دخلوا المسجد نادوا رسول الله (صلى الله عليهوآلهوسلّم) من وراء الحجرات أن اخرج إلينا يا محمد

آیت آواز بلند مت کرو، یہ نازل ہوئی وفد بنو تمیم کی آمد پر اور اس میں عطارد بن حاجب بن زرارۃ تھا جو بنو تمیم کے معزز لوگ تھے جن میں الاقرع بن حابس اور الزبر قان بن بدر اور عمرو بن الاہتم اور قیس بن عاصم بھی تھے۔یہ ایک عظیم وفد تھا پس جب یہ مسجد النبی میں داخل ہوئے انہوں نے پکار نا شروع کر دیا حجرات النبی کے پیچھے سے اے محمد باہر نکلو

راقم کہتا ہے یہ تفسیر اس حد تک متن قرآن سے مطابقت رکھتی ہے کہ حجرات سے باہر لوگ پکار رہے تھے اور آیت کے شان نزول کا ابو بکر یا عمر سے کوئی تعلق نہیں ہے

الکافی از کلینی میں تدفین حسن رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے حسین رضی اللہ عنہا نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کی شان اقدس میں طنزیہ جملے بولے اور اس آیت کا ذکر کیا لیکن یہ نہیں کہا کہ یہ آیات ابو بکر کے لئے نازل ہوئی

علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن بكر بن صالح [قال الكليني] وعدة من أصحابنا، عن ابن زياد، عن محمد بن سليمان الديلمي، عن هارون بن الجهم، عن محمد ابن مسلم قال سمعت ابا جعفر عليه السلام يقول .... وبهذا الاسناد، عن سهل، عن محمد بن سليمان، عن هارون بن الجهم، عن محمد بن مسلم قال: سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول .... فقال لها الحسين بن علي صلوات الله عليهما ... قال الله عزوجل " يا أيها الذين آمنوا لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت

النبي " ولعمري لقد ضربت أنت لابيك وفاروقه عند اذن رسول الله صلى الله عليه وآله المعاول، وقال الله عزوجل " إن الذين يغضون أصواتهم عند رسول الله اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى(1) " ولعمري لقد أدخل أبوك وفاروقه على رسول الله صلى الله عليه وآله بقربهما منه الاذى،

راقم کہتا ہے کہ اسکی سند ضعیف بھی ہے –شیعہ علماء رجال کے مطابق اس کی سند ضعیف ہے- شیعہ کتاب رجال طوسی کے مطابق اس سند میں محمد بن سلیمان الدیلمی بصری ضعیف ہے مشایخ الثقات-غلام رضا عرفانیان میں بھی اس راوی کو ضعیف قرار دیا گیا ہے

غور طلب ہے کہ شیعوں نے جو سن 300 ہجری تک کے ہیں ان میں کسی نے سورہ حجرات کی ابتدائی آیات کے شان نزول میں یہ ذکر نہیں کیا جو صحیح بخاری کی روایت میں بیان ہوا کہ شیخین رضی اللہ عنہما کا جھگڑا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا اور آیات نازل ہوئیں-راقم اس تحقیق کے تحت صحیح بخاری کی اس منکر روایت کو رد کرتا ہے

عمر نے اپنے بیٹے پر حد جاری کی؟

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: «ذُكِرَ لِي أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ، وَأَصْحَابَهُ شَرِبُوا شَرَابًا بِالشَّامِ، وَأَنَا سَائِلٌ عَنْهُ، فَإِنْ كَانَ مُسْكِرًا جَلَدْتُهُمْ»

السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ نے کہا مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے ذکر کیا گیا ہے کہ عبید اللہ اور اس کے اصحاب نے شام میں شراب پی ہے اور میں اس پر سوال کروں گا اگر ایسا ہوا تو کوڑے لگاؤں گا

مصنف عبد الرزاق میں ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: «شَهِدْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا» فَقَالَ: «إِنِّي وَجَدْتُ مِنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رِيحَ الشَّرَابِ، وَإِنِّي سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَزَعَمَ أَنَّهَا الطِّلَاءُ، وَإِنِّي سَائِلٌ عَنِ الشَّرَابِ الَّذِي شَرِبَ، فَإِنْ كَانَ مُسْكِرًا جَلَدْتُهُ» قَالَ: فَشَهِدْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَجْلِدُهُ

السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ میں نے عمر کے ساتھ جنازہ پڑھا اس کے بعد وہ ہماری طرف پلٹے کہا میں نے عبید اللہ بن عمر میں شراب کی بو پائی اور میں نے جب سوال کیا تو اس نے کہا یہ الطِّلَاءُ تھا، میں نے اس سے پوچھا یہ کیا پیا تھا، اگر نشہ آور ہوا تو کوڑے ماروں گا — پس میں نے دیکھا انہوں نے اس کو کوڑے مارے

موطا میں ہے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، أَخْبَرَهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: إِنِّي وَجَدْتُ مِنْ فُلانٍ رِيحَ شَرَابٍ، فَسَأَلْتُهُ، فَزَعَمَ أَنَّهُ شَرِبَ طِلاءً، وَأَنَا سَائِلٌ عَنْهُ، فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ الْحَدَّ، فَجَلَدَهُ الْحَدَّ

عمر نے کہا میں نے فلاں کے منہ سے شراب کی بو پائی

اس خبر میں سائب بن یزید کا تفرد ہے اور عبید اللہ بن عمر کے خلاف ہے جس نے عمر کے قتل کی پاداش میں ابو لولوٴ کی بیٹی کا قتل کر دیا تھا- راوی کا مقصد عبید اللہ پر تنقید ہے-

قال ابن قتيبة، قال: وأما أبو شحمة بن عمر فضربه عمر الحد في الشراب، وفي أمر آخر، فمات ولا عقب له

ابن قتیبہ نے کہا کہ عمر نے اپنے بیٹے ابو شحمہ کو شراب پر کوڑے مارے اور یہ مر گئے

إبو شحمۃ کا نام عبد الرحمان بن عمر بن الخطاب ہے کہا جاتا ہے مصر میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان کو کوڑے مارے اور پھر مدینہ بھیجا جہاں عمر نے ادب سکھانے کوڑے مارے پھر یہ بیمار ہوئے اور چل بسے

ابن شبة النميري نے تاريخ المدينة - إقامة عمر (ر) الحدود على القريب والبعيد الجزء : (3) - رقم الصفحة : (841 /842) پر روایت کا ذکر کیا ہے

حدثنا : أبو عاصم ، قال : حدثني : ابن جريج ، قال : قال ابن شهاب ، حدثني : سالم بن عبد الله ، عن أبيه ، قال : شرب أخي عبد الرحمن بن عمر ، وشرب معه أبو سروعة عقبة بن الحارث شرابا فسكرا منه بمصر في خلافة عمر (ر) ، فلما ضحيا أتيا عمرو بن العاص (ر) وهو أمير بمصر ، فقالا : طهرنا ، فذكر أخي لي أنه قد سكر ، فقلت له : ادخل الدار أطهرك ، فقال : قد حدثت الأمير ، فقلت : لا والله لا تحلق اليوم على رؤوس الناس ، قال : وكانوا إذ ذاك يحلقون مع الحد ، فدخل معي الدار ، قال : فحلقت أخي بيدي وجلدهما عمرو ، فسمع بذلك عمر (ر) فكتب

إلى عمرو : ابعث إلي عبد الرحمن على قتب ، ففعل فلما قدم عليه جلده لمكانه منه ثم أرسله ، فمكث أشهرا صحيحا ، فأصابه قدره ، فحسب عامة الناس أنه مات من جلده ، ولم يمت منجلده.

سالم نے اپنے باپ عبد اللہ ابن عمر سے روایت کیا کہ خلافت عمر میں میرے بھائی عبد الرحمان بن عمر نے پیا اور ان کے ساتھ أبو سروعة عقبة بن الحارث نے بھی مصر میں شراب کو پیا پھر صبح کو عبد الرحمان بن عمر خود امیر مصر عمرو بن العاص کے پاس آئے اور ان لوگوں نے عمرو سے کہا ہم کو پاک کرو، میرے بھائی نے ذکر کیا کہ ان کو نشہ ہوا تھا- میں (ابن عمر) نے ان سے کہا گھر جاؤ ہم پاک کریں گے - عبد الرحمان بن عمر نے کہا میں امیر سے اس کا ذکر کر چکا ہوں- میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم میں لوگوں کے سامنے تمہارا سر نہیں مونڈھوں گا ! کہا وہ حد میں ایسا کرتے تھے پس یہ گھر گئے اور گھر ہی میں ، میں نے اپنے بھائی (عبد الرحمان بن عمر) کا سر مونڈھ دیا اور (پھر مجمع میں) عمرو نے کوڑے مارے، جب اس کے بارے میں عمر نے سنا انہوں نے عمرو کو لکھا کہ عبد الرحمان کو یہاں بھیجو .... مدینہ پہنچنے پر ان کو پھر کوڑے مارے گئے پھر ابو شحمہ ایک ماہ صحیح (صحت) رہے لیکن ان کی قدر آن پہنچی (یعنی وفات ہو گئی)-لوگ سمجھے کہ کوڑے کھانے سے ہوئی ہے، جبکہ یہ وجہ نہیں تھی

یہاں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ راویوں نے دو ناموں میں گھپلا کیا ہے عبید اللہ اور عبد الرحمان دو الگ الگ بیٹے ہیں لیکن راویوں نے نام ملا دیے ہیں اور آگے آئے گا کہ کسی نے شراب کی حد کہا ہے کسی نے زنا کی حد کہا ہے

یہ خبریں شاذ و منکر ہیں البتہ کوڑے مارنے کی خبر کو فتح الباری میں ابن حجر نے وإخرجه عبد الرزاق بسند صحیح کہہ دیا ہے اور ابن حجر نے اصابہ میں ابو شحمۃ عبد الرحمٰن بن عمر بن الخطاب کے ترجمہ میں لکھا ہے

وقد أخرج عبد الرازق القصة مطولة عن معمر بالسند المذكور، وهو صحيح - وعمر عاش بعد النبي صلّى اللَّه عليه وآله وسلم نحو ثلاث عشرة سنة، وكان موت عبد الرحمن قبل موت أبيه بمدة، ولا يضرب الحدّ إلا من كان بالغا، وكذا لا يسافر

إلى مصر إلا من كان رجلا أو قارب الرجولية، فكونه من أهل هذا القسم ظاهر جدا.

عبدالرازق نے معمر کی سند سے طویل قصہ نقل کیا ہے اور وہ صحیح ہے اور عمر، نبی کے بعد ۱۳سال زندہ رہے اور عبد الرحمان کی موت ان کے باپ کی وفات سے ایک مدت پہلے ہوئی اور حد نہیں لگتی الا یہ کہ بالغ ہو اور اسی طرح مصر وہ نہیں جا سکتا الا یہ وہ جو مرد ہو یا رجولیت کے قریب ہو پس اسی قسم میں سے ظاہر ہے کوئی عمر تھی

ابن حجر نے ان روایات کو قبول کیا ہے –

راقم کہتا ہے یہ غلطی ہے- روایات کے مطابق عبد الرحمان نے النبیذ کو پیا تھا جو سنت میں سے ہے اور شراب نہیں ہے- تین دن کے اندر النبیذ کو پی لینے سے نشہ نہیں ہوتا اور نشہ اس وقت سمجھا جاتا ہے جب تک انسان فاتر العقل نہ ہو جائے – صحیح مسلم کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَنْتَبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا، وَلَا تَنْتَبِذُوا الرُّطَبَ وَالزَّبِيبَ جَمِيعًا، وَلَكِنِ انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ عَلَى حِدَتِهِ

ابو قتادہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک کھجور اور کچی کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے، خشک کھجور اور خشک کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے کہ کچی کھجور اور تر کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ نبیذ بناؤ

صحیح مسلم اور مسند احمد کی حدیث ہے

عبد الله بن عباس رضی الله عنہ فرماتے ہیں : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْتَبَذُ لَهُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ إِذَا أَصْبَحَ يَوْمَهُ ذَلِكَ وَاللَّيْلَةَ الَّتِي تَجِيءُ وَالْغَدَ وَاللَّيْلَةَ الْأُخْرَى وَالْغَدَ إِلَى الْعَصْرِ فَإِنْ بَقِيَ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ أَوْ أَمَرَ بِهِ فَصُبَّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رات کے آغاز میں نبیذ بنائی جاتی تھی اسے آپ اس دن صبح کو نوش فرماتے اور آئندہ رات کو بھی اور دوسرے دن میں بھی, اور اس سے اگلی رات اور تیسرے دن بھی عصر تک پی لیتے, اسکے بعد اگر وہ بچ جاتی تو وہ خادم کو پلا دیتے یا پھر اسکے بارہ میں حکم دیتے تو اسے پھینک دیا جاتا۔

سائنس کے مطابق ١٢ سے ٣٦ گھنٹے میں الکوحل بننا شروع ہو جاتی ہے اس لئے تین دن بعد الکوحل کی مقدار اس قدر ہے کہ یہ شراب ہے لہٰذا فقہ میں تین دن سے پہلے پہلے نبیذ کو شراب نہیں کہا گیا[13]- سوال یہ ہے کہ حالت

13

اسلام میں شراب حرام ہے ایک دور تک مسلمان اس کی کیمیائی ترکیب نہیں جانتے تھے پس یہ جانتے تھے کہ یہ ممنوع ہے اصلا شراب بننے میں وہی کیمیائی عمل ہوتا ہے جو خمیر اٹھنے میں ہوتا ہے خمیری روٹی حلال ہے لہذا یہ کیمیائی عمل حرام نہیں ہے یعنی
Fermentation
کا عمل حرام نہیں ہے

اسی طرح الکحل
Alochol
کی بھی بہت سی اقسام ہیں ان میں تمام حرام نہیں ہیں صرف ایک خاص الکوحل حرام ہے جس کو پیا جاتا ہے اور وہ ایتھنول
Ethanol
ہے

اس میں بھی ایتھنول کو اصلی صورت میں پیا نہیں جا سکتا کیونکہ اس سے زبان جلس جائے گی اس بنا پر اس کو تحلیل کر دیا جاتا ہے

نشہ کب ہے؟ فقہاء نے نشہ کی حالت مقرر کی ہوئی ہے کتاب التوضيح لشرح الجامع الصحيح از ابن الملقن کے مطابق ابن حزم کہتے ہیں

قال ابن حزم: سئل أحمد بن صالح عن السكران؟

فقال: أنا آخذ بما رواه ابن جريج عن عمرو بن دينار، عن يعلي بن منبه، عن أبيه قال: سألت عمر بن الخطاب عن حد السكران؟ فقال: هو الذي إذا استُقْرِئَ سورةً لم يقرَأْها، وإذا خلط ثوبه في ثياب لم يخرجه. قال ابن حزم: وهو نحو قولنا: لا يدري ما يقول

میں نے احمد بن صالح سے نشہ کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا ہم وہ لیتے ہیں جو ابن جریج نے عمرو سے انہوں نے یعلی سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نشہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا جب اس کو سورت پڑھنے کو کہیں اور نہ پڑھ پائے یا لباس الٹا سیدھا پہنے ابن حزم نے کہا یہی ہمارا قول ہے کہ وہ نہ جانے کیا کہہ رہا ہے

امام ابو حنیفہ کہتے ہیں

وقال أبو حنيفة: لا يكون سكرانًا حتى لا يميز الأرض من السماء

وہ نشہ میں نہیں ہے حتی کہ آسمان و زمین کی تمیز نہ کر پائے

امام الشافعی کہتے ہیں

أقل السكر أن يغلب على عقله في بعض ما لم يكن عليه قبل (الشراب)

کم از کم نشہ ہے کہ اس کی عقل ویسی نہ رہے جیسی پینے سے پہلے تھی

عبد الرحمان نے نبیذ پی تھی اور صبح تک ان کو ہلکا نشہ کا احساس ہوا خود امیر مصر عمرو کے پاس چل کر پہنچے لہذا راقم کہتا ہے یہ حالت نشہ نہیں ہے جس کا راویوں نے ذکر کیا ہے[14]- فقہاء کے نزدیک یہ کیفیت نشہ کی نہیں بنتی -اسی بنا پر محدثین میں سے بعض نے ان روایات کو مطلقا رد کر دیا ہے- تذکرۃ الموضوعات از محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی (المتوفی: 986ھ-) میں ہے

14

ہمارے ہاں فقہاء کے دو گروہ ہوئے ایک کہتا تھا کہ نبیذ بھی نشہ ہے حرام ہے البتہ کوفہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی جو مذہب تھا اس میں یہ قول معروف تھا کہ جب تک کسی چیز میں نشہ نہ ہو وہ حرام نہیں ہے اس کو احناف نے لیا لیکن محدثین کا ایک گروہ اختلاف کرتا رہا اور وہ اس طرح کی سندیں جمع کرتے تھے جس میں ان کی رائے والا متن ہو
لہذا ابو داود اور عبد الرزاق نے نبیذ کی مخالفت میں روایت کیا ہے اور باقی نے اس کے حق میں - بغداد میں محدث امام وکیع نے محدثین سے اختلاف کیا اور الذھبی کتاب تذکرہ الحفاظ ج ۱ ص ۲۲٤ میں لکھتے ہیں

مَا فِيهِ إِلَّا شُرْبُهُ لِنَبِيذِ الْكُوفِيِّينَ وَمُلَازَمَتُهُ لَهُ جَاءَ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْهُ انتهى

یعنی امام وکیع نے ابو حنیفہ کے ایک قول پر فتوی دیا اور وہ کوفییوں کی نبیذ پینے کے جواز میں ہے

وکیع مجتہد تھے اور ان کی رائے امام ابو حنیفہ کی رائے سے منطبق ہوتی تھی-
واضح رہے کہ یہ وہ وقت ہے جب لوگوں کو الکوحل کا علم نہیں ہے وہ صرف مشروب کا نام سن کر اس کو حرام کہہ دیتے تھے لہذا نبیذ یا دیگر مشروبات شراب نہیں تھے ان کو پیا جا سکتا ہے الا یہ کہہ تین دن کے بعد ان میں شراب کی کیفیت پیدا ہو
اس وقت یہ مسکر ہوں گے اور حرام متصور ہوں گے
یہ ہے جھگڑا جس میں احناف کا باقی فقہاء سے اختلاف تھا

آج سائنس سے یہ پتا چل چکا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی بات میں وزن ہے کیونکہ تین دن بعد نبیذ میں الکوحل اتنی ہو گی کہ بو آئے اور نشہ ہو اس سے پہلے اس کو شراب اس لئے نہیں کہا جا سکتا

حَدِيث «أَبِي شَحْمَةَ وَلَدُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَزِنَاهُ وَإِقَامَةُ عُمَرَ عَلَيْهِ الْحَد وَموته» بِطُولِهِ لَا يَصح بل وَضعه الْقصاص

ابو شحمہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں شراب پینے اور زنا کرنے والی روایات قصہ گووں کی ایجاد ہیں

بعض نے ابو شحمہ رضی اللہ عنہ پر زنا کی تہمت لگا دی ہے-

اللآلىء المصنوعة في الأحاديث الموضوعة از عبد الرحمٰن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911ھ-) میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَص عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ تَدْخُلُ عَلَى آلِ عُمَرَ وَمَعَهَا صَبِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ: مَا الصَّبِيُّ مَعَكِ؟ قَالَتْ: هُوَ ابْنُكَ وَقَعَ عَلَيَّ أَبُو شَحْمَةَ فَهُوَ ابْنُهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرُ فَأَقَرَّ فَقَالَ عُمَرُ لِعَلِيٍّ اجْلِدْهُ فَضَرَبَهُ عُمَرُ خَمْسِينَ وَضَرَبَهُ عَلِيٌّ خَمْسِينَ فَأَتَى بِهِ فَقَالَ لِعُمَرَ يَا أَبَتِ قَتَلْتَنِي فَقَالَ إِذَا لَقِيتَ رَبَّكَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ أَبَاكَ يُقِيمُ الْحُدُود. -مَوضُوع

سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ نے ذکر کیا کہ ال عمر کے پاس ایک عورت گئی اور اس کے ساتھ ایک بچہ تھا- عمر نے پوچھا یہ بچہ کون ہے؟ بولی یہ آپ کا بیٹا (پوتا) ہے اور ابو شحمہ مجھ پر واقع ہوا اور یہ اس کا بچہ ہے پس عمر نے ابو شحمہ کو بلوایا اور اقرار کروا لیا، پھر ان کو پچاس کوڑے مارے اور علی نے بھی پچاس کوڑے مارے- پھر عمر سے ابو شحمہ نے کہا اے باپ آپ مجھ کو قتل کر دیں گے؟ عمر نے کہا جب تم اپنے رب کو ملو تو بتا دینا کہ تیرا باپ حدود کو قائم کرتا ہے

سیوطی نے کہا گھڑی ہوئی روایت ہے

تلخیص کتاب الموضوعات لابن الجوزی میں الذھبی نے کہا

هَذَا وَضعه الْقصاص، يروى عَن أبي الْأَحْوَص سَلام، / عَن سعيد بن مَسْرُوق مُنْقَطِعًا. ويروى بِإِسْنَاد مظلم، عَن أبي حُذَيْفَة، عَن شبْل، عَن مُجَاهِد

یہ قصہ گھڑا ہوا ہے اس کو منقطع سند سے سعید بن مَسرُوق سے روایت کیا گیا ہے اور اندھیری سند کے ساتھ اس قسم کا قصہ ابن عباس سے بھی روایت کیا گیا ہے

تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأخبار الشنیعۃ الموضوعۃ از نور الدین، علی بن محمد بن علی بن عبد الرحمٰن ابن عراق الکنانی (المتوفی: 963ھ-) میں ہے

قَالَ الدَّارَقُطْنِيّ حَدِيث مُجَاهِد عَن ابْن عَبَّاس، فِي جلد أبي شحمة لَيْسَ بِصَحِيح

دار قطنی نے کہا حدیث مجاہد جو ابن عباس سے ہے کہ ابو شحمہ کو کوڑے مارے صحیح نہیں ہے

الاصابہ از ابن حجر میں ہے کہ عمر نے اپنے ایک اور بیٹے أبو شحمة بن عمر بن الخطاب کو کوڑے مارے

أبو شحمة بن عمر بن الخطاب . جاء في خبر واه أن أباه جلده في الزنا فمات

أبو شحمة بن عمر بن الخطاب کے بارے میں ایک واہی خبر ہے کہ ان کے باپ نے کوڑے مارے زنا کی وجہ سے یہاں تک کہ مرے

راقم کہتا ہے یہ روایات فضائل عمر میں گھڑی گئی ہیں

ایسا حکم کرنا جو اللہ کا نازل کردہ نہ ہو؟

قرآن میں موجود ہے کہ جس نے وہ حکم دیا جو اللہ کا نہ ہو تو وہ ظالم ہے، فاسق ہے،کافر ہے سورہ المائدہ- منزل من اللہ کسی بھی حکم کو خلیفہ یا اس کی شوری کی جانب سے نہیں بدلا جا سکتا—یہ کام یہود و نصاریٰ کا تھا- افسوس اس قسم کی ایک تہمت عمر رضی اللہ عنہ پر لگائی جاتی ہے—

تین طلاق کے حکم میں تصرف

صحیح مسلم کتاب الطلاق میں ہے

عن ابن عباس، قال كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأبي بكر، وسنتين من خلافة عمر، طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر بن الخطاب إن الناس قد استعجلوا في أمر قد كانت لهم فيه أناة، فلو أمضيناه عليهم، فأمضاه عليهم

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی دو برس تک ایسا امر تھا کہ تین طلاق کو ایک لیا جاتا تھا- پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کی اس کام میں جس میں ان کے لیے تحمل اور سوچ بچار تھا۔ ہم ان پر نافذ کریں گے اس کے بعد انہوں نے اسے ان پر نافذ کر دیا۔ مسلم

اس روایت کے متن میں ابہام ہے کہ کیا نافذ کیا لہذا اس کی وضاحت کے لئے صحیح مسلم میں اس کے بعد دوسری موقوف روایت میں کھل کر لکھا گیا ہے کہ تین طلاق کو تین کیا گیا تھا

أخبرني ابن طاوس، عن أبيه، أن أبا الصهباء، قال لابن عباس أتعلم أنما كانت الثلاث تجعل واحدة على عهد النبي صلى الله عليه وسلم، وأبي بكر، وثلاثا من إمارة عمر؟ فقال ابن عباس نعم

ابوالصہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ جانتے ہو کہ تین طلاق ایک کر دی جاتی تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی امارت میں بھی تین سال تک تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں جانتا ہوں۔ (صحیح مسلم ،کتاب الطلاق)

ان دونوں روایتوں کو ملا کر نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ شروع میں اکٹھی تین طلاق کو ایک ہی مانا جاتا تھا، پھر دور عمر میں سختی کرنے کی وجہ سے تین کو تین ہی شمار کرنے کیا جانے لگا- یہ مفہوم کا دارومدار جس راوی پر ہے وہ ضعیف ہے-

اس کی سند میں راوی صہیب ،اِبوالصہباء البکری ہیں الذھبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں

عن علي، وابن عباس. وعنه طاوس، وسعيد بن جبير، وأبو نضرة. وثقه أبو زرعة، وقال النسائي: بصري ضعيف

صہیب ،اِبوالصہباء البکری . علی سے اور ابن عبّاس سے روایت کرتے ہیں اور ان سے طاوس، سعید بن جبیر، اوراِبو نضرۃ روایت کرتے ہیں —اِبوزرعۃ ان کو ثقہ کہتے ہیں اور نسائی ضعیف

طاؤسٍ، ابن عباس سے مبہم قول نقل کرتے ہیں اور امام مسلم نے اپنے تئیں اس مسئلہ پر دو سندیں دی ہیں لیکن اس میں کچھ مسائل ہیں

اول تین کو ایک کرنے پر امت کا عمل نہیں رہا کیونکہ تین کو ایک کر دینا ایک اہم مسئلہ ہے جو اگر واقعی ہوتا تو کسی اور صحابی نے بھی بیان کیا ہوتا اس اہم مسئلہ پر کسی اور صحابی کی حدیث بھی نہیں ہے

دوم ابن عباس بعض مسائل میں الگ موقف رکھتے ہیں جو باقی اصحاب رسول نقل نہیں کرتے مثلا رویت باری تعالی اور متعہ کی ممانعت وغیرہ لہذا اس کو صرف ابن عبّاس کے قول پر قبول نہیں کیا جا سکتا جبکہ اس کے خلاف احادیث موجود ہیں

سوم طاووس بن کیسان کے لئے الکرابیسی کہتے ہیں اس نے عکرمہ سے لیا ہے اور ابن عباس سے ارسال کیا ہے

طاووس بن کیسان کا سماع ابن عباس سے نہیں جبکہ یہ مکہ کے ہیں

کہا جاتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جو تین طلاقوں کے تین ہونے کا حکم دیا تھا، وہ شرعی حکم نہ تھا بلکہ تعزیری اور وقتی تھا، جو یک بار تین طلاقیں دینے والوں کے لئے سزا کے طور پر نافذ کیا گیا تھا—اس کے بر عکس عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے یہ قول ہی ثابت نہیں ہے کہ تین طلاق کو انہوں نے سزا کے طور پر طلاقِ تحریم بنایا۔ بیک وقت تین طلاق پر عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہوتے اور دینے والے کی پیٹھ پر مارتے یہ سنن سعید بن منصور کی روایت ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، نا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فِي مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا قَالَ: «لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَكَانَ عُمَرُ «إِذَا أُتِيَ بِرَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا أَوْجَعَ ظَهْرَهُ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نے اس سے کہا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی دخول سے پہلے کہا تیرے لئے حلال نہیں حتی کہ دوسری بیوی کر لے اور عمر اس کی پیٹھ پر مارتے جو بیوی کو تین طلاق دے

لیکن اس سے نفس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا تین طلاق تین ہی رہتی ہیں ایک نہیں ہو جاتیں اور اس کو ناپسند کیا گیا ہے

سنن دار قطنی کی روایت ہے عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو دور نبوی میں ایک کلمہ سے تین طلاق دیں اور ان کو کسی نے عیب نہیں دیا

ثنا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْجُرْجَانِيُّ , نا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى بْنِ مُجَاشِعٍ السَّخْتِيَانِيُّ , نا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ , نا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ , عَنْ سَلَمَةَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ , عَنْ أَبِيهِ , أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ «طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تُمَاضِرَ بِنْتَ الْأَصْبَغِ الْكَلْبِيَّةَ وَهِيَ أُمُّ أَبِي سَلَمَةَ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ فِي كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ فَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ عَابَ ذَلِكَ» قَالَ: وَنا سَلَمَةُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ , عَنْ أَبِيهِ , «أَنَّ حَفْصَ بْنَ الْمُغِيرَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ فِي كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ , فَأَبَانَهَا مِنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَابَ ذَلِكَ عَلَيْهِ»

اس کی سند میں سَلَمَةَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ہے جس کو محدثین کہتے ہیں

ابن عبد البر: لَا يُحْتَجُّ بِهِ. اس سے دلیل نہ لی جائے، ابن حبان کہتے ہیں وکان یغرب بہت غریب روایات بیان کرتا تھا

العجلی ثقة کہتے ہیں۔ اسکی سند میں مُحَمَّدِ بنِ رَاشِدٍ ہے جس کے لئے امام شُعْبَةَ کہتے تھے لاَ تَكتُبْ عَنْ مُحَمَّدِ بنِ رَاشِدٍ، فَإِنَّهُ مُعْتَزِلِيٌّ رَافِضِيٌّ محمد بن راشد سے نہ لکھو کیونکہ یہ معتزلی رافضی ہے

ابن قیم کتاب إغاثة اللهفان میں روایت لکھتے ہیں کہ عمر اپنے اس حکم پر بعد میں نادم تھے

قال الحافظ أبوبكر الإسماعيلي في مسند عمر أخبرنا أبو يعلى حدثنا صالح بن مالك حدثنا خالد بن يزيد بن أبي مالك عن أبيه قال قال عمر بن الخطاب: ما ندمت على شيء ندامتي على ثلاث أن لا أكون حرمت الطلاق وعلى أن لا أكون أنكحت الموالي وعلى أن لا أكون قتلت النوائح" (.إغاثة اللهفان: ج1، ص336

عمرؓ نے فرمایا جو ندامت مجھے تین کاموں پر ہوئی ہے وہ کسی اور کام پر نہیں ہوئی: ایک یہ کہ میں تین طلاقوں کو طلاقِ تحریم نہ بناتا، دوسرا یہ کہ غلاموں کو نکاح کرنے کا حکم صادر نہ کرتا، اور تیسرا یہ کہ نوحہ کرنے والیوں کو قتل کرنے کا حکم نہ دیتا۔

کتاب إكمال تہذيب الكمال فی إسماء الرجال از مغلطای کے مطابق

قال الآجري: كان بدمشق رجل يقال له خالد بن يزيد متروك الحديث.

وقال أبو محمد بن الجارود: ليس بشيء ضعيف، وخرج الحاكم حديثه في «مستدركه».

وذكره الساجي والعقيلي وأبو العرب والمنتجالي في «جملة الضعفاء»

وقال يعقوب: ثنا عنه سليمان وهو ضعيف، ويزيد بن أبي مالك وابنه خالد بن يزيد في حديثهما لين

الآجری کہتے ہیں دمشق میں خالد بن یزید نام کا شخص تھا جو متروک الحدیث ہے –إبو محمد بن الجارود کہتے ہیں کوئی چیز نہیں ضعیف ہے اور حاکم نے مستدرک میں اس کی روایت لکھی ہے اور الساجی اور والعقيلي اور إبو العرب اور المنتجالی سب نے اس کا ذکر الضعفاء میں کیا ہے

اور یعقوب کہتے ہیں اس سے سلیمان نے روایت کیا ہے جو ضعیف ہے اور یزید بن إبی مالک اور ان کا بیٹا خالد دونوں حدیث میں کمزور ہیں

محمد بن إبراہیم بن المنذر النیسابوری کتاب الإجماع میں لکھتے ہیں

وأجمعوا على أنه إن قال لها: أنت طالق ثلاثا إلا ثلاثا، أنها تطلق ثلاثا

اور اس پر اجماع ہے کہ اگر کہہ دے تجھ کو تین طلاق ہے تو تین طلاق ہو گئیں

وأجمعوا على أن الرجل إذا طلق امرأته ثلاثًا: أنها لا تحل له إلا بعد زوج غيره على ما جاء به حديث النبي صلى الله عليه وسلم، وانفرد سعيد بن المسيب، فقال: أن تزوجها تزويجًا صحيحًا لا تريد به إحلالا؛ فلا بأس أن يتزوجها الأول

اس پر اجماع ہے کہ اگر آدمی اپنی بیوی کو تین طلاق دے تو وہ کے لئے حلال نہیں الا یہ کہ وہ عورت کسی اور سے کرے جیسا حدیث میں ہے

الإقناع فی مسائل الإجماع میں علی بن محمد بن عبد الملک الکتامی الحمیری الفاسی، ابو الحسن ابن القطان (المتوفى: 628ھ-) فرماتے ہیں

وأن قال: أنت طالق ثلاثًا أنها تطلق ثلاثًا

اور اگر مرد کہہ دے تجھ کو تین طلاق تو عورت پر تین طلاق واقع ہو گئیں

اس اجماع کا انکار غیر مقلد کرتے ہیں جس کا ذکر سب کرتے رہتے ہیں [15]

15

موسوعة الإجماع في الفقه الإسلامي
إعداد: د. أسامة بن سعيد القحطاني، د. علي بن عبد العزيز بن أحمد الخضير، د. ظافر بن حسن العمري، د. فيصل بن محمد الوعلان، د. فهد بن صالح بن محمد اللحيدان، د. صالح بن عبيد الحربي، د. صالح بن ناعم العمري، د. عزيز بن فرحان بن محمد الحبلاني العنزي، د. محمد بن معيض آل دواس الشهراني، د. عبد الله بن سعد بن عبد العزيز المحارب، د. عادل بن محمد العبيسي
الناشر: دار الفضيلة للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية

إذا طلق الرجل امرأته ثلاث طلقات متواليات، فيقع الطلاق
من نقل •ثلاثًا، ونقل الإجماع على ذلك جمع من أهل العلم
:الإجماع
ابن المنذر (318 هـ) حيث قال: "وأجمعوا أن من طلق - 1
زوجته أكثر من ثلاث، أن
.(2) "ثلاثًا منه تحرمها عليه
ابن عبد البر (463 هـ) حيث قال: "أما وقوع الثلاث - 2
تطليقات مجتمعات بكلمة واحدة، فالفقهاء مختلفون في هيئة
وقوعها كذلك، هل تقع للسنة أم لا؟ مع إجماعهم على أنها لازمة
لمن أوقعها" (3). وقال أيضًا: ". . . وقوع الثلاث مجتمعات
غير متفرقات، ولزومها، وهو ما لا خلاف فيه بين أئمة الفتوى
بالأمصار، وهو المأثور عن جمهور السلف" (4). وقال أيضًا:
". . . الطلاق الثلاث مجتمعات لا يقعن لسُنّة. . . وهم مع ذلك
يلزمونه ذلك الطلاق، ويحرمون به امرأته، إلا بعد زوج، كما لو
.(5) "أوقعها متفرقات عند الجميع
ابن العربي (546 هـ) حيث قال: ". . . وليس معناه ما - 3
يتوهمه المبتدعة والجهّال من أن طلاق الثلاث إذا قالها الرجل
في كلمة لا يلزم، وقد ضربت شرق الأرض وغربها، فما رأيت
"ولا سمعت أحدًا يقول ذلك إلا الشيعة الخارجين عن الإسلام
.(1)
ابن هبيرة (560 هـ) حيث قال: "واتفقوا على أن الطلاق - 4
الثلاث بكلمة واحدة، أو بكلمات في حالة واحدة، أو في طهر
.(2) "واحد يقع؛ ولم يختلفوا في ذلك
الكاساني (587 هـ) حيث قال: "وروينا عن عمر -رضي - 5
اللَّه عنه- أنه كان لا يؤتى برجل قد طلق امرأته ثلاثًا إلا أوجعه
ضربًا، وأجاز ذلك عليه، وكانت قضاياه بمحضر من الصحابة -
.(3) "رضي اللَّه عنهم-، فيكون إجماعًا منهم على ذلك
ابن قدامة (620 هـ) حيث قال: "وجملة ذلك أن الرجل إذا - 6
قال لامرأته: أنت طالق ثلاثًا، فهي ثلاث، وإن نوى واحدة، لا
.(4) "نعلم فيه خلافًا

القرطبي (671 هـ) حيث قال: "واتفق أئمة الفتوى على - 7
لزوم إيقاع الطلاق الثلاث في كلمة واحدة، وهو قول جمهور
.(5) "السلف
ابن جزي (741 هـ) حيث قال: "الطلاق الرجعي والبائن، - 8
فأما البائن، فهو في أربعة مواضع: وهي طلاق غير المدخول
بها، وطلاق الخلع، والطلاق بالثلاث، فهذه الثلاثة بائنة
اتفاقًا، . . . " (6). وقال أيضًا: "وتنفذ الثلاث، سواء طلقها
.(7) "واحدة بعد واحدة اتفاقًا، أو جمع الثلاث في كلمة واحدة
قاضي صفد (بعد 780 هـ) حيث قال: "اتفق الأئمة على أن - 9
الطلاق في الحيض لمدخول بها، أو في طهر جامع فيه محرّم؛
.(8) "إلا أنه يقع، وكذلك جمع الطلاق الثلاث يحرم ويقع
ابن حجر (852 هـ) حيث قال: "فالراجح في الموضعين - 10
تحريم المتعة، وإيقاع الثلاث للإجماع الذي انعقد في عهد عمر
على ذلك، ولا يحفظ أن أحدًا في عهد عمر خالفه في واحدة
منهما، وقد دل إجماعهم على وجود ناسخ، وإن كان خفي عن
بعضهم قبل ذلك حتى ظهر لجميعهم في عهد عمر، فالمخالف
بعد هذا الإجماع منابذ له، والجمهور على عدم اعتبار من أحدث
.(9) "الاختلاف بعد الاتفاق

١١
العيني (855 هـ) حيث قال: "لما خاطب عمر الصحابة بذلك -
.(1) "فلم يقع منهم إنكار، صار إجماعًا
ابن الهمام (861 هـ) حيث قال: "إجماعهم ظاهر، فإنه لم - 12
ينقل عن أحد منهم أنه خالف عمر -رضي الله عنه- حين أمضى
.(2) "الثلاث
ابن نجيم (970 هـ) حيث قال: "ولا حاجة إلى الاشتغال - 13
بالأدلة على رد قول من أنكر وقوع الثلاث جملة؛ لأنه مخالف
.(3) "للإجماع
.(4) ابن عابدين (1252 هـ) فذكره، كما قال ابن الهمام - 14

اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی ممانعت

اہل کتاب یہودی نصرانی یا مجوسی عورتوں سے نکاح ہو سکتا ہے مردوں سے نہیں- قرآن میں حکم موجود ہے تو اس کا انکار کرنا سرکشی ہے- اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح قرآن کے حکم میں ہے- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے-

﴿وَطَعامُ الَّذينَ أوتُوا الكِتٰبَ حِلٌّ لَكُم وَطَعامُكُم حِلٌّ لَهُم ۖ وَالمُحصَنٰتُ مِنَ المُؤمِنٰتِ وَالمُحصَنٰتُ مِنَ الَّذينَ أوتُوا الكِتٰبَ مِن قَبلِكُم إِذا ءاتَيتُموهُنَّ أُجورَهُنَّ مُحصِنينَ غَيرَ مُسٰفِحينَ وَلا مُتَّخِذى أَخدانٍ ۗ وَمَن يَكفُر بِالإيمٰنِ فَقَد حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِى الءاخِرَةِ مِنَ الخٰسِرينَ ﴿٥﴾﴾...المائدة

اہل کتاب کا کھانا تمھارے لیے حلال ہے اور تمھارا کھانا ان کے لیے- نیز مؤمن عفیفہ عورتیں تمھارے لیے حلال ہیں اور ان لوگوں کی عفیفہ عورتیں بھی جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی-
بشرطیکہ اس سے تمھاری غرض مہر ادا کرکے نکاح میں لانا ہو محض شہوت رانی اور پوشیدہ آشنائی نہ ہو- اور

---

15 - ابن قاسم (1392 هـ) حيث قال: "من طلق زوجته ثلاثًا بكلمة واحدة، وقعت الثلاث، وهو مذهب الأئمة الأربعة، وجماهير العلماء، . . . وحكى ابن رشد إجماع علماء الأمصار على أن الطلاق بلفظ الثلاث حكمه حكم الطلقة الثالثة" (5).

- الموافقون على الإجماع: ما ذكره الجمهور من الإجماع على أن الرجل إذا طلق ثلاث تطليقات مجتمعات، وقعت ثلاثًا وافق عليه ابن حزم (6). وهو قول الثوري، وابن أبي ليلى، والأوزاعي، والليث، وعثمان البتي، والحسن بن حي، وإسحاق، وأبي ثور

جس نے بھی ایمان کے بجائے کفر اختیار کیا اس کا وہ عمل برباد ہو گیا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا" (المائدہ:5)

امام شافعی کا کتاب الام میں قول ہے اس آیت پر

قَالَ الشَّافِعِيُّ) : – رَحِمَهُ اللَّهُ – فَبِهَذَا كُلِّهِ نَقُولُ لَا تَحِلُّ مُشْرِكَةٌ مِنْ غَيْرِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِنِكَاحٍ وَلَا يَحِلُّ أَنْ يَنْكِحَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إلَّا حُرَّةً

ہم یہی کہتے ہیں مشرکہ سے نکاح حلال نہیں ہے سوائے اس کے کہ اہل کتاب میں سے ہو اس سے نکاح ہے اور ان میں بھی ان کی آزاد عورتوں سے نکاح حلال ہے

تمام فقہاء کا یہی قول ہے- علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

تَزَوَّجَ طَلْحَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَهُودِيَّةً -طلحه رضی اللہ عنہ نے ایک یہودیہ عورت سے نکاح کیا-

(السنن الکبرٰی للبیہقی: 7/172، وسندہٗ حسنٌ)

مصنف ابن ابي شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ أَنَّ طَلْحَةَ، تَزَوَّجَ نَصْرَانِيَّةً

طلحه نے ایک نصرانی عورت سے نکاح کیا

عبداللہ بن عبدالرحمان انصاری اشہلی تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں

إِنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ نَكَحَ يَهُودِيَّةً -حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک یہودیہ عورت سے نکاح

کیا۔
(السنن الکبریٰ للبیہقی : 7/172، وسندہٗ حسنٌ)

مصنف ابن ابی شیبہ ۱۶۱۶۳ میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الصَّلْتِ بْنِ بَهْرَامَ، عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: تَزَوَّجَ حُذَيْفَةُ يَهُودِيَّةً فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنْ خَلِّ سَبِيلَهَا، فَكَتَبَ إِلَيْهِ: إِنْ كَانَتْ حَرَامًا خَلَّيْتُ سَبِيلَهَا فَكَتَبَ إِلَيْهِ: «إِنِّي لَا أَزْعُمُ أَنَّهَا حَرَامٌ، وَلَكِنِّي أَخَافُ أَنْ تَعَاطَوُا الْمُومِسَاتِ مِنْهُنَّ»

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک یہودیہ عورت سے نکاح کیا، تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف خط لکھا کہ آپ اس سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا کیا آپ اسے حرام خیال کرتے ہیں، اس لیے علیحدگی اختیار کرلوں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں اسے حرام تو خیال نہیں کرتا، البتہ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں تم بدکار یہودی عورتوں سے نکاح نہ کرلو

یہ قول بہت بیان کیا جاتا ہے لیکن یہ باطل ہے۔ ایسا حکم جو قرآن میں ہو کوئی بھی اس سے منع نہیں کر سکتا۔ شقيق بن سلمة الأسدي، أبو وائل الكوفي کا سماع عمر سے نہیں ہے۔ اس کو کس نے یہ خبر دی معلوم نہیں

اس فرضی خط وکتابت کے بعد کیا واقعی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا؟ کسی روایت میں نہیں اور یہ کب کا واقعہ ہے دور عمر کا یا دور ابو بکر کا یہ بھی واضح نہیں ہے[16]

16
اسی طرح کا ایک قول ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب کیا جاتا ہے - مصنف ابن ابی شیبہ ١٦١٦٥ میں ہے

قرآن میں ہے

تم مشرک عورتوں سے ہر گز نکاح نہ کرنا، جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ایک مومن لونڈی مشرک شریف زادی سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمھیں بہت پسند ہو۔اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا، جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ایک مومن غلام مشرک شریف سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمھیں بہت پسند ہو۔یہ لوگ تمھیں آگ کر طرف بلاتے ہیں 237 اور اللہ اپنے اذن سے تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے، اور وہ اپنے احکام واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے، توقع ہے کہ وہ سبق لیں گے اور نصیحت قبول کریں گے۔ ع۲۷

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، «أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ نِكَاحَ نِسَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَلَا يَرَى بِطَعَامِهِنَّ بَأْسًا
نافع نے ابن عمر سے روایت کیا کہ وہ کراہت کرتے تھے اہل کتاب کی عورت سے نکاح پر اور وہ ان کے کھانے میں کوئی برائی نہیں جانتے تھے

کسی صحابی کے کراہت کرنے سے قرآن میں وارد شدہ احکام پر قدغن نہیں لگ سکتی – راقم کہتا ہے ابن عمر سے منسوب قول شاذ ہے
حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، «أَنَّهُ كَرِهَ نِكَاحَ نِسَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ»، وَقَرَأَ {وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ} [البقرة: 221]
ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح پر کراہت کرتے اور آیت قرات کرتے
اور مشرک عورتوں سے نکاح مت کرو حتی کہ وہ ایمان لے آئیں بقرہ
اس کی سند میں جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ مضبوط نہیں ہے- یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی نے مشرک بت پرستوں کو اہل کتاب سے سورہ المائدہ میں الگ کر دیا ہے-

سورہ بقرہ آیت نمبر 221 کے مطابق مشرک سے نکاح جائز نہیں۔ اس میں مشرک سے مراد بت پرست ہیں – اہل کتاب کے مشرک مراد نہیں ہیں۔ آیات میں عام و خاص حکم ہوتا ہے – سورہ المائدہ آخری احکام کی سورت ہے اس میں اہل کتاب سے نکاح اور ان کا کھانا جائز کیا گیا ہے اور اسی میں ہے کہ ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے تثلیث کا عقیدہ اختیار کیا یا عیسیٰ کے بت کی پوجا کی –

اس طرح سورہ بقرہ کا حکم مشرک مکہ بت پرستوں کے لئے ہے

اور سورہ مائدہ نے اس سورہ بقرہ کے حکم کو ختم کیا یا منسوخ کیا اور نصرانی و یہودن سے شادی کی اجازت دی

الناسخ والمنسوخ فی القرآن العزیز وما فیہ من الفرائض والسنن از ابو عُبید القاسم بن سلّام بن عبد اللہ الہروی البغدادی (المتوفى: 224ھ-) کے مطابق

فَإِنَّمَا اخْتَلَفُوا فِي ذَلِكَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: {الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً، وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٍ، وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ} [النور: 3]، فَكَانَتِ الْآيَةُ عِنْدَ بَعْضِهِمْ مَنْسُوخَةً لَا يُعْمَلُ بِهَا وعِنْدَ آخَرِينَ مُحْكَمَةً مَعْمُولًا بِهَا

سورہ بقرہ کی آیت بعض کے نزدیک منسوخ ہے اور وجہ ابو عبید نے بیان کی

وَإِنَّمَا الْمَعْرُوفُ عَنْ حُذَيْفَةَ نِكَاحُهُ الْيَهُودِيَّةَ

معروف ہے کہ حذیفہ نے یہودن سے شادی کی ہے

راقم کہتا ہے سورہ مائدہ میں حکم آ گیا ہے تو ظاہر ہے اصحاب رسول اس پر عمل کرتے تھے

لب لباب ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے امت کو سزا (تعزیر) کی غرض سے منزل من اللہ احکام کو نہیں بدلا ہے، یہ جو مثالیں لوگوں نے بیان کی ہیں سندا ثابت نہیں ہیں۔ یہ عمر رضی اللہ عنہ پر تہمت ہیں

قرآن میں شبہات ہیں؟

سنن الدارمی میں ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ ابْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْأَشَجِّ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " إِنَّهُ [ص:241] سَيَأْتِي نَاسٌ يُجَادِلُونَكُمْ بِشُبُهَاتِ الْقُرْآنِ، فَخُذُوهُمْ بِالسُّنَنِ، فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ تعليق المحقق حسين سليم أسد الداراني : إسناده ضعيف لضعف عبد الله بن صالح وباقي رجاله ثقات

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عنقریب کچھ لوگ آئیں گے جو قرآن کے شبھات پر تم سے جھگڑا کریں گے انہیں سنن (سنتوں) سے پکڑو کیوں کہ اصحاب سنت، کتاب اللہ (کے صحیح مفہوم) کو خوب جانتے ہیں

راقم کہتا ہے اس کی سند منقطع ہے عمر بن الاشج راوی جو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ہیں ان کا سماع عمر سے ثابت نہیں ہے

الإبانة الكبرى لابن بطة میں اس کو بکیر بن عبد اللہ بن الاشج سے بھی روایت کیا گیا ہے یہ بھی منقطع ہے –اس اثر کی تائید میں ایک دوسرا اثر پیش کیا جاتا ہے جو علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے جس کو لالکائی نے شرح إصول اعتقاد اہل السنة والجماعة میں روایت کیا ہے

أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقْرِئُ , قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ , قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْمَرْوَزِيُّ , قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ

الْمَرْوَزِيُّ , قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ , قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: «سَيَأْتِي قَوْمٌ يُجَادِلُونَكُمْ فَخُذُوهُمْ بِالسُّنَنِ؛ فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللَّهِ»

یہاں امام موسی الکاظم بن جعفر الصادق اپنے پڑ پڑ دادا علی رضی اللہ عنہ کی بات نقل کر رہے ہیں سند منقطع ہے

اس روایت کو انکارِ حدیث کے فتنہ کے حوالے سے پیش کرنے والے احمق ہیں –جب یہ اثر منقطع ہے تو اس کے عیب کو چھپا کر ہر قسم کا منطقع السند متن حلق سے اتروانا محدثین کا شیوا نہیں ہے

قرآن میں اللہ تعالی نے مشابھات کا ذکر کیا ہے جس کا انکار کوئی فرقہ نہیں کرتا البتہ اس میں کیا محکمات میں شبھات رہ گئے ہیں ؟ایسا قول باطل ہے قرآن میں موجود ہے

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ہم نے اس کتاب میں کچھ نہیں چھوڑا ہے

جو حدیث کا علم رکھتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اس قسم کی منقطع روایات کو پیش نہ کریں ورنہ وہ اپنا مقدمہ خود کمزور کریں گے

اجتہاد سے فیصلہ کرنا

سنن نسائی 5399 میں ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ شُرَيْحٍ، أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ يَسْأَلُهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ، «أَنْ اقْضِ بِمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَلَا فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ الصَّالِحُونَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَلَا فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُونَ، فَإِنْ شِئْتَ فَتَقَدَّمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَتَأَخَّرْ، وَلَا أَرَى التَّأَخُّرَ إِلَّا خَيْرًا لَكَ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ»

شریح سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے انہیں ایک خط لکھا تو انہوں نے لکھا: فیصلہ کرو اس کے مطابق جو کتاب اللہ (قرآن) میں ہے، اور اگر وہ کتاب اللہ (قرآن) میں نہ ہو تو سنت رسول (حدیث) کے مطابق، اور اگر وہ نہ کتاب اللہ (قرآن) میں ہو اور نہ سنت رسول (حدیث) میں تو اس کے مطابق فیصلہ کرو جو نیک لوگوں نے کیا تھا، اور اگر وہ نہ کتاب اللہ (قرآن) میں ہو اور نہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اور نہ ہی نیک لوگوں کا کوئی فیصلہ ہو تو اگر تم چاہو تو آگے بڑھو (اور اپنی عقل سے کام لے کر فیصلہ کرو) اور اگر چاہو تو پیچھے رہو (فیصلہ نہ کرو) اور میں پیچھے رہنے ہی کو تمہارے حق میں بہتر سمجھتا ہوں۔ والسلام علیکم۔

روایت صحیح ہے[17]۔

17

خلفاء کے تقرر پر پالیسی

صحیح بخاری ۶۸۳۰ میں ہے عمر بن خطاب نے اپنی رائے کا اظہار کیا جب ایک خطبہ میں عمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ ان تک خبر پہنچی ہے کہ کسی نے کہا کہ عمر کے بعد ہم فلاں کی بیعت کریں گے

ثُمَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلاَنًا، فَلاَ يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ أَنْ يَقُولَ: إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ، أَلاَ وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذَلِكَ، وَلَكِنَّ اللَّهَ وَقَى شَرَّهَا، وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ، مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ المُسْلِمِينَ فَلاَ يُبَايَعُ هُوَ وَلاَ الَّذِي بَايَعَهُ، تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلاَ

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے [18] کسی نے یوں کہا ہے کہ واللہ اگر عمر کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں سے بیعت کروں گا دیکھو تم میں سے کسی کو یہ دھوکا نہ ہو کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ناگاہ ہوئی اور اللہ نے ناگہانی

رواه ابن أبي شيبة / المصنف 543/4، 544، ابن أبي خيثمة / التاريخ ص 184، النسائي / السنن 231/8، الكبرى 468/3، وكيع / أخبار القضاة 189/2، 190، البيهقي / السنن الكبرى 468/3، صحيح من طريق النسائي. قال: أخبرنا محمّد بن بشار، قال: حدّثنا أبو عامر، قال: حدّثنا سفيان عن الشيباني عن الشعبي عن شريح

18

بعض شارحین کے نزدیک اس میں فلاں سے مراد زبیر رضی الله عنہ ہیں بحوالہ فتح الباري (ج ۱ / ص ۳۳۸) پر اور إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري از قسطلانی میں ہے

بیعت میں جو برائی ہوئی ہے اس سے تم کو بچائے رکھا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے محفوظ رکھا اور تم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسا ہو کہ جس سے ملنے کے لیے اونٹ چلائے جاتے ہوں۔ دیکھو خیال رکھو کوئی شخص کسی سے بغیر مسلمانوں کے صلاح مشورہ کے بغیر بیعت نہ کرے جو کوئی ایسا کرے گا اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ قتل کیا جائے گا

یہ عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے کہ ایسا شخص خلیفہ نہیں رہ پائے گا جس کو اکابر اصحاب رسول کا اعتماد نہ ملا ہو [19]

قد مَاتَ عمر لقد بَايَعت فلَانا فِي مُسْند الْبَزَّار والجعديات بِإِسْنَاد ضَعِيف أَن المُرَاد بِالَّذِي يُبَايع لَهُ طَلْحَة بن عبيد الله وَلم يسم الْقَائِل وَلَا النَّاقِل ثمَّ وجدته فِي الْأَنْسَاب للبلاذري بِإِسْنَاد قوي مِنْ رِوَايَةِ هِشَامِ بْنِ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِالْإِسْنَادِ الْمَذْكُور فِي الْأَصْل وَلَفظه قَالَ عمر بَلغنِي أَن الزبير قَالَ لَو قد مَاتَ عمر بَايعنَا عليا الحَدِيث فَهَذَا أصح
یہ زبیر کا قول تھا کہ عمر کی وفات پر ہم علی کی بیعت کروں گا ... ابن حجر نے کہا یہ اصح ہے
ابن حجر کے مطابق انساب البلاذری میں ان صحابی کا نام موجود ہے- البتہ کتاب مصابيح الجامع از ابن الدماميني (المتوفى: 827 هـ) کے مطابق: وفلانٌ المشارُ إليه بالبَيْعة هو طلحةُ بنُ عُبيد الله، وقع ذلك في فوائد البغوي عن عليِّ بنِ الجعد، قاله ابن بشكوال وهو في مسند البزار فيما رواه أسلم مولى عمر عن عمر
یہ طلحةُ بنُ عُبيد اللہ رضی اللہ عنہ کا قول تھا کہ عمر کی وفات پر علی کی بیعت کروں گا
راقم کہتا ہے یہ بات شیعوں کی پھیلائی ہوئی ہے کہ علی کی بیعت کا ان دونوں کا ارادہ تھا – انساب الاشراف کی جس سند کو ابن حجر و قسطلانی نے اصح کہا ہے اور جس کی بنیاد پر کہا گیا کہ زبیر کا قول تھا – اس کی سند میں شیخ بلاذری بَكْرُ بْنُ الْهَيْثَمِ مجہول ہے- اور جس سند میں ہے کہ یہ طلحہ کا قول تھا اس کا حوالہ دیا گیا کہ یہ مسند البزار میں ہے جبکہ وہاں نام موجود نہیں ہے – علی بن جعد کٹر شیعہ تھے- ابن حجر نے خود اس کو ضعیف قول کہا ہے

[19] صحيح مسلم: كِتَابُ الْإِمَارَةِ (بَابُ إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ) صحیح مسلم: کتاب: امور حکومت کا بیان

(باب: دب دو خلیفوں کے لیے بیعت لی جائے)

وحَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، . 4799
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ، فَاقْتُلُوا الْآخَرَ مِنْهُمَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب دو خلیفوں کے لیے بیعت لی جائے تو ان میں سے دوسرے کو قتل کر دو

سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ کی سند
سندا یہ روایت سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ کی سند سے نقل ہوئی ہے
سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ البصرى المتوفی ۱٤٤ ھ سے اس روایت کو (صحیح مسلم میں) خالد بن عبد اللہ نے سنا ہے
العلل از عبد الله بن احمد میں ہے
وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: سألت ابن علية عن الجريري. فقلت: له: يا أبا بشر، أكان الجريري اختلط؟ قال: لا، كبر الشيخ فرق
عبد اللہ نے کہا میرے باپ احمد نے بیان کیا کہ میں نے ابن علیہ سے پوچھا الجریری کے بارے میں
ابن علیہ سے میں نے کہا اے ابا بشر کیا الجریری مختلط تھے انہوں نے کہا نہیں بوڑھے عمر رسیدہ تھے لہذا فرق آ گیا تھا
اس دور میں بصرہ میں سن ۱۳۲ ھ میں الطاعون آیا (الکامل از ابن عدی) اور اسکے بعد الجريري میں یہ اختلاط کی کیفیت پیدا ہوئی اور بہت سے محدثین نے کہا کہ اس میں ہم نے ان سے سنا اور وہ واقعی مختلط تھے
اسی کتاب میں ہے قبل موته بسبع سنين یہ اختلاط یا کیفیت الجريري پر مرنے سے قبل سات سال رہی
ابن علیہ کے برعکس امام یحیی بن سعید القطان سختی سے الجریری کی عالم اختلاط والی روایات کا انکار کرتے

یہ روایت خالد بن عبد اللہ الواسطی کی سند سے ہے لیکن خالد بن عبد اللہ الواسطی کا واضح نہیں کہ انہوں نے الجریری سے کب سنا محققین کے مطابق بخاری نے ان سے متابعت میں روایت لی ہے

مسند البزار میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے ہے
حَدَّثنا مُحَمد بن رزق الله الكلواذاني، قَال: حَدَّثنا عَبد الصمد، قَال: حَدَّثنا أَبُو هلال، عَن قَتادة، عَن سَعِيد، عَن أَبِي هُرَيرة، عَنِ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم قال: إذا بويع لخليفتين فاقتلوا الآخر منهما.

اس میں قتادہ مدلس ہیں

أبي هلال الراسبي: وهو محمد بن سليم ہے
كتاب ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق از الذهبی کے مطابق

صالح الحديث قال النسائي ليس بالقوي وتركه القطان
یہ امام القطان کے نزدیک متروک ہے

امام احمد کا قول ہے
. (1484) /وهو مضطرب الحديث عن قتادة. «الجرح والتعديل» 7
ابو ہلال قتادہ سے روایت کرنے میں مضطرب ہے

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت تو ضعیف ہے ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ میں واضح نہیں کہ اس میں اختلاط کا عمل دخل ہے یا نہیں

یہ روایت منفرد ہے اور اس قسم کی روایت بہت سے اصحاب رسول کو بیان کرنی چاہیے تھی لیکن ایسا نہیں ملتا دوم اس میں بصریوں کا تفرد ہے
جو حسین رضی اللہ عنہ کے بہت بعد پیدا ہوئے ہیں مثلا الجریری اور قتادہ وغیرہ

صحیح مسلم- مسند احمد – سنن نسائی – سنن ابو داود میں ہے

عرفجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِنَّهُ سَتَكُونُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَهِيَ جَمِيعٌ، فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ
مستقبل میں فتنے اور فسادات ہوں گے، پس جو شخص اُمت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہے تو اسے تہہ تیغ کر دو چاہے کوئی بھی ہو

سند میں زیاد بن علاقة بن مالك الثعلبي، أبو مالك الكوفي کا تفرد ہے
قال الأزدي في كتابه: «المخزون»: إثر حديث رواه عن عيسى بن عقيل، وهذا حديث لا يحفظ إلا عن زياد بن علاقة على سوء مذهبه وبراءتي من مذهبه كان منحرفا عن أهل بيت نبيه صلى الله عليه وسلم زائغا عن الحق.

الأزدي نے اپنی کتاب المخزون میں کہا وہ حدیث جو .... زیاد بن علاقہ نے روایت کی ہے وہ بد مذہب ہے اور میں اس کے مذہب سے برات کرتا ہوں یہ اہل بیت سے منحرف تھا حق سے دور

شہادت عمر

ابی لُؤلُؤۃَ فارس نہاوند سے غلام بنا کر لایا گیا اس کو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے لیا۔ بعض کے مطابق یہ نصرانی تھا اور بعض کے بقول مجوسی تھا[20]۔

راقم کے نزدیک یہ روایت حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف ہے

راوی کی بدعت کی موید روایت نہیں لی جا سکتی

20

مجوسی کو مشرک کے زمرے میں نہیں لیا گیا ان کو اہل کتاب کے زمرے میں لیا گیا ہے – مشرک مجوسی مدینہ میں داخل ہو سکتا ہے اسی طرح نصرانی بھی داخل ہو سکتا ہے

متاخرین نے اس میں اختلاف کیا ہے

ابن قیم نے کتاب أحكام أهل الذمة میں لکھا ہے

لَا فَرْقَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ، وَلَا يَصِحُّ أَنَّهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

مجوس میں اور بت پرستوں میں فرق نہیں ہے اور نہ یہ صحیح ہے کہ یہ اہل کتاب میں سے ہیں

بغوی کہتے ہیں

وَاخْتَلَفُوا فِي أَنَّ الْمَجُوسَ: هَلْ هُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أَمْ لَا؟ فَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لَهُمْ كِتَابٌ يَدْرُسُونَهُ فَأَصْبَحُوا، وَقَدْ أُسْرِيَ عَلَى كِتَابِهِمْ، فَرُفِعَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِهِمْ. وَاتَّفَقُوا عَلَى تَحْرِيمِ ذَبَائِحِ الْمَجُوسِ وَمُنَاكَحَتِهِمْ بِخِلَافِ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ

یہ مجوسی تھا

المحبر از محمد بن حبیب بن إمية بن عمرو الهاشمی، بالولاء، ابو جعفر البغدادی (المتوفی: 245ھ)

مجوس پر اختلاف ہے کہ کیا اہل کتاب ہیں یا نہیں – علی سے روایت ہے کہ ان کی کتاب تھی … اس پر اتفاق ہے کہ ان کا ذبیحہ حرام ہے

التلخیص الحبیر از ابن حجر میں ہے کہ یہ سند حسن ہے کہ
وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ فِي كِتَابِ النِّكَاحِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ قَالَ: نَا إبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، نَا أَبُو رَجَاءٍ جَارٌ لِحَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، نَا الْأَعْمَشُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: كُنْت عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ مَنْ عِنْدَهُ الْمَجُوسَ، فَوَثَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ بِاَللَّهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – لَسَمِعَهُ يَقُولُ: «إنَّمَا الْمَجُوسُ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَاحْمِلُوهُمْ عَلَى مَا تَحْمِلُونَ عَلَيْهِ أَهْلَ الْكِتَابِ» .
ابن ابی عاصم نے حسن روایت دی کہ عمر نے کہا مجوس اہل کتاب ہیں

الخبر في كنز العمال: عن علي قال: كان المجوس أهل كتاب وكانوا متمسكين بكتابهم

أخرجه الثعلبي في تفسيره (الكشف والبيان:ج10ص171) عن عبدالله بن يوسف قال: حدّثنا عمر بن محمد بن بحير قال: حدّثنا عبدالحميد بن حميد الكشي، عن الحسن بن موسى قال: حدّثنا يعقوب بن عبدالله القمي قال: حدّثنا جعفر بن أبي المغيرة عن ابن (ابري) قال: لما هزم المسلمون أهل أسفندهان انصرفوا فجاءهم يعني عمر فاجتمعوا، فقالوا: أي شيء تجري على المجوس من الأحكام فأنهم ليسوا بأهل كتاب وليسوا من مشركي العرب، فقال: علي بن أبي طالب: بل هم أهل الكتاب وكانوا متمسكين بكتابهم

عبد الرحمن بن أبزى مختلف في صحبته، وممن جزم بأن له صحبة خليفة بن خياط والترمذي ويعقوب بن سفيان وأبو عروبة والدارقطني والبرقي وبقي بن مخلد وغيرهم وفي صحيح البخاري من حديث ابن أبي المجالد انه سأل عبدالرحمن ابن أبزي وابن أبي أوفى عن السلف فقالا كنا نصيب المغانم مع النبي ρ ، الحديث. ثقة روى له الستة (تهذيب التهذيب:ج6ص121تر277) وجعفر بن أبي المغيرة القمي ثقة (تهذيب التهذيب:ج2ص92تر165) ويعقوب بن عبد اله52 القمي قال عنه النسائي ليس به بأس ووثقه الطبراني وابن حبان وقال عنه الدارقطني ليس بالقوي (تهذيب التهذيب:ج11ص342تر653) والحسن بن موسى الأشيب ثقة روى له الستة (تهذيب التهذيب:ج2ص279تر560)
یہ روایت حسن ہے

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ نُهَاوَنْدَ وَكَانَ مَجُوسِيًّا

مسعودی مروج الذھب

یہ نصرانی تھا

عیون الاخبار از ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری (المتوفى: 276ھ)

البدء والتاریخ از المطہر بن طاہر المقدسی (المتوفى: نحو 355ھ)

تاریخ طبری: فَلَقِيَهُ أَبُو لُؤْلُؤَةَ غُلامُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، وَكَانَ نَصْرَانِيًّا،

ابو لُؤْلُؤَةَ نے عمر سے گزارش کی اس کو آزاد کر دیا جائے اور المحن از محمد بن احمد بن تميم التميمي المغربي الإفريقي، ابو العرب (المتوفى: 333ھ) میں ہے

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ الْمُغِيرَةَ بن شُعْبَة عدى عَلَيَّ يَأْخُذُ مِنِّي كُلَّ يَوْمٍ دِرْهَمًا قَالَ فَمَا عَمَلُكَ قَالَ أَصْنَعُ هَذِهِ الأَرْحِيَةَ قَالَ وَكَمْ تُصِيبُ قَالَ أُصِيبُ كُلَّ يَوْمٍ دِرْهَمَيْنِ قَالَ مَا هُوَ بِكَثِيرٍ أَنْ تُعْطِيَ أَهْلَكَ نِصْفَ مَا تُصِيبُ يَا أَبَا لُؤْلُؤَةَ أَلا تصنع لِي رَحا

اے امیر المومنین۔ الْمُغِيرَةَ بن شُعْبَة مجھ سے روز ایک درہم لیتے ہیں – عمر نے پوچھا کیا کام لیتے ہیں؟ اِبُو لُؤْلُؤَةَ نے کہا چکی پیستا ہوں – عمر نے پوچھا اس پر کتنا ملتا ہے؟ کہا ایک دن میں دو درہم۔ عمر نے کہا اَبَا لُؤْلُؤَةَ یہ تو زیادہ نہیں ہیں، تم میرے لئے اس کو کرو

تاریخ طبری میں ہے کہ عمر نے پوچھا تمہارا اصل فن کیا ہے؟

وَأَيْشِ صِنَاعَتُكَ؟ قَالَ: نَجَّارٌ، نَقَّاشٌ

اِبِی لُوٗلُوٗۃَ نے کہا بڑھئی نقش و نگار بناتا ہوں

اغلباً اِبِی لُوٗلُوٗۃَ سخت کوفت میں ہوا اور اس نے جب دیکھا کہ اس کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی اس نے عمر سے کہا

لأصْنَعَنَّ لك رَحًا يتحدث الناس بها

میں ایسی چکی بناؤں گا جس کا لوگ ذکر کریں گے

بحوالہ مروج الذہب از المسعودی

پھر اگلی ہی نماز میں ابو لولوئہ نے حملہ کر کے ان کو شہید کیا- صحیح بخاری کے مطابق عمر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس سے پوچھا کہ کس نے خنجر مارا؟ ابن عباس نے کہا مغیرہ کے غلام نے – عمر نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ کسی صحابی نے یہ کام نہیں کیا اور کہا مدینہ میں غلام تم اور عباس لائے

اہل سنت کے نزدیک یہ کوئی سازش تھی اور ابو لولوئہ نے خود کشی کر لی، جبکہ اہل تشیع کے نزدیک علی نے اس کو اپنا گھوڑا دیا کہ یہ فرار ہو جائے اور آج اس کا مزار ایران میں بابا فیروز کے نام سے موجود ہے- اہل سنت جب کہتے ہیں کہ ابو لولو مجوسی تھا تو اس سے مراد اس کا چھپا ہونا ہے اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو یا مسلمان بنتا ہو

بعض لوگوں نے کعب احبار کو قتل عمر میں ملوث قرار دے دیا ہے جو تاریخا نا قابل قبول ہے- اس کا ذکر کتاب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شخصیت اور کارنامے میں ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی نے کیا ہے

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش میں کعب احبار کو بھی متہم کیا گیا ہے، چنانچہ طبری نے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے، جس میں عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش میں ان کی شرکت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اس روایت میں ہے کہ: "پھر عمر رضی اللہ عنہ لوٹ کر اپنے گھر آئے، دوسرے دن صبح ہوئی تو ان کے پاس کعب احبار آئے اور کہنے لگے: اے امیر المومنین! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ تین دنوں میں آپ مر جائیں گے۔ آپ نے پوچھا: تمہیں کیسے معلوم ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے اللہ کی کتاب تورات میں اسے پڑھا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا یقینا تم تورات میں عمر بن خطاب کا ذکر پاتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں، بلکہ آپ کے اوصاف اور جسمانی حلیہ کو میں نے پڑھا ہے اور اس حساب سے اب آپ کی عمر ختم ہو رہی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نہ کوئی تکلیف ہوئی اور نہ کوئی غم۔ دوسرے دن پھر صبح کے وقت کعب احبار آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے امیر المومنین! ایک دن تو ختم ہو چکا، اب صرف ایک دن اور ایک رات باقی ہے اور یہ رات بھی صرف صبح تک آپ کا ساتھ دے گی۔ راوی کا کہنا ہے کہ: تیسرے دن جب صبح ہوئی تو آپ نماز فجر کے لیے نکلے، آپ کی عادت تھی کہ نماز شروع ہونے سے پہلے کچھ لوگوں کو صفیں درست کرنے کے لیے مکلف کر رکھا تھا اور جب صف برابر ہو جاتی تو آپ آتے اور اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرتے۔ چنانچہ آج بھی ایسا ہی کیا، (نماز شروع ہوئی تو) ابو لؤلؤ مجوسی لوگوں میں گھس گیا، اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا اس کے دو سرے تھے، پکڑنے کی جگہ درمیان میں بنائی گئی تھی۔ اسی خنجر سے اس نے عمر رضی اللہ عنہ پر چھ وار کیے۔ ایک ضرب تو زیر ناف لگی اور وہ اتنی کاری تھی کہ وہی جان لیوا ثابت ہوئی۔ ٦

اس روایت کو سامنے رکھتے ہوئے بعض جدید مفکرین نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش میں کعب احبار برابر کے شریک تھے، مثلاً ڈاکٹر جمیل عبد اللہ مصری نے اپنی کتاب "اثر اهل الكتاب فی الفتن والحروب الأهلية فی القرن الأول الهجری" میں، اسی طرح عبد الوہاب نجار نے "الخلفاء الراشدون" میں اور غازی محمد فریج نے اپنی کتاب "النشاط السری الیهودی فی الفکر والممارسة" میں یہی بات لکھی ہے۔ ٦ لیکن ڈاکٹر احمد بن عبد اللہ بن ابراہیم الزغیبی نے کعب احبار کی

تاریخ طبری میں ہے

حدّثني سلم بن جُنادة، قال: حدّثنا سُليمان بن عبد العزيز بن أبي ثابت بن عبد العزيز بن عمر بن عبد الرحمن بن عوف، قال: حدّثنا أبي عن عبد الله بن جعفر، عن أبيه، عن المِسْور بن مخْرمة.- وكانت أمّه عاتكة بنت عوف - قال: خرج عمر بن الخطاب يومًا يطوف في السوق .... فلما كان من الغد جاءه كعب الأحبار فقال له: يا أمير المؤمنين! اعهد، فإنك ميّت في ثلاثة أيام؛ قال: وما يُدريك؟ قال: أجده في كتاب الله عزّ وجلّ التوراة، قال عمر: آللهَ إنك لتجد عمر بن الخطاب في التوراة؟ ! قال: اللهمّ لا؛ ولكني أجد صفتَك، وحِلْيتك، وأنه قد فني أجلُك - قال: وعمر لا يُحسُّ وجعًا ولا ألمًا - فلما كان من الغد جاءه كعب، فقال: يا أميرَ المؤمنين! ذهب يوم وبقي يومان؛ قال: ثمّ جاءه من غدِ الغد؛ فقال: ذهب يومان وبقيَ يوم وليلة؛ وهي لك إلى صبيحتها. قال: فلما كان الصبح خرج عمر إلى الصلاة، وكان يوكّل بالصّفوف رجالًا، فإذا استوت؛ جاء هو فكبّر. قال: ودخل أبو لؤلؤة في الناس، في يده خنجر له رأسان نصابه في وسطه، فضرب عمر ستّ ضربات،

راقم کہتا ہے اس کی سند میں مجہول ہے

عبد العزيز بن عمر بن عبد الرحمن بن عوف. روى عنه ابنه محمد بن عبد العزيز. قال ابن القطان: مجهول الحال.

صحیح وضعیف تاریخ الطبری کے محقق محمد بن طاہر البرزنجی کا کہنا ہے

في إسناده عبد العزيز وهو متروك، وفي متنه نكارة شديدة

اس کی سند میں عبد العزیز متروک ہے اور متن میں شدید نکارت ہے

المعجم الصغیر لرواۃ الإمام ابن جریر الطبری از اکرم بن محمد زیادۃ الفالوجی الاثری کے مطابق اس سند میں دوسرا راوی بھی مجہول ہے

سليمان بن عبد العزيز بن أبي ثابت، واسمه عمران بن عبد العزيز بن عمر بن عبد الرحمن بن عوف، القرشي، الزهري، المدني، من التاسعة، لم أعرفه، ولم أجد له ترجمة.

لہذا یہ سند ثابت نہیں ہے-

عمر نے کہا ابن عمر کو خلیفہ مت کرنا؟

ابن سعد اپنی طبقات، 343/3، پر ایک روایت درج کرتے ہیں

قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: " مَنْ أَسْتَخْلِفُ لَوْ كَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَيْنَ أَنْتَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؟ فَقَالَ: قَاتَلَكَ اللَّهُ، وَاللَّهِ مَا أَرَدْتَ اللَّهَ بِهَذَا، أَسْتَخْلِفُ رَجُلًا لَيْسَ يُحْسِنُ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ "

عمر فرماتے ہیں کہ اگر میں کسی کو خلیفہ بناؤ، تو ابو عبیدہ کو بناؤ۔ ایک آدمی نے پوچھا کہ عبداللہ بن عمر کہاں گئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تمہیں غارت کرے، اللہ کی قسم میں اللہ کا ارادہ ایسا نہیں دیکھتا، ایسے شخص کو خلیفہ بناؤ جو کہ بیوی کو اچھے طریقے سے طلاق بھی نہیں دے سکتا

راقم کہتا ہے اس کی سند منقطع ہے۔ ابراہیم النخعی کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی کتاب جامع التحصیل کے مطابق

وقال علي بن المديني إبراهيم النخعي لم يلق أحدا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم

علی بن المدینی کہتے ہیں کہ ابراہیم کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی